بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن پاک کے نئے نئے سائنسی معجزات

دشمنوں کی سازشوں کا جواب

MODERN CHALLENGES TO HOLY QURAN AND THEIR REPLIES

مصنفین: سلطان بشیر محمود

میجر (ر) امیر افضل خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن پاک کے نئے نئے سائنسی معجزات

دشمنوں کی سازشوں کا جواب

مصنّفین:

سلطان بشیر محمود

میجر (ر) امیر افضل خان

marfat.com

جملہ حقوق

ہر قسم کے جملہ حقوق بحق مصنفین محفوظ ہیں۔ کسی ادارہ یا فرد کو تحریری اجازت کے بغیر پوری کتاب یا اس کے کسی حصہ کو ماسوائے برائے حوالہ جات چھاپنے کی اجازت نہیں۔

کتاب: قرآن پاک کے نئے نئے معجزات

نفس مضمون: کلام اللہ کے نئے نئے معجزات کے انکشافات اور منافقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں اور دشمنوں کی سازشوں کا رد

مصنفین: انجنیئر سلطان بشیر محمود

میجر (ر) امیر افضل خان

پبلشر: القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن

B-60 ناظم الدین روڈ F-8/4 اسلام آباد

Tel: 858672

کمپوزر: ظفر اقبال جنجوعہ

پرنٹر: ماریہ پرنٹرز - 8 خیابان سہروردی - آئی اینڈ ٹی سینٹر - - G-6/1 آبپارہ نزد فیڈرل موٹرز - اسلام آباد۔

فون: 277536

قیمت (پاکستان): 100 روپیہ علاوہ ڈاک خرچ

(بیرونی ممالک): 5 $

القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن

B 60 ناظم الدین روڈ F-8/4 اسلام آباد

marfat.com

اظہار تشکر

تمام تعریف اور شکریہ اللہ تعالیٰ کے لیے جو ہر کام کرنے کی توفیق بخشتا ہے۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اور اس عظیم ترین ہستی کا شکریہ جو رحمت العالمین ہے۔ان کی رحمت کے صدقے ہی ہمیں یہ سعادت ملی کہ ذکر العالمین کی شان میں کچھ لکھ سکیں۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان پروانوں کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے اس کام میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ان میں ہماری کتاب "قیامت اور حیات بعد الموت" کے وہ سینکڑوں قاری بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے خطوط کے ذریعہ اللہ کے دین پر لکھنے کے لیے ہمیں مزید تقویت پہنچائی۔ خصوصاً ہم اپنے محترم دوست کرنل (ر) عبدالرؤف شیخ صاحب کے لیے دعا گو ہیں جن کی کتاب "بصیرت" سے ہم نے گونا گوں فائدہ اٹھایا اور انہوں نے نہ صرف اپنے مفید مشوروں سے ہماری مدد کی بلکہ کتاب کی چھپائی میں مالی اعانت بھی پیش کی۔دارلفرقان اوگی والے حضرت عبدالرؤف شاہ صاحب کے احسان مند ہیں جو ہمیں مسلسل تحریک کر رہے ہیں کہ ہم سائنس اور جدید علوم کو سامنے رکھ کر قرآن حکیم کی تفسیر لکھیں۔قارئین کرام سے دعا کی خصوصی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سعادت بخشے۔زہے قسمت کہ موجودہ کتاب اس عظیم کام کا دیباچہ ثابت ہو۔

انسان کا کام غلطی سے پاک نہیں ہو سکتا اس لیے قارئین کرام کے مشورے ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہوں گے۔

وماتوفیقی الا باللہ۔رب زدنی علما۔

آپ کی دعاؤں کے طالب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلام
سلطان بشیر محمود
امیر افضل
اسلام آباد۔مارچ ۱۹۹۸

marfat.com

لمحہ فکریہ

جان جائے تو جائے، قرآن کی حرمت کو آنچ نہ آئے

یہ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن حکیم رب کریم کا کلام ہے۔ مسلمان کا دل اس کا مقام ہے۔ اس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ مالک کائنات نے فرمایا

اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر بھی اتارا ہوتا تو تم دیکھتے کہ

وہ اللہ کے خوف سے دبا جا رہا ہوتا۔

اور پھٹ پڑتا (سورۃ الحشر، آیت ۲۱)

اس کے تقدس کی یہ شان ہے کہ ہمارا پروردگار فرماتا ہے۔

ایک بلند پایہ قرآن ہے۔

ایک محفوظ کتاب میں ثبت ہے۔

جسے ماسوائے پاک لوگوں کے کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔

(سورۃ الواقعہ، آیت ۷۲)

قرآن کریم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر فخر موجودات رحمت اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک سب پیغمبروں اور رسولوں کی تصدیق کرتا ہے۔ یعنی قرآن پاک صرف مسلمانوں ہی کی کتاب نہیں بلکہ تمام سچے مذاہب کا ترجمان ہے۔

لیکن!

آج شیطان کے کچھ چیلے اللہ کی کتاب کی توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ کبھی بھی ان مذموم

marfat.com

کوششوں میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ لیکن مسلمانوں کے لیے یہ ایک بہت بڑے امتحان کا مقام ہے، ان موجودہ شیطانوں کے ہتھکنڈے اس سازش کا حصہ ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمن پچھلی کئی صدیوں سے کر رہے ہیں۔ اس وقت وہ مسلمانوں کے رعب اور خوف کی بنا پر کھل کر منظرِ عام پر نہ آتے تھے اور اگر کبھی ایسا ہوا تو کسی غازی علم الدین شہید جیسے غیرت مند نے ان کے سر تن سے جدا کر دیے۔ لیکن اب نئے عالمی نظام کے بانیوں (Founders of the New World Order) کے گماشتوں کے طور پر وہ بڑی دیدہ دلیری سے سامنے آ رہے ہیں۔ بعض اوقات ان چیلوں کا نام بھی مسلمانوں سا ہے تاکہ اللہ کے مخلص بندے ان کے خطرناک عزائم کے بارے غلط فہمی میں رہیں۔ کبھی ان کا نام مرزا غلام احمد قادیانی ہوتا ہے کبھی یہ سلمان رشدی کہلاتے ہیں۔ کبھی یہ سانپ تسلیمہ بنگالی کے روپ میں سامنے آتے ہیں تو کبھی دانشوروں، سیاستدانوں اور مذہبی اجارہ داروں کا لبادہ پہن کر یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منافقت کرتے ہیں اور جب مخلص مسلمان کسی گستاخ رسول کا منہ بند کرنے کے لیے غیرت کھاتے ہیں تو یہ ننگ اسلام ان کو آزادی رائے (Lebralism) کا درس دے کر ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ انہی نام نہاد مسلمانوں میں وہ حکمران بھی شامل ہیں جو عالمی امن (World Peace) اور عالمی بھائی چارے (World Brotherhood) جیسے مسحور کن نعروں سے متاثر ہو کر آج اپنے ملکوں میں علماء کرام پر پابندی لگاتے ہیں کہ جمعہ کے خطبات میں قرآن حکیم میں یہودیوں کے اعمال کی مذمت میں جو آیات آئی ہیں ان کا ذکر نہ کریں۔

ان اوچھے ہتھکنڈوں کے علاوہ قرآن کریم کے خلاف مسلمان ذہنوں میں زہر گھولنے کے لیے الگ کوششیں ہو رہی ہیں۔ لادین عناصر اور متعصب عیسائی، یہودی اور ہندو عالمی ذرائع ابلاغ پر سائنسی تحقیق کے نام پر یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے

marfat.com

ہیں کہ یہ کتاب بھی تحریف سے خالی نہیں اور اس کے بہت سے احکام وقتی مصلحتوں کے تحت تھے۔اس لیے یہ بھی کوئی مکمل ضابطہ حیات نہیں۔

دشمنوں کی ان سازشوں سے پاکستان کسی حد تک محفوظ تھا بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے امید کی آخری کرن تھا۔ مسلمان عربی ہو یا امریکی، چینی ہو یا افریقی وہ پاکستانی مسلمان کو اپنا نجات دہندہ سمجھتا تھا۔یہاں سے اٹھی ہوئی اسلامی تحریکیں تبلیغی مشن، یہاں کے مصنف اور علماء کو امہ اپنا مستقبل سمجھتی تھی۔یہی وجہ ہے کہ اب اللہ کے دشمن اسلامیان پاکستان کی دشمنی میں کھل کر سامنے آگئے ہیں۔

ان کی چال یہ ہے کہ۔

وہ "پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ" کی صدا کو ہمیشہ کے لیے دبانا چاہتے ہیں۔چنانچہ وہ پاکستان کی تخلیق کے دو قومی نظریہ کی بجائے متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی غربت اور ان کی محرومیوں کو پاکستان بننے کا سبب قرار دیتے ہیں۔

پاکستانی ثقافت کے نام پر ہندووانہ رسوم، گانے بجانے اور مغربی طور طریق کو فروغ دے رہے ہیں۔ پاکستانی مسلمانوں کے دلوں میں جہاد کی جگہ لہو لعب کو ڈال دینا چاہتے ہیں۔

عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں سے عشق کی چنگاری کو بجھا دینے کے لیے جتن کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم کے تقدس کو ختم کر دینا چاہتے ہیں۔

اپنے ان مذموم ہتھکنڈوں کی تعمیل کے لیے ان کی کوشش یہ ہے کہ پاکستانی مسلمان کو بے حس کر دیا جائے۔ان کی اسلامی سوچ کو منتشر کر دیا جائے۔

ان کو بھوک افلاس، بدامنی، رشوت، سفارش اور بے انصافی جیسے جکڑوں میں ڈال دیا جائے کہ مجاہد پاکستانی قوم صرف پیٹ کی آگ بجھانے کی دوڑ

marfat.com

دھوپ میں لگی رہے۔

لیکن وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ جب تک ان میں قرآن موجود ہے خواہ کچھ بھی ہو پاکستانی مسلمان ہمیشہ کفر کے لیے سب سے بڑا خطرہ بنے رہیں گے۔ چنانچہ پچھلے چند سالوں سے ان کا سب سے بڑا ہدف قرآن حکیم ہے۔ اور اس سلسلہ میں کئی ایک اقدام کئے جاچکے ہیں جن میں سے مندرجہ ذیل ہر غیرت مند مسلمان کے لیے ناقابل فراموش ہیں۔

۱۔ پاکستان کے مختلف شہروں اور دیہات میں مسجدوں کو آگ لگائی گئی اور قرآن پاک جلائے گئے۔
ہم نے سوائے افسوس کے کچھ نہ کیا۔

۲۔ قرآن حکیم اکٹھے کر کے اوپر ناچے اور اللہ کی کتاب کو پاؤں سے ٹھوکریں لگائی گئیں
لیکن ہماری حمیت جوش میں نہ آئی۔

۳۔ قرآن پاک کے اوراق کو پھاڑ کر بازاروں اور گلی کوچوں میں بکھیرا گیا۔
لیکن ہم پھر بھی چپ رہے۔

۴۔ قرآن پاک میں بم رکھے گئے لیکن ہم نے سوائے افسوس کے کچھ نہ کیا۔

۵۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوتی رہی لیکن ہماری غیرت جوش میں نہ آئی۔

ان روح فرسا واقعات کی تفصیلات پچھلے دس سالوں کے اخبارات میں موجود ہے لیکن تبصرہ نگاروں نے کہا کہ یہ دشمن ملک کے دہشت گروں کی کارروائی ہے۔ اس لیے نہ کوئی زبردست صدائے احتجاج بلند ہوئی نہ ہی کوئی نتیجہ خیز تحقیقات ہوئیں۔ یوں یہ روح فرسا واقعات جو پہاڑوں کا دل لرزانے کے لیے بھی کافی تھے۔ مسلمانوں

marfat.com

کی بے حسی کا شکار ہو گئے اور دشمن جو پاکستانی مسلمان کی غیرت سے خوف زدہ تھا، دلیر ہو گیا اور کھل کر میدان میں آگیا۔

چنانچہ پچھلے چند سالوں میں مندرجہ ذیل واقعات اخباروں کی زینت بنے۔

۱۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی "محمد" ڈیزائن کر کے پہننے والے کپڑوں پر چھاپا گیا۔ وہ لباس پرانے ہو کر چیتھڑوں کی نذر ہوئے۔ پاک اور ناپاک لباس بنے لیکن عاشقان رسول خاموش رہے۔

۲۔ قرآن حکیم کی آیات مبارکہ کو کپڑے پر چھاپ کر تھان مارکیٹ میں لائے گئے۔ کچھ لوگوں نے احتجاج کیا تو وہ کپڑا واپس لے لیا گیا لیکن کسی کو سزا نہیں ہوئی۔

۳۔ ٹائر اور ربڑ بنانے والی چند کمپنیوں نے کاروں کے ربڑ گارڈوں پر اللہ محمد کا نام لکھ کر بیچا لیکن کسی نے نوٹس تک نہ لیا۔

۴۔ انٹرنیٹ (Internet) پر دھڑا دھڑ ریسرچ کے نام پر جھوٹے بہتان لگائے جا رہے ہیں کہ قرآن حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیس سال بعد اکٹھا گیا اور اس عرصہ میں بہت سا کلام ضائع ہو چکا تھا۔ اس کے علاوہ حضور کے بعد آنے والے خلفا رضی اللہ عنہم نے اپنی سیاسی اور قومی ضرورتوں کے مطابق خود ساختہ آیات کا اضافہ کر دیا۔ (نعوذ باللہ)

یہ سب اللہ رسول اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لیے نکتہ آغاز ہے۔ وہ مسلمانوں کے دل سے قرآن کی روح کو قتل کر دینا چاہتے ہیں۔ انہیں دنیا اور آخرت میں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس کا طریقہ بھی وہ خوب جانتے ہیں کہ اگر مسلمان قرآن کو چھوڑ دیں گے تو اللہ ان کو چھوڑ دے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور ہم نے ان کو اپنے پاس سے ایک ذکر (قرآن) عطا فرمایا۔
جو کوئی اس سے منہ پھیرے گا

marfat.com

پس وہ قیامت کے روز (تک) ایک بوجھ اٹھائے گا۔
اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے
اور وہ قیامت کے دن ان کے حق میں کیا ہی بڑا بوجھ ہو گا
بڑا ہی تکلیف دہ عذاب ہو گا" (سورۃ طٰہٰ۔آیات ۹۹۔۱۰۱)

چنانچہ دشمن اس بات پر لگے ہوئے ہیں کہ مسلمانوں کو اللہ کی کتاب سے ایسے ہی بے حس کر دیں جیسے عیسائی انجیل سے بے حس ہو چکے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ مسلمان کی طاقت قرآن سے ہے اور وہ قرآن کے جہادی فلسفہ سے بھی خوف زدہ ہیں۔ اس لیے نئے عالمی نظام میں وہ مسلمانوں کا رول ختم کرنے کے لیے اس کے دل سے قرآن کریم کی عزت و تکریم کو ختم کر دینا چاہتا ہے۔

پچھلے چند سالوں کے یہ سب حادثات اس قدر خوفناک ہیں کہ اب بھی اگر ہماری غیرت جوش میں نہ آئی تو اللہ رسول اور مسلمانوں کے دشمن وہاں تک جائیں گے کہ پھر ان کو کوئی روک نہ سکے گا۔ ہماری اس بے حسی پر اگر اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آ گئی تو آسمان سے پتھروں کی بارش ہو سکتی ہے۔ زمین کا سینہ پھٹ سکتا ہے۔ ایسی بدامنی ہو سکتی ہے کہ بھائی بھائی کا گلہ کاٹے گا۔ ایسا قحط آ سکتا ہے کہ الامان. یہ ایک عذاب ہو گا جو اوپر سے، نیچے سے، دائیں سے، بائیں سے، ہر سمت سے آئے گا۔ اور جیسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عذاب کی گرفت میں سب سے پہلے وہ آئیں گے جو خود عابد بنے اپنی جنت کے لیے فکر مند ہیں۔

کیا کرنا چاہیے۔

ان ناقابل گفت حالات میں غیرت کا مظاہرہ کیا جائے۔ نجات کا یہی ایک طریقہ ہے۔ یہ کسی سیاسی پارٹی۔ مسلک یا مذہب کا مسئلہ نہیں۔ یہ حکومت یا حکومت سے باہر مخالف گروپوں کی بات نہیں۔ یہ تو اللہ اور اس کے رسول کی عزت کا مسئلہ

marfat.com

ہے ۔ جس کو پوری قوت کے ساتھ بچانا چاہیے ۔ تاکہ دشمن کے دل میں یہ خوف بیٹھ جائے کہ آئندہ پاکستان تو کیا کسی بھی جگہ اللہ ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے کلام کی بے حرمتی کی وہ جرات نہ کرسکے ۔ اور یہ کام ایک دن کا نہیں بلکہ ایک مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے جس میں ہر مسلمان مرد و عورت بلکہ ہر صحیح الخیال مہذب انسان کو حصہ لینا چاہیے ۔ خدانخواستہ ان سنگین حالات میں اگر کوئی مسلم بے حسی کا مظاہرہ کرتا ہے یا کسی مصلحت کی بنا پر چپ رہتا ہے تو یقیناً وہ منافق ہے ۔ اور اسے خوب سمجھ لینا چاہیے کہ منافق کی سزا جہنم میں کافر سے بدتر ہے ۔

تو آیئے قدم بڑھائیں

۱۔ ہر مسجد سے اللہ ۔ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام اللہ کی حرمت کے لیے آواز بلند ہونا چاہیے اور بے حرمتی کے خلاف سخت سے سخت الفاظ میں صدائے احتجاج اٹھنا چاہیے ۔

۲۔ صاحب ثروت مسلمان تبلیغ دین کے لیے اپنی آمدنی کا ایک معقول حصہ وقف کریں ۔

۳۔ مسلمان وکلا اور عام مسلمان عدالتوں میں توہین رسول ، توہین کلام اللہ کے مرتکب ملزموں کے خلاف مقدمے دائر کریں ۔ تاکہ دشمنان دین کو عبرت ناک سزا دلائی جائے ۔

۴۔ ہم سے ابھی تک جو کوتاہیاں اور کمزوریاں سرزد ہوئیں اللہ اور رسول سے اس غفلت کی مسلسل معافی مانگیں ۔ خصوصاً جمعہ کے اجتماعات میں اس گناہ کی بہت معافی مانگی جائے اور وعدہ کیا جائے کہ آئندہ ہم توہین اللہ ، توہین رسول اور توہین کلام اللہ برداشت نہیں کریں گے ۔

۵۔ قرآن پاک سے اپنی وابستگی ثابت کرنے کے لیے ہر مسلمان کوشش کرے کہ کم از کم ایک دفعہ روزانہ وہ اللہ کی کتاب کا دیدار کرے گا ۔ اس کو نہایت

marfat.com

ادب سے چھوئے گا اور اس میں اللہ کے جو احکامات ہیں ان کو پڑھ کر ان پر عمل کرے گا۔ جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے نفرت کرے گا۔

۶۔ اللہ، رسول اور کلام اللہ کے ساتھ اپنی حمایت (Solidarity) دکھانے کے لیے نماز قائم کی جائے، جلسے جلوس، واک (Walk) کیے جائیں اور توہین کے مرتکب لوگوں کی بھرپور مذمت کی جائے۔

۷۔ ہم اپنے گھروں میں اسلامی اقدار کو فروغ دیں۔ ظلم اور بے حیائی کو برداشت نہ کریں۔

دلیل سے جواب

اوپر دیئے گئے جوابی اقدامات نہایت اہم ہیں لیکن اصل کامیابی یہ ہو گی کہ ہم دشمن کی چالوں کو دلیل سے زائل کر دیں۔ اور اپنے بچوں کے ہاتھوں میں دلیل کا ہتھیار دیں جس کی مدد سے وہ شیطان کو شکست دے سکیں۔

چنانچہ اہل علم پر لازم ہے کہ وہ قرآن کریم کے مختلف معجزاتی پہلو، اس کے دائمی اثرات، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کی ذمہ داری، اس میں دنیا کے تمام مسائل کے حل۔ اس کی انسانیت کی بھلائی کے لیے تعلیمات، اس کے سائنسی کمالات کو دنیا پر ثابت کریں۔

قارئین کرام آپ کے ہاتھ میں ہماری یہ کتاب اس کوشش کی طرف ایک ادنیٰ قدم ہے۔ آپ کی آراء اور حوصلہ افزائی انشاء اللہ اس سمت آگے بڑھنے کے لیے ہماری نہایت معاون ثابت ہوں گی۔ پیشگی شکریہ قبول فرمائیے۔

دعاؤں کے طالب

سلطان بشیر محمود

میجر (ر) امیر افضل خان

اسلام آباد اپریل 1998

marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ
اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ
لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى
وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ
وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ
خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ○

(۱۳ : ۱۶)

اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟
(تمہیں ان کی طرف سے) کہہ دو کہ اللہ۔ پھر (ان سے) کہو کہ تم نے اللہ
کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو کیوں کارساز بنایا ہے۔ جو خود اپنے
نفع ونقصان کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ (یہ بھی) پوچھو کیا اندھا اور
آنکھوں والا برابر ہیں؟ یا اندھیرا اور اُجالا برابر ہو سکتا ہے؟ بھلا ان
لوگوں نے جن کو اللہ کا شریک مقرر کیا ہے۔ کیا انہوں نے اللہ کی سی
مخلوقات پیدا کی ہے جس کے سبب ان کو مخلوقات مشتبہ ہو گئی ہے کہہ دو
کہ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا (اور) زبردست ہے۔

(۱۳ : ۱۶)

marfat.com

فہرست مضامین

پہلا باب	پیش لفظ اور حقائق کا اختصار	15
1.1	دائمی معجزہ	16
1.2	حضور پاکؐ کی شان	17
1.3	نزول اور ترتیب	18
1.4	معتزلہ کا شوشہ	19
1.5	فضول بحث مباحثہ	20
1.6	نزول قرآن پاک	22
1.7	حسابی ترتیب کی بنیادیں اور انیس کے ہندسے کی اہمیت	23
1.8	تصویر کا دوسرا رخ	27
1.9	نا سمجھیاں اور غلط فہمیاں	28
1.10	حفظ اور حفاظت	29
1.11	قرآن پاک کے ذاتی مصحف	30
1.12	سرکاری مصحف	32
1.13	حضرت علیؑ کا اعلان حق	35
1.14	ترتیب کا روحانی پہلو	36
1.15	قرآن پاک اور غیر مسلم	37

marfat.com

1.16	قرآن پاک کا نزول	39
1.17	نزول اور فرشتوں کی مشائعت	40
1.18	نزولی ترتیب کے مضمون کے خطرات	41
1.19	ناسخ و منسوخ کا مسئلہ	42
1.20	علم تفسیر	43
دوسرا باب	**قرآن کریم سے فائدہ کے لیے مطلوبہ شرائط**	**47**
2.1	تمہید	47
2.2	اللہ تعالیٰ پر ایمان	48
2.3	ایمان اور قرآن	50
2.4	مقام انسانیت	51
2.5	مقصد حیات اور قرآن حکیم	54
2.6	قرآن پاک اور انسان	56
2.7	خالق کی پہچان اور اس سے تعلق	57
2.8	وحی کا ارتقاء اور صاحب قرآنؐ کی بعثت	60
2.9	قرآن اور صاحب قرآنؐ	61
2.10	لازم و ملزوم	67

marfat.com

تیسرا باب	عظیم طاقت کے خلاف مذموم سازشیں	69
3.1	تمہید	69
3.2	مسلمانوں کی ناسمجھی	70
3.3	قرآن پاک کے خلاف سازشیں	74
3.4	قرآن پاک کے دشمنوں کے خلاف جہاد	78
چوتھا باب	قرآن حکیم کا احترام اور تلاوت کے آداب	81
4.1	زندہ قرآن	81
4.2	مقام ادب	82
4.3	یہ دل لگی اور قرآن پاک	83
4.4	تلاوت اور قلبی حالت	83
4.5	ذکر کے ساتھ فکر	84
پانچواں باب	قرآن حکیم کا یکتا اسلوب اور وجوہات	87
5.1	یکتا اسلوب	87
5.2	قرآن پاک کا موضوع	88
5.3	عجیب ترتیب	90
5.4	بے شمار مضامین	91
5.5	یکتا اسلوب کی وجوہات	92

marfat.com

5.6	رحمت للعالمینؐ اور ہم	94
چھٹا باب	**قرآن پاک ۔ اعجاز فصاحت اور برکات تلاوت**	97
6.1	اعجاز فصاحت :۔	97
6.2	چیلنج	98
6.3	عجمیوں پر اثرات	100
6.4	قرآن حکیم کی بار بار تلاوت کے اثرات	100
ساتواں باب	**ناسخ اور منسوخ کا فتنہ**	103
7.1	دشمنوں کی سازش	103
7.2	موشگافیاں اور من گھڑت روایات	104
7.3	آیات کی غلط تاویل	107
7.4	پرانے مذاہب کا نسخ	108
7.5	تاویلات کی مثالیں اور اصل حقیقت	109
7.6	زکوۃ وصدقات	110
7.7	بہتر اور بہترین	111
7.8	مسلمانوں کا غلبہ	111
7.9	حضور پاکؐ کی عزت مبارک	111
7.10	جہاد وقتال کی اجازت	112

marfat.com

آٹھواں باب	جمع القرآن الحکیم اور ربط و ترتیب کا مسئلہ	115
8.1	بے ربطی کا شکار	115
8.2	قدرت اور ربط	117
8.3	کلام اللہ کا ربط	119
8.4	تقویٰ اور اولی الباب	119
8.5	جمع القران اور ترتیب کا مسئلہ	120
نواں باب	قرآن حکیم کی معجزانہ ترتیب	125
9.1	دشمن کے جارحانہ اقدام	125
9.2	معجزہ ترتیب کی دریافت	126
9.3	معجزانہ ترتیب کا تجزیہ اور عظیم حکمتیں	129
9.4	معجزانہ گراف	132
9.5	ترتیب اور روحانی ترقی	134
9.6	حق کے لیے جدوجہد اور کامیابی کا فارمولا	137
9.7	تلاوت کا بہتر طریقہ	141
دسواں باب	قرآن حکیم کی منازل کا حیرت انگیز معجزہ	143
10.1	پس منظر	143
10.2	سات منازل کی ترتیب	144
10.3	منازل میں ترتیب کا معجزہ	145

marfat.com

گیارھواں باب	قرآن پاک اور سائنس	149
11.1	پس منظر	149
11.2	اسلامی دانشور اور سائنس	150
11.3	وقت کی اہم ضرورت	152
11.4	سائنس کی حدود	154
11.5	قرآن پاک سائنس کی انتہا ہے	156
11.6	بنیادی سوال	158
11.7	قرآن پاک میں سائنس کی تلاش	160
11.8	قرآن فہمی کے اصول	161
11.9	قرآن پاک اور سائنس کی بنیادیں	164
11.10	قرآن پاک کا ظاہر و باطن	165
11.11	مفسرین کی ذمہ داری	166
بارھواں باب	قرآن حکیم کا معجزاتی حسابی نظام	167
12.1	کائنات اور حساب	167
12.2	قرآن حکیم کی حسابی ترتیب	169
12.3	کمپیوٹر پر نئی دریافتیں	170
12.4	قرآن حکیم کا ہندسی نظام	172
12.5	قرآن حکیم اور انیس کا ہندسہ	173
12.6	حیران کن معجزے	174

marfat.com

12.7	حروف مقطعیات کا معجزہ:۔	182
12.8	مقطعیاتی سورتوں کا معجزانہ حسابی نظام	183
12.9	چیلنج	187
12.10	19 کا ہندسہ کیوں؟	189
12.11	یا اولی الباب	190
	حوالہ جات	191
	حوالہ جات	
	مصنف کا ذہنی ارتقاء	192

جدول نمبر1	قرآن کریم میں سورتوں اور پاروں کی ترتیب	130
جدول نمبر2	مسلمانوں کی جدوجہد کی عملی تصویر	138
جدول نمبر3	سات منازل ۔ ترتیب کا خاکہ	144
جدول نمبر4	بسم اللہ الرحمن الرحیم کا حسابی نظام	179
جدول نمبر5	اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کا حسابی نظام	179
جدول نمبر6	قرآن کریم میں کلمہ شہادت کا حسابی نظام	180

گراف نمبر1	سورتوں اور پاروں کا گراف	
گراف نمبر2	مسلمانوں کی جدوجہد کی عملی تصویر	139
گراف نمبر3	سات منازل کی ترتیب کا خاکہ یعنی قرآن حکیم کی منازل میں ترتیب کا معجزہ	147

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۴- اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے جس کو جتنا چاہے اس قدر معلوم کرا دیتا ہے

اللہ (وہ معبودِ برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ زندہ ہمیشہ رہنے والا۔ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔ کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے رُوبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہو چکا ہے اُسے سب معلوم ہے اور وہ اسکی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جسقدر وہ چاہتا ہے (اُسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اسکی بادشاہی (اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے۔ اور اسے انکی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ (اور) جلیل القدر ہے۔

(۲: ۲۵۵)

۴- اللہ یطلع علی الغیب من یشاء ویطلعه بقدر ما یشاء

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۚ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖ ؕ یَعۡلَمُ مَا بَیۡنَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ۚ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرۡسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا یَـُٔوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ○

(۲:۲۵۵)

marfat.com

پہلا باب

پیش لفظ اور
حقائق کا اختصار

سب سے پہلے اپنے خالق کے سامنے ہم سجدے میں جاتے ہیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حبیبؐ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں کروڑوں مرتبہ درود و سلام بھیج کر گزارش کرتے ہیں، کہ اس کی بڑی مہربانی کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا کیا اور اب مہربانی سے ہمارا اور ہمارے اہل و عیال رشتہ داروں، رفقا اور ہمارے قارئین کا خاتمہ نیک لگانا اور روز قیامت بغیر حساب کتاب کے ہی ہماری بخشش کر دینا۔ امین!

کتاب " حیات بعد الموت " کے بعد اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے، کہ اب ہم قرآن پاک کے نزول و ترتیب کے معجزاتی پہلوؤں پر قلم اٹھانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور شکر ہے، کہ ان معجزات کی اب لوگوں کو بہتر طور پر سمجھ آنا شروع ہو گئی ہے۔ صاحب قرآنؐ اور خود قرآن حکیم کے معجزہ ہونے کا پہلو، دن بدن اور زیادہ اجاگر ہو رہا ہے۔ اور حضور پاکؐ کی رحمتہ العالمین اور قرآن پاک کی ذکر العالمین کی شان کی بلندیوں کو اب لوگ عقلی طور پر بھی بہتر طور پر سمجھنے لگے ہیں کہ صاحب قرآنؐ بشر کی حالت میں بھی کس طرح زمان و مکان پر حاوی ہیں۔ اور قرآن حکیم اس دنیا میں اور موت کے بعد بھی رہنمائی ہے۔

marfat.com

1.1 دائمی معجزہ

ہم جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبران علیہ السلام کے معجزات کا ذکر کرتے ہیں، تو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بے حساب معجزات ہمارے سامنے آجاتے ہیں، کہ پتھروں نے بھی آپؐ کو السلام علیکم عرض کیا۔ ہرنی بھی آکر قدموں میں گر گئی۔ چاند بھی دو ٹکڑے ہو گیا اور پھر جڑ گیا۔ علاوہ ازیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج، کہ آپ زمان و مکان پر حاوی ہو گئے یہ ایک ایسا معجزہ ہے۔ جو کسی اور نبی کو عطا نہ ہوا، لیکن یہ سب معجزات وقتی تھے۔ جن کا تعلق حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے تھا اور سب پیغمبروں کو جو معجزے عطا ہوئے وہ سب بھی وقتی تھے۔ خواہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ ٹھنڈی ہو گئی۔ خواہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا کا معجزہ عطا ہوا یا دریا نے راستہ دے دیا۔ خواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں میں کچھ وقت کے لیے زندگی یا جان پھونک دیتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی دائمی معجزہ نہیں۔

لیکن ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو، جو قرآن پاک کا معجزہ عطا ہوا۔ وہ دائمی یعنی Eternal ہے۔ یعنی وہ ہر زمانے کے لیے ہے، اور ہر زمانے میں اس معجزہ سے نئی سی نئی کرامتیں اور انکشافات ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ اس کی ایک جھلک ہماری کتاب "حیات بعد الموت" میں دیکھی جا سکتی ہے جہاں سائنسی دریافتوں کو قرآن پاک کے نہ صرف تابع ہونے کی وضاحتیں کی گئی ہیں، بلکہ یہ بھی واضح کر دیا ہے، کہ سائنس دانوں اور محققوں کے لیے بھی قرآن پاک میں بہت کچھ ہے جس کی مدد سے وہ ارض و سموات کو مسخر کرنے کے لیے مزید دریافتوں کی طرف پیش رفت کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور وہ زمان و مکان کی پیدائش سے بھی پہلے موجود تھا۔

marfat.com

جہاں تک صاحب قرآنؐ کا معاملہ ہے ان کی شان ارض و سموات سے بالاتر ہے اور وہ بھی ایک دائمی معجزہ ہیں۔ایک حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ، جو مانند چھپا ہوا خزانہ تھا جب اس نے چاہا کہ وہ پہچانا جائے، تو اس نے سب سے پہلے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا اور اس کا نام احمدؐ رکھا اس لیے کہ ممدوح تبھی ہے گر احمدؐ ہو اور محمدؐ ہو گا جو احمدؐ ہو گا اور حمد بھی ہو گی گر احمدؐ ہو اور تعریف کرنے والا یعنی احمدؐ وہی ہو گا، جو اپنے خالق کی پوری پہچان رکھتا ہو۔یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی پہچان کا واحد ذریعہ ہیں۔نہ صرف کہ وہ احمدؐ ہیں، بلکہ اسی ضمن میں رب العالمین نے عالموں کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے حبیب کو ان سب عالموں کے لیے رحمت بنا دیا اس لیے کہ جب تک رحمت کا ظہور نہ ہوتا، تو یہ سارے عالم کیسے وجود میں آتے۔اور اسی ترتیب میں قرآن پاک ذکر للعالمین ہے۔کہ اس میں تمام عالموں کے لیے ہدایت ہے۔اور تخلیق در تخلیق کے سلسلہ میں انکشافات ہیں۔اور صاحب قران پاک سورۃ الرحمن والا وہ الانسان ہے جس پر قرآن اتارا گیا اور وہی صراط مستقیم اور اللہ کی پہچان ہے۔

1.2 حضور پاکؐ کی شان

یہ نکتہ بھی سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور قرآن پاک کو علیحدہ نہیں دیکھا جا سکتا۔ایک کلام اللہ ہے اور دوسرا رسول اللہ ہیں۔سورۃ الاعراف کی آیت مبارکہ ۱۷۲ میں جو نفوس سے اللہ تعالیٰ نے " الست بربکم " کے الفاظ سے خطاب فرماتا ہے۔وہاں امام الارواح حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے اور قرآن پاک وہ پہچان ہے جو حضور پاک کو وہاں عطا ہوئی۔ایک حدیث قدسی میں ہے، کہ تخلیق کائنات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ

marfat.com

سب کچھ لکھ دے، جو کچھ اللہ تعالیٰ کرنے والا ہے یا ہونے والا ہے۔ تو قرآن پاک جو ام الکتاب ہے اس کو بھی لکھ کر اللہ تعالیٰ نے لوح میں محفوظ کر دیا اور لوح محفوظ میں اسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے جس ترتیب میں یہ کلام اللہ ہمارے پاس دنیا میں موجود ہے۔ حالانکہ نزول کی صورت بالکل دوسری تھی کہ کچھ سورتیں مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اور کچھ مدینہ منورہ میں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی تشفی اور پیش آور حالات کے مطابق تھیں، لیکن ترتیب میں اسی دائمی ترتیب کے مطابق ہیں جو ام الکتاب میں اس کی ترتیب ہے۔ شروع میں عام طور پر مدنی سورتیں ہیں جو بڑی وسیع اور لمبی ہیں اور اختتام میں زیادہ تر چھوٹی مکی سورتیں ہیں۔ اس ترتیب میں کیا حکمت ہے یہ بھی ہماری اس کتاب کا ایک موضوع ہے۔

3. نزول اور ترتیب

قرآن پاک کے نزول اور ترتیب کے معاملات بہت وسیع ہیں۔ جن پر ہمارے بزرگوں نے ہزاروں کتابیں لکھی ہیں۔ لیکن ان سب تحقیقات کو جناب جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی دو جلدوں کی کتاب "اتقان فی العلوم القرآن" میں بڑے پیارے انداز میں اختصار سے اکٹھا کر دیا ہے۔ لیکن ہم چونکہ نزول اور ترتیب کے چند معجزاتی پہلوؤں پر مختصر تبصرہ کر رہے ہیں اس لیے فی الحال یہ کچھ واضح کریں گے، کہ اللہ تعالیٰ جو سورۃ حجر کی آیت مبارکہ نمبر ۹ میں فرماتے ہے "اور یقیناً ہم نے یہ قرآن اتارا اور ہم اس کے نگہبان ہیں" اس کے بعد سورۃ کہف کی آیت مبارکہ ۲۷ میں فرمایا (اے میرے حبیب) تلاوت کرو جو آپؐ کے رب کی طرف سے آپؐ کو کتاب وحی ہوئی۔ اس کی باتوں کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں" اس کتاب میں آپ دیکھیں گے کہ آج کا سائنسی اور حسابی علم بھی ان آیات کی گواہی دیتا ہے اور اس بات میں ہرگز ہرگز کوئی شک نہیں

marfat.com

کہ قرآن پاک کی ترتیب میں آج تک کوئی تبدیلی نہ کی گئی ۔اس کے حروف ۔الفاظ ۔ آیات ۔سورتوں ۔سپاروں ۔منزلوں میں غرض سب کچھ ہو بہو وہی کچھ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زندگی میں اپنے مبارک ہاتھوں، اس کو جمع کیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عبداللہ بن ابی سرح نے ایک لفظ تبدیل کیا، تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مرتد قرار دے دیا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہی ہو گئی پھر جب انہوں نے توبہ کی تو جناب عبداللہؓ کو حضرت عثمانؓ کی سفارش سے فتح مکہ کے وقت معافی ملی ۔اس ترتیب کے کچھ حسابی کوڈ (mathematical code) بھی ہیں کہ ترتیب اور نزول دونوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے کچھ اعداد کو بھی شرف بخشا کہ ان کو اس طرح معجزاتی طور پر استعمال کیا، جو انسان کے بس کی بات نہیں اور ہم اس سلسلہ میں تفصیلی بحث بعد میں کریں گے کہ یہ باتیں آج کل کے زمانوں میں ظاہر ہوئی ہیں اور یوں قرآن حکیم کا دائمی معجزہ لوگوں کی عقلوں کو عاجز کرتا جارہا ہے۔

1.4 معتزلہ کا شوشہ

لیکن ہم یہ نہیں کہہ رہے، کہ لوگوں نے قرآن پاک میں تبدیلی کرنے کی سازشیں یا غلطیاں نہ کیں۔عبداللہ بن ابی سرح کا ذکر ہو چکا ہے۔اسلام کی دوسری اور تیسری صدی ہجری میں معتزلہ نے یہ شوشہ چھوڑا، کہ قرآن پاک بھی ایک مخلوق ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز ہے اس لیے یہ غیر مخلوق نہیں ہو سکتا۔ اور خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں جناب احمدؒ بن حنبل اور متعدد علماء کو جیل میں ڈال دیا گیا کہ وہ قرآن پاک کو مخلوق تسلیم کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ان سے یہ پوچھا جاتا تھا، کہ اگر قرآن پاک مخلوق نہیں تو پھر اس کی حقیقت کیا ہے۔ان زمانوں کے علماء کرام کا اللہ تعالیٰ

marfat.com

بھلا کرے ، کہ وہ سازش کی بنیادی باتوں کو سمجھتے تھے، کہ اگر قرآن پاک کو مخلوق مان لیا گیا، تو اسلام دشمن طاقتیں قرآن پاک کی سورۃ قصص کی آیت نمبر ۸۸ کو سامنے لائیں گے کہ چہرہ مبارک کے بغیر ہر چیز نے ایک موت یا ہلاکت سے دوچار ہونا ہے تو قرآن پاک بھی ایک دن مٹ جائے گا اس لیے یہ دائمی یعنی Eternal نہیں ہے لیکن علماء کرام علم الیقین کی بنا پر اپنے عقائد پر ڈٹ گئے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور یہ مٹ نہیں سکتا اور دائمی ہے ۔یہ امر ربی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے امر کو بدلنے والا نہیں۔

1.5 فضول بحث مباحثہ

لیکن پھر بھی سینکڑوں سال معتزلہ نے امت مسلمہ کو ایسی بحثوں میں الجھائے رکھا، کہ قرآن پاک اگر اللہ کا کلام ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ کی زبان بھی ہے یا شکل وصورت کیسی ہے کہ وہ کلام کر سکتا ہے ۔علماء کرام عقیدے کے پکے تھے، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ سب کچھ کر سکتا ہے ۔وہ لامحدود رہتے ہوئے بھی اپنے آپ کو محدود کر کے کوئی شکل وصورت بھی ضرور اختیار کر لیتا ہوگا کہ وہ کلام کر سکتا ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پاک کی سورۃ نجم کی آیات مبارکہ ۱ تا ۱۸ کے مطابق معراج شریف کے وقت دیدار الٰہی نصیب ہوا، اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدار الٰہی کے وقت آنکھ بھی نہ جھپکی (ماز اغ و ما بصر) ۔لیکن اس کے برعکس ادھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوہ طور پر اللہ تعالیٰ کے نور کی جھلکی پڑی تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے ۔حضور پاک کا یہ مقام اس وجہ سے بھی منفرد ہے کہ آپؐ تمام اگلے پچھلے انسانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے اور آپؐ سے پہلے آنے والے دراصل آپؐ ہی کی خبر تھے یعنی صاحب قرآنؐ زمان ومکان سے بلند تر، حاضر وغائب ۔زندہ و مردہ ۔دنیا ۔قبر ۔عالم برزخ اور عالم آخرت ۔جنت و دوزخ ۔ہر جگہ کے انسانوں

marfat.com

کے لیے اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔ارشاد ربانی ہے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

"اے میرے حبیبؐ۔آپؐ فرمادیں کہ اے لوگو! آپؐ کو تمام انسانوں (اگلے اور پچھلوں) کے لیے رسولؐ بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

(سورۃ اعراف۔آیت مبارکہ ۱۵۸)

اس سلسلہ میں سورۃ عمران کی آیت مبارکہ ۸۱، سورۃ نسا کی آیت مبارکہ ۴۰۔۴۱، سورۃ بنی اسرائیل کی آیت مبارکہ ۶۰، سورۃ قصص کی آیت مبارکہ ۴۴ تا ۴۶ اور سورۃ واقعہ کی آیت مبارکہ ۹۱ واضح کرتی ہیں کہ حضور پاکؐ زمان و مکان پر حاوی ہیں۔

صحیح بخاری کے مطابق ہر مرنے والے سے تیسرا سوال آپؐ کی شخصیت کے بارے پوچھا جائے گا کہ آپؐ کی شبیہہ مبارک مرنے والے کے سامنے آئے گی۔دنیا میں ہر وقت کوئی نہ کوئی مر رہا ہے اور آپؐ کی شبیہہ مبارک ہر وقت کسی نہ کسی کے سامنے ہوتی ہے۔تو جو لوگ حضور پاکؐ کے حاضر و ناظر ہونے کی غلط بحث میں وقت ضائع کرتے ہیں۔وہ لوگ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھ نہیں سکے اور ان کا یہ رویہ کم علمی کی وجہ سے ہے۔اور ہمارے اکثر اختلافات ان خود ساختہ اسلام کے مفکروں اور علما کی کم علمی اور کچھ منافقین کی وجہ سے ہیں۔ان کا ہدف نہ صرف صاحب قرآنؐ کی ذات مبارکہ ہے بلکہ خود قرآن پاک پر بھی وہ اپنی گستاخانہ نظر ڈالتے رہتے ہیں۔

چنانچہ قرآن پاک کے سلسلہ میں بھی غلط بحث کی طرح ڈالی گئی۔کہ اگر قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو کیا الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے ہیں یا اللہ تعالیٰ نے صرف فلسفہ یا نظریہ پیش کیا یا کہانی کی طرف اشارہ کیا۔جس کے بعد قرآن پاک کے الفاظ یا عبارت خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی۔اور حضور کی شان کو کم کرنے کے لیے اور

marfat.com

اللہ تعالیٰ کی کتاب میں شک کی گنجائش رکھنے کے لیے یہ بات بھی سامنے لائی گئی کہ حضور پاکؐ نے قرآن کو کتابی شکل میں نہیں چھوڑا تھا بلکہ اس کا جمع کرنا، کتابی ترتیب سورتوں کے نام۔ سپاروں کا نظم۔ وغیرہ وغیرہ آپؐ کے بعد خلفاء راشدہ کا کارنامہ ہے۔ حتیٰ کہ حجاج بن یوسف کو بھی قرآن کے ہیرو کے طور پر پیش کیا گیا کہ اس نے سپاروں کی ترتیب اور نقاط۔ زیر زبر پیش لگانے وغیرہ میں پہل کی۔ یہ سب کچھ ایک بہت بڑی سازش کے تحت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں شک کا راستہ کھلا رہے۔ جس کا اسلام کے دشمنوں نے خوب فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ اور آج بھی کر رہے ہیں۔ لیکن اس دور میں قرآن پاک کے مختلف سائنسی اور دائمی معجزے ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جس سے منافقین کی چالیں اب بیکار ہو گئی ہیں۔ جس کی کچھ تفصیل تو بعد میں زیر بحث لائی جائے گی، لیکن کچھ اشارے یہاں بھی پیش کیے جا رہے ہیں۔

1.6 نزول قرآن پاک

عام طور پر قرآن پاک کی کوئی سورۃ ایک وقت میں نازل نہیں ہوئی۔ جناب جلال الدین سیوطیؒ کے مطابق رواتیوں میں ہے، کہ بڑی سورتوں میں سے سورۃ انعام اور چھوٹی سورتوں میں سورۃ کوثر، سورۃ اخلاص اور کئی اور چھوٹی سورتیں ایک ہی وقت میں نازل ہوئیں۔ بعض بڑی سورتوں کا نزول تو کئی ماہ جاری رہا۔ لیکن ایسا بھی نہ تھا کہ جو کچھ نازل ہوتا تھا، اس کو کسی ایک سورۃ میں ترتیب دے کر اس سورۃ کو مکمل کر کے اگلے نزول کو کسی دوسری سورۃ کی بنیاد بنایا جاتا۔ جو کچھ نازل ہوتا تھا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے تھے، کہ ان آیات کو فلاں سورۃ میں فلاں جگہ رکھ دیا جائے اور فلاں آیات کو کسی دوسری سورۃ میں رکھ دینے کے احکام فرما دیتے تھے۔ یعنی بیک وقت کئی سورتیں نازل ہو رہی ہوتیں تھیں۔ اس سلسلہ میں زیادہ تفصیل آگے آ رہی

marfat.com

ہے لیکن ہم یہ کچھ یہاں ہی باور کرانا چاہتے ہیں کہ قرآن پاک کا نزول بعض دفعہ زمانی بھی ہے یعنی کسی واقعہ یا ضرورت کی وجہ سے ہوتا تھا لیکن ہر صورت میں اس کی آیات اور ان کی ترتیب آفاقی اور دائمی ہے جو لوح محفوظ میں ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حساب سے کسی خاص کلیہ اور اعدادی کوڈ کے مطابق رکھی ہے جس کا کچھ حصہ اب اس نے ظاہر کر دیا ہے جو یقیناً کسی انسانی ذہن کے بس کی بات نہیں ۔ قارئین اس کتاب میں اس بات کی کچھ جھلکیاں خود ملاحظہ فرمائیں گے۔

1.7 حسابی ترتیب کی بنیادیں اور انیس کے ہندسے کی اہمیت

قرآن پاک کی ۲۹ سورتوں کے شروع میں کچھ الفاظ ہیں جن کے معنی مکمل طور پر واضح نہیں ہیں ۔ کچھ صاحبان کے مطابق ان الفاظ کے باطنی معنی ہیں ۔ یا حضور پاکؐ کی کوئی صفات ہیں جیسے " یٰسین " اور " طٰہٰ " وغیرہ یٰسین عربی کے لفظ سید یعنی اے سردار کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے ۔ اور طٰہٰ یعنی اے ہادی برحق کے معنوں میں ۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ کو ان پیارے اسما سے خطاب فرماتا ہے ۔ باقی الفاظ " الم " اور " حم " وغیرہ بھی کوئی خاص اشارہ ہیں ۔ اس کے علاوہ ایک سورة لفظ " ق " سے شروع ہوتی ہے ۔ جس سلسلہ میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ لفظ قرآن پاک کا مخفف ہے ۔ بہر حال عربی کے کل ۲۸ حروف میں سے صرف ۱۴ الفاظ کو ان الفاظ کے جوڑوں میں استعمال کیا گیا اور ان جوڑوں یعنی مقطعات کی تعداد بھی ۱۴ بنتی ہے ۔ یعنی الم ۔ الر ۔ المر ۔ المص یا حم وغیرہ کل جوڑ ۱۴ ہیں ۔ اب ۲۹ سورتوں کے پہلے ان ۱۴ جوڑوں اور ۱۴ الفاظ کو جمع کیا جائے تو کل تعداد ۵۷ بنتی ہے ۔ اور سورة " ق " جس کے شروع میں حرف " ق " ہے جو قرآن پاک کی نمائندگی کر رہا ہے تو اس ساری سورة کے الفاظ میں حرف " ق " کی تعداد بھی ۵۷ (۱۹×۳) بنتی ہے ۔ اب لطف کی بات یہ ہے کہ ایک اور سورة الشوریٰ بھی

marfat.com

ایک جوڑ " حم عسق " سے شروع ہوتی ہے ۔ یعنی وہاں بھی حرف " ق " مقطعیات میں موجود ہے ۔ اور گو حجم میں سورۃ شوریٰ سورۃ " ق " سے تقریباً دوگنا ہے ۔ لیکن اس کے الفاظ میں حرف " ق " کی تعداد بھی صرف ۵۷ (۳ × ۱۹) ہی ہے ۔ اب قرآن پاک کی طرف اشارہ کرنے والی ان دونوں سورتوں کے حروف " ق " کو جمع کیا جائے تو تعداد (۵۷+۵۷) = ۱۱۴ (۶×۱۹) ہو جاتی ہے جو تعداد قرآن پاک کی سورتوں کی ہے اور اتنی ہی دفعہ لفظ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن پاک میں آیا ہے ۔ جس کے حروف کی تعداد بھی ۱۹ ہے

" ق " کے حساب کو ۱۹ کے کوڈ کے مطابق رکھنے کے لیے قرآن حکیم کے الفاظ میں کچھ غیر معمولی تبدیلی بھی نظر آتی ہے ۔ مثلاً سورۃ " ق " کی تیرھویں آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو " اخوان لوط " کے طور پر بیان کرتا ہے ۔ باقی سارے قرآن پاک میں حضرت لوط کی قوم کے لوگوں کو " قوم لوط " کے الفاظ سے یاد کیا گیا ۔ اگر یہاں بھی لفظ " قوم لوط " لکھا جاتا، تو سورۃ " ق " میں " ق " کے حروف کی تعداد ۵۸ ہو جاتی ہے ۔ لیکن اللہ تعالیٰ حرف " ق " کی تعداد ۵۷ (۱۹×۳) رکھنا چاہتا تھا تو الفاظ میں یہ تبدیلی کی ۔

اب ذرا سورۃ اعراف کے بارے میں سوچیں کہ وہ " المص " سے شروع ہوتی ہے اور یہاں حرف " ص " کی بڑی اہمیت ہے ، کہ اس سورۃ کی آیت نمبر ۶۹ کے حرف بصطۃ کی طرف دھیان دیں جس کے معنی کشادگی یا وسعت وغیرہ ہیں اور قرآن پاک میں ہر جگہ اس لفظ کو بسطۃ کے طور پر لکھا گیا جو اس کے صحیح ہجے ہیں خاص کر سورۃ بقرہ کی آیت مبارکہ ۲۴۷ سے استفادہ کریں ۔ حرف " ص " سورۃ اعراف کے علاوہ دو اور سورتوں یعنی سورۃ " مریم " اور سورۃ " ص " کے مقطعات کے جوڑوں میں بھی آیا ہے اور سورۃ مریم کے شروع میں مقطعات " کھیعص " ہے جس میں " ص " کا لفظ بھی ہے اور ساری سورۃ میں حروف " ص " کی تعداد ۲۶ ہے اور سورۃ " ص " کے شروع میں بھی

marfat.com

حرف "ص" ہے جس میں حروف "ص" کی تعداد ۲۸ ہے۔ اب اگر سورۃ اعراف میں "بسطۃ" کے ہجوں میں "س" کی جگہ "ص" کو استعمال نہ کیا جاتا تو سورۃ اعراف میں حروف "ص" کی تعداد ۴۷ رہتی ہے اور ان تینوں سورتوں کے کل "ص" کی تعداد ۱۵۱ بنتی (یعنی ۷۶ + ۲۸ + ۴۷) ۔ لیکن اللہ تعالیٰ یہ تعداد ۱۵۲ رکھنا چاہتا تھا کہ سب "ص" مل کر ۱۹×۸ (۱۵۲) یعنی ۱۹ کی حاصل ضرب ہی رہیں ۔ اس لیے لفظ "بسطۃ" کے ہجے تبدیل کر دیئے اور اس سورۃ میں حرف "ص" کی تعداد ۴۸ کر دی ۔ تو کل تعداد ۱۵۲(۷۶ + ۲۸ + ۴۸) ہو گئی ۔

یہی کچھ آپ سورۃ عمران کی آیت مبارکہ ۹۶ میں دیکھیں گے کہ مکہ مکرمہ کو "بکہ" کہا گیا کہ جن سورتوں کے پہلے "م" کا حرف ہے ۔ ان تمام سورتوں میں حرف "م" کی تعداد ۸۶۸۳ رکھنا مقصود تھی کہ یہ عدد ۱۹ پر تقسیم ہو سکے (۱۹×۴۵۷) = ۸۶۸۳ اگر یہاں لفظ "مکہ" لکھتے تو تمام حروف م کی تعداد ۸۶۸۴ ہو جاتی اور یہ ہندسہ ۱۹ پر تقسیم نہیں ہو سکتا ۔ قرآن پاک پر اس طرح کی حسابی ریسرچ آج کل بڑے بڑے کمپیوٹروں کی مدد سے کئی ایک سائنسی علماء کرام کر رہے ہیں ۔ ہر نئی دریافت عقل کو ششدر کرنے والی ہے اور بڑے بڑے حساب دان بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ کام انسانی ذہن کا چودہ صدیاں پہلے تو کجا آج بھی اتنی ترقیوں کے باوجود انجام نہیں دے سکتا ہے ۔

اس ریسرچ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی ترتیب میں بعض اعداد مثلاً ۱۹ کے ہندسہ کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ ایسا کیوں ہے اس کی کسی کو سمجھ نہیں ۔

البتہ قرآن پاک کی سورۃ مدثر کی آیت مبارکہ ۳۰ میں انیس فرشتوں کی نگرانی کا ذکر ہے اور پچھلی آیت مبارکہ سے ملاتے ہوئے اس بیان کی تفسیر یہ لکھی جاتی ہے کہ یہ فرشتے دوزخ پر نگران ہیں ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نگرانی یا حفاظت کے لیے ۱۹ کی تعداد کو پسند فرمایا ۔ اور قرآن پاک کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرما رہا ہے تو انیس کے

marfat.com

ہندسے کو " حفاظت " پر مامور ہونے کا شرف عطا کر دیا اور آگے چل کر ہم نزول کے بیانات میں آیات مبارکہ کے ساتھ فرشتوں کے نزول کا ذکر کریں گے، تو یہاں ایسے لگتا ہے کہ قرآن پاک کی ترتیب کو جگہ جگہ پر ۱۹ فرشتے اپنی حفاظت میں لئے ہوئے ہیں کہ آج تک اس کے ایک حرف یا لفظ کو بھی کوئی تبدیل نہ کر سکا۔

قرآن الحکیم کی ترتیب میں انیس (۱۹) کے ہندسہ کو اہمیت کے سلسلہ میں جو کام ہو رہا ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے جو سورۃ العلق نازل ہوئی وہ ترتیب میں قرآن پاک کے آخر سے انیسویں سورۃ ہے۔ یعنی قرآن پاک کے آخر میں جو انیس سورتیں ہیں ان میں سورۃ العلق نمبر one ہے یعنی سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ ترتیب میں آخری انیس سورتوں کی بسم اللہ ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ لفظ " اسلام " بھی قرآن پاک میں انیس دفعہ آیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم رحمٰن ۵۷ (۱۹×۳) دفعہ اور خود اللہ کا لفظ ۲۶۹۸ (۱۹×۱۴۲) دفعہ جو سب ۱۹ کا حاصل ضرب ہیں۔

یہی کوڈ نزول میں بھی استعمال کیا گیا ہے کہ حضور پاکؐ پر پہلی وحی میں سورۃ العلق کی پانچ آیات کے ۱۹ الفاظ ہیں جن کے ۷۶ (۱۹×۴) حروف ہیں۔ دوسری وحی میں سورۃ القلم کی جو آیات نازل ہوئیں ان کے ۳۸ (۱۹×۲) الفاظ ہیں۔ تیسری وحی میں سورۃ المزمل کی دس آیات کے ۵۷ (۱۹×۳) الفاظ ہیں اور چوتھی وحی میں سورۃ المدثر کی ۱۹ آیات ہیں۔

کتاب ہذا میں ان شاء اللہ قرآن حکیم کی اس حسابی ترتیب پر مزید بحث کی جائے گی لیکن اس سے کوئی غلط فہمی نہ ہو کہ ۱۹ کا ہندسہ کوئی متبرک ہندسہ ہے۔ مثلاً قرآن حکیم میں چھ اور سات کا ہندسہ بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے اور بار بار اس کا ذکر ہوا ہے لیکن ہندسہ بہرحال ایک ہندسہ ہے اس کی اپنی کوئی متبرک حیثیت نہیں۔

marfat.com

1.8 تصویر کا دوسرا رخ

ہمارے لیے متبرک اللہ پاک کی ذات ، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن پاک ہیں لہذا ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے اس تجزیہ کے بعد انیس کے ہندسہ کو ایک متبرک عدد سمجھ کر ہم اس کا غلط استعمال شروع کر دیں کہ غیروں نے بھی ایسا کیا ہے۔اس سلسلہ میں بابک نامی ایک شخص جو تیسری صدی ہجری میں ہو گزرا ہے۔اور موجودہ کیمونزم کے باپ یا بانی مزدک کا پیروکار تھا۔وہ خلیفہ مامون الرشید کے زمانے میں ایک بغاوت میں مارا گیا تھا۔وہ اور اس کے پیروکار ایک کو پہلا ہندسہ ہونے اور ۹ کو آخری بڑا ہندسہ ہونے سے اور ان دونوں کی ملاوٹ سے ۱۹ کے عدد کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔یہ لوگ کائنات کے نظام کے سلسلہ میں اعداد سے حساب کتاب کرتے تھے اور خاص کر ۱۹ کے ہندسہ کے بارے میں کہتے تھے ، کہ کائنات کا سارا نظام اس ہندسہ کے گرد گھومتا ہے۔انیسویں صدی میں خدائی کا دعویٰ کرنے والے محمد علی باب اور سب بابی اور بہائی تحریک والے بھی اس ہندسہ کو بہت اہمیت دیتے ہیں اس لیے کہ باب ۱۸۱۹ میں پیدا ہوا تھا

ہم نے تصویر کا یہ دوسرا رخ پیش کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفر سے بچائے اور خاتمہ نیک لائے۔زندگی میں بڑے "گڑھے "ہیں کہ انسان اسفل السافلین بھی ہو سکتا ہے اور اس مقام میں سب سے خطرناک علم بذات خود ہو جاتا ہے اس کی مثال ہتھیار کی سی ہے جو دشمن سے حفاظت کے لیے ضروری ہے لیکن غلط استعمال سے آدمی خود بھی مر سکتا ہے۔اس ضمن میں عبرت کا نشان غلام احمد قادیان والا اور موجودہ زمانہ میں قرآن حکیم میں ۱۹ کے ہندسہ کی اہمیت معلوم کرنے والا مصری امریکی عالم خلیفہ راشد بھی ہے۔خلیفہ راشد شروع سے منکر حدیث تو تھا ہی اور جب قرآن پاک میں سے کمپیوٹر کی مدد سے یہ اعدادی کوڈ نکلنے میں کامیاب ہو گیا، تو اس کا تکبر اس کو وہاں تک لے گیا،

marfat.com

کہ خود نبوت کا دعویٰ کر دیا اور واصل جہنم ہوا۔ تو یہ ہمارے اللہ ۔

1.9 ناسمجھیاں اور غلط فہمیاں

اپنی اس کتاب میں ہم کچھ غلط فہمیاں اور ناسمجھیاں بھی دور کرنا چاہتے ہیں کہ کم مطالعہ کی وجہ سے کچھ راویوں اور مصنفین نے یہاں تک لکھ دیا، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمانؓ کو قرآن پاک کی موجودہ ترتیب دینے کی سعادت بخشی اور وہ جامع القرآن ہیں۔ حالانکہ حضرت عثمانؓ کی سعادت صرف یہ ہے اور بہت بڑی سعادت ہے کہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے صحیح جمع کیے ہوئے قرآن پاک کے نسخے کی اشاعت کا بندوبست کیا اور اگر کسی کے پاس نامکمل لکھے ہوئے نسخے تھے، تو ان کاپیوں کو ادب کے ساتھ دفن کر کے ضائع کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں حضرت عمرؓ کے ایماپر خلیفہ اول کا یہ کارنامہ تھا کہ صحیح ترتیب یافتہ نسخے پورے کے پورے ایک مصحف کے طور پر (شاید اس سے پہلے وہ ایک قسم کے کاغذ میں موجود نہ تھے) ان کو ایک خاص قسم کے نہ خراب ہونے والے کاغذ پر لکھ کر ایک جلد میں محفوظ رکھ دیا گیا۔

ہماری چھان بین کے مطابق قرآن پاک کی آخری ترتیب حضور پاکؐ ہی کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چھ ماہ پہلے رمضان دس ہجری میں دی جا چکی تھی کہ روایت ہے کہ آپؐ نے جبرئیل فرشتے کے ساتھ اس سال قرآن پاک دو دفعہ دہرایا اور حفاظ صحابہ کرامؓ اس دہرائی میں شامل تھے۔ اس کے بعد صرف سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۳، سورۃ توبہ کی آیات نمبر ۱۲۸ اور ۱۲۹ اور سورۃ نصر پوری اور جن آیات کا خطبہ حجتہ الوداع تک ذوالحجہ دس ہجری میں نازل ہونے کا ذکر ہے۔ ان کی مخصوص جگہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو بتادی اور یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com

مبارک ہاتھوں قرآن پاک کی وہ ترتیب مکمل ہو گئ جیسے کہ قرآن پاک لوح محفوظ میں موجود ہے۔

علاوہ ازیں حضرت علی کرم اللہ وجہ اور جناب عبداللہؓ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کے الگ الگ مصاحف کا ذکر ہے، وہ غلط فہمی اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ آپ دونوں صاحبان نے نزول کے حساب سے بھی قرآن پاک کے بارے میں کچھ کاغذات لکھ کر رکھے ہوئے تھے۔دونوں صاحبان قرآن پاک کے حافظ تھے، تو وہ آیات مبارکہ کو نزول کی ترتیب سے بھی لکھ لیتے تھے اور اس میں حکمت بھی تھی کہ نزول کے سلسلہ میں ہمارے پاس جو تاریخ موجود ہے (گو اس میں چھوٹے چھوٹے اختلاف ہیں) وہ ایسے ہی مصاحف ہونے کی وجہ سے ہے۔بہرحال موجودہ ترتیب پر کوئی اختلاف نہیں تھا اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سب حفاظ نے قرآن پاک کو اس ترتیب سے یاد کیا ہوا تھا جس حساب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سکھاتے تھے یعنی جس ترتیب میں یہ قرآن پاک، لوح محفوظ میں ہے اور دنیا خوش قسمت ہے کہ آج یہ اسی ترتیب کے لحاظ سے ہمارے پاس بھی موجود ہے۔

1.10 حفظ اور حفاظت

قرآن پاک کو سینوں میں اٹھانا اور اتنی بڑی تعداد میں قرآن پاک کے حفاظ ہونا بھی اس جہان دنیا کا انوکھا معجزہ ہے۔اور اول تو دنیا کی اتنی بڑی کوئی کتاب کسی ایک آدمی کو بھی یاد نہیں لیکن یہاں اندازہ لگائیں کہ لاکھوں کروڑوں انسان جو عربی زبان کو پوری طرح سمجھتے بھی نہیں، وہ بھی حافظ قرآن ہیں اور قرآن پاک کو اپنے سینوں میں اٹھائے پھرتے ہیں اور جب ہمارے علاقوں میں اسلام آیا تو یہاں کے لوگ بھی چند سالوں بعد قرآن پاک کے حافظ بننے شروع ہو گئے چنانچہ یہ بھی قرآن پاک کی موجودہ

marfat.com

ترتیب کا کوئی روحانی اور معجزاتی پہلو ہے جس پر بحث بعد میں کریں گے۔

یمامہ کی جنگ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سات ماہ بعد شوال گیارہ ہجری میں لڑی گئی۔دشمن کا بے پناہ جانی نقصان ہوا کہ وہ بہادری سے لڑے اور دشمن کے چودہ ہزار آدمی مارے گئے۔ مسلمانوں کا بھی اس جنگ میں مقابلتاً بہت زیادہ نقصان ہوا، کہ بارہ سو مجاہدین شہید ہوئے جن میں سے تین سو قرآن پاک کے حافظ تھے۔تو ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسلمانوں میں تقریباً چوتھائی حصہ حافظ قرآن تھے اور قرآن پاک حفظ کرنے میں کافی دیر لگتی ہے تو ظاہر ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں مسلمانوں کا تقریباً چوتھائی حصہ قرآن پاک کو اپنے سینہ میں اٹھائے ہوئے تھا اور باقیوں میں بھی کئی صاحبان آدھا قرآن پاک یا قرآن پاک کی کئی سورتوں کو یاد کئے ہوئے تھے اور ہماری طرح صرف سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص پر گزارہ کرنے والا تو شاید کوئی ایک آدھ مسلمان بھی نہ ہو گا۔یہی وجہ تھی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند سال بعد ان مجاہدین نے اس وقت کی معلوم دنیا میں اللہ اور رسولؐ کے نام کا بول بالا کر دیا۔ کہ قرآن پاک کے الفاظ میں بے پناہ برکت اور طاقت ہے۔اور ان مجاہدین کے سینوں میں قرآن پاک تھا اور ہاتھ میں تلوار تھی۔ قرآن حکیم کی کتابی ترتیب کے متعلق یہ بات بھی احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ حضور پاکؐ اور حفاظ صحابی رضی اللہ عنہم ہفتہ میں ایک دفعہ قرآن پاک کا ختم ضرور کرتے تھے اور جو لوگ اچھی طرح یاد نہ رکھتے تھے، وہ جناب عبداللہؓ بن عمرؓ کی نگرانی میں مہینہ بھر میں ایک ختم کرتے تھے۔

1.11 قرآن پاک کے ذاتی مصحف

حضور پاکؐ کے وصال مبارک کے بعد صحابہ کرامؓ میں اپنے اپنے مصحف لکھنے

marfat.com

کا شوق اور بھی بڑھ گیا چنانچہ سب سے پہلا جو مصحف لکھا گیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تھا۔ جس کی ترتیب بالکل یہی تھی، جیسی ہمارے پاس قرآن پاک میں موجود ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ اس کام میں اس قدر محو تھے کہ آپ جمعہ کی نماز کے علاوہ کسی کام کے لیے گھر سے نہ نکلتے تھے۔ اور عرب لوگ حروف کو شکل سے پہچانتے تھے اور بغیر نقطوں کے لکھتے تھے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کاتبین وحی کو نقطے ڈالنے کی بھی ہدایت کی چنانچہ حضرت علیؑ نے اپنے مصحف میں حروف کے ساتھ نقطے بھی ڈالے اور کچھ اعراب یعنی زیر زبر وغیرہ کی نشاندہی بھی کی۔ (جرمنی اور فرانس میں رہائش اختیار کرنے والے علامہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی تحقیق کے مطابق تو قرآن حکیم میں نقاط، زیر زبر پیش وغیرہ بھی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ڈال دی گئی تھیں۔ خطبات بہاولپور۔ صفحہ ۲۶۶) یہ سب کام حضرت علی رضی اللہ عنہ نجی طور پر کر رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ اپنی ضرورت کے لیے یا لوگوں کو مشورہ دینے کے لیے قرآن پاک کو اپنے سینے سے نکال کر کاغذوں پر پھیلا رہے تھے اور ساتھ ہی قرآن پاک کے نزول کے واقعاتی پہلوؤں کو بھی ریکارڈ کے لیے لکھتے جا رہے تھے۔ ممکن ہے ایسا کام کچھ اور صاحبان یعنی جناب عبداللہؓ بن مسعود وغیرہ نے بھی نجی طور پر کیا ہو۔ لیکن اکثر لوگ فتنہ ارتداد کی وجہ سے جہاد میں مصروف تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضور پاکؐ کی وفات کے بعد پہلے چھ مہینوں میں حضرت علیؓ کے علاوہ باقی صاحبان نے ان اہم امور پر زیادہ دھیان نہ دیا ہو۔

marfat.com

1.12 سرکاری مصحف

شوال گیارہ ہجری میں جنگ یمامہ کا ذکر ہو چکا ہے ۔ جس میں تین سو حفاظ کو شہادت نصیب ہوئی ۔ ان میں جناب سالمؓ مولا جناب ابو حذیفہؓ بھی تھے ۔ جن کے قرآن پاک پر عبور کے حضرت عمر فاروقؓ بہت مداح تھے گو اس جنگ میں جناب عمرؓ کے بھائی جناب زیدؓ بھی شہید ہوئے تھے لیکن جناب عمرؓ کو جناب سالمؓ کی شہادت کا بہت غم ہوا ۔ اور آپ نے جناب صدیق اکبرؓ خلیفہ اول کو مشورہ دیا کہ حکومت وقت سرکاری طور پر بھی قرآن پاک کی ایک صحیح نقل لکھ کر سرکاری حفاظت میں رکھ لے تاکہ آئندہ کسی لفظ میں یا حرف میں کوئی اختلاف پیدا ہو تو اس قرآن پاک سے استفادہ کیا جائے ۔ اس کام کے لیے ایک انصار صحابی جناب زیدؓ بن ثابت کو چنا گیا جو حافظ قرآن پاک بھی تھے کاتب وحی بھی اور خوشخط نویس بھی ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سمیت سب نے اس کار خیر کو خوش آمدید کہا اور جناب زیدؓ کا ہاتھ بٹا کر اس کام میں شرکت کی ۔ اختلاف تو کوئی تھا نہیں کہ قرآن پاک حضور پاکؐ کے زمانے میں جمع ہو چکا تھا ۔ صرف سورۃ توبہ سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ نہ تھے تو سب صحابہ کرامؓ اس پر راضی ہو گئے کہ یہ جگہ خالی چھوڑ دی جائے ۔ اس میں بھی قرآن پاک کے نگہبان اللہ تعالیٰ کی ازخود حکمت تھی کہ قرآن پاک کی سورۃ نمل کی آیت مبارکہ ۳۰ کے اندر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ ہیں ۔ اگر سورۃ توبہ پر بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ لکھے جاتے تو اس کلمہ کی تعداد ۱۱۵ ہو جاتی لیکن اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی تعداد بھی سورتوں کی تعداد کے برابر ۱۱۴ ہی رکھنا چاہتا تھا کہ ۱۹ کے ہندسہ سے حاصل ضرب ۱۱۴ ہی بنتی ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نگہبانی کے لیے شاید ۱۹ کے ہندسہ کو شرف دینا چاہتا ہے ۔

بہرحال قرآن پاک کا یہ نسخہ جناب ابو بکر صدیقؓ کی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے

marfat.com

تیار ہوا۔ نگہبانی کے لیے جناب صدیق اکبرؓ نے یہ نسخہ جناب عمر فاروقؓ کے حوالے کر دیا اور سب لوگ اسی نسخہ سے استفادہ کرتے تھے۔جناب عمر فاروقؓ نے اپنی شہادت سے پہلے قرآن پاک کا یہ نسخہ اپنی بیٹی اور ام المومنین جناب حفصہؓ کے حوالے کر دیا۔ روایت ہے کہ اس وقت تک اس سرکاری مصحف کی مدد سے کئی نسخے نقل کیے گئے تھے۔اور آگے ان نقل کیے ہوئے نسخوں سے بھی کئی نسخے نقل کیے گئے ہوں گے۔ لیکن اکثر یہ ہوتا تھا کہ چونکہ اسلامی ممالک میں ہر جگہ حفاظ موجود تھے۔ لوگ ان سے قرآۃ سن کر کوئی آیت مبارکہ یا کوئی سورۃ لکھ لیتے تھے۔ یہ لوگ مختلف قبائل ، مختلف ممالک اور مختلف زبانوں والے تھے اس لیے ہر کسی کا لہجہ الگ ہوسکتا تھا۔ ممکن ہے " ذال " " زے " اور " ظے " میں فرق نہ ہو سکا۔ یا " سین " اور " صواد " میں فرق نہ کیا جاسکا یا " ت اور " ط " یا " ق " اور " ک " میں فرق نہ کیا جاسکا تو قرات کی ادائیگی یا لہجہ میں ہر آدمی کو اپنی طرز پر فخر ہوتا تھا اور نئے مسلمانوں میں یہ بحث چل نکلی، کہ اہل عراق کی قرات کی ادائیگی بہتر ہے یا اہل شام کی۔اس چیز کا جن صاحبان نے زیادہ نوٹس لیا وہ صحابی ابن صحابی جناب خذیفہؓ بن الیمانؓ تھے۔آپ نے حضرت عمرؓ کے زمانے میں بھی شمالی اور شمال مغربی عراق میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دیئے تھے اور ملک شام کی اسلامی فوجوں کے ساتھ بھی رابطہ باندھا۔اس کے بعد حضرت عثمانؓ کے زمانے میں آپ لشکروں کے دستوں کو لے کر موجودہ آذر بائیجان تک گئے اور جناب عبدالرحمنؓ بن ربیعہ سے مل کر شمالی شام کے علاقوں میں باب کی جنگ میں شرکت کی۔آپ جب کوفہ واپس آئے تو آپ نے وہاں پر کوفہ کے گورنر جناب سعیدؓ بن العاص اور باقی صحابہ کرامؓ کے سامنے اپنے مشاہدات بیان کیے کہ کہ مختلف ممالک میں قرآن پاک کی قرات کی ادائیگی اور لہجہ میں انہوں نے نمایاں فرق محسوس کیا ہے اور اس خدشہ کا اظہار کیا کہ اس طرح قرآن پاک کے حروف یا الفاظ کی شکل وصورت تبدیل ہو سکتی ہے۔

حضرت خذیفہؓ کے اس خدشہ کے جواب میں کچھ صحابہ کرامؓ نے کہا کہ قرآن

marfat.com

پاک کا نگہبان اللہ تعالیٰ خود ہے۔اس کے الفاظ یا حروف کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن جناب بلالؓ "شین" کو "سین" کے طور پر ادا کرتے تھے۔اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔لیکن جناب سعیدؓ بن العاص اور کچھ صحابہ کرامؓ کا خیال تھا، کہ اس سلسلہ میں وحدت کی ضرورت ہے اور یہ معاملہ مدینہ منورہ میں خلیفہ وقت اور ان کے عظیم مشیروں کے سامنے پیش کیا جائے، کہ کوئی طریقہ کار نکالا جائے۔ عظیم صحابی جناب عبداللہؓ بن مسعود بھی کوفہ میں موجود تھے۔انہوں نے کہا کہ قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ کی ہے۔اتنے حفاظ، قرآن پاک کو سینہ میں اٹھائے پھرتے ہیں۔آج تک کوئی اختلاف نظر نہیں آیا۔اس لیے اس سلسلہ میں معاملات کو مدینہ منورہ بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں۔قارئین! جناب عبداللہؓ بن مسعود کے ان الفاظ کی بات کا بتنگڑ بن گیا کہ انہوں نے "مصحف عثمانی" کی مخالفت کی اور اپنے مصحف سے استفادہ کرتے تھے۔اب اول تو مصحف عثمانی کا کوئی وجود نہیں کہ حضرت عثمانؓ جامع القرآن نہیں۔خود حضور پاکﷺ جامع القرآن ہیں۔تو ہم قارئین کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ ایسے اختلافات نا سمجھ لوگوں کی غلط فہمیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں کہ کچھ لوگ بات کا بتنگڑ بنانے کے ماہر ہوتے ہیں یا اسلام دشمن طاقتوں نے ان نا سمجھیوں کو ہوا دی۔آگے چل کر ہم حضرت علیؓ کے مصحف والی غلط فہمی بھی دور کریں گے۔

بہرحال کوفہ کے صحابہ کرامؓ کی مشاورت نے فیصلہ کیا کہ یہ معاملہ ضرور بر ضرور مدینہ منورہ لے جایا جائے اور جناب خذیفہؓ بن الیمانؓ کو ہی مدینہ منورہ میں بھیجا گیا۔وہاں پہنچ کر انہوں نے حضرت عثمانؓ کو اپنے مشاہدات سے آگاہ کیا تو جناب عثمانؓ نے مشاورت طلب کی جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل تھے تو وہاں پر متفقہ فیصلہ ہوا، کہ اب کاغذ کی کوئی کمی نہ تھی۔قرآن پاک کا سرکاری نسخہ جو جناب صدیق اکبرؓ نے تیار کرایا تھا اور ام المومنین جناب حفصہؓ کے پاس موجود تھا، اس سے

marfat.com

نقلیں تیار کرا کے سب ممالک میں بھیجی جائیں ۔چنانچہ اس کام کے لیے تین قریش نوجوان جناب عبداللہؓ بن زبیرؓ ۔ جناب عبدالرحمنؓ بن حارث اور جناب سعیدؓ بن العاص جو کوفہ کے گورنر تھے ۔ان سب کو مدینہ منورہ میں بلایا گیا جناب عبداللہؓ بھی افریقہ میں تھے ان تینوں جوانوں اور کاتب وحی جناب زیدؓ بن ثابت انصاری نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لکھائے گئے سرکاری مصحف کے مطابق قرآن پاک کے کئی نسخے تیار کئے ۔ خلیفہ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی درستی کی ضمانت دی اور ان کو مسلمان عاملوں کو بھیجا گیا اور حکم دیا گیا کہ آئندہ صرف انہی نسخوں سے استفادہ کیا جائے گا ۔ باقی اور پرانے نسخے ادب کے ساتھ ضائع کر دیئے جائیں گے (عام طور پر گڑھے کھود کر ایسے کاغذات کسی قبرستان میں دفن کر دیئے جاتے تھے اور ہمارے گاؤں میں آج بھی یہ طریقہ جاری ہے کہ محرم کے مہینے میں بچے ہر گھر سے قرآن پاک کے پرانے صفحات اکٹھے کر کے لے جاتے ہیں اور گاؤں کے مکتب کے مولوی صاحب کی نگرانی میں ان صفحات کو قبرستان میں دفن کر دیتے ہیں ۔)

1.13 حضرت علیؓ کا اعلان حق

قرآن پاک کو اس طرح جمع کرنے یا اس کی اشاعت پر اس زمانے میں کوئی اختلاف نہ تھا۔ تاریخ ابن خلدون کے مطابق روایت ہے، کہ حضرت علیؑ کی خلافت کے زمانے میں جمعہ کے خطبہ کے دوران ایک شخص اٹھ کھڑا ہوا، اور اپنی طرف سے شکایت کی کہ اس " مصحف عثمانی " کی کیا ضرورت تھی ۔ حضرت علیؑ نے اس شخص کو سختی سے ٹوک دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام، قرآن پاک کو کسی ایک آدمی کے نام سے مت منسوب کرو۔ حضرت عثمانؓ نے یہ سب کچھ ہمارے مشورے سے کیا۔ اگر وہ یہ کام نہ کر کے جاتے تو میں خود یعنی حضرت علیؑ اپنی خلافت میں ضرور کرتے ۔

marfat.com

قارئین! بات بات اور لفظ لفظ کو صحیح نہ استعمال کرنے کے اثرات پر دھیان دیں اور جو لوگ قرآن پاک کو "مصحف صدیقی" یا کوئی اور نام دیتے ہیں تو وہ بھی غلط ہیں۔جناب علیؑ کی بات کتنی وزنی ہے، اور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت علیؑ کے پاس جو قرآن پاک کا نسخہ یا مصحف تھا وہ اس شائع شدہ نسخہ سے مختلف تھا، وہ جاہلوں کی دنیا میں رہتے ہیں۔اسی وجہ سے اس پہلو کے شروع میں ہم نے حضرت علیؑ کے ذاتی قرآن پاک کے نسخے اور نزول قرآن کی تاریخ کا ذکر کر دیا تھا، کہ ہم ساتھ ساتھ چلیں۔اگر حضرت علیؑ کا نسخہ الگ ہوتا، تو آپ جب خلیفہ بنے تو "مصحف عثمانی" کو منسوخ کر کے "مصحف علوی" جاری کرتے (نعوذ باللہ)۔لوگ نہ صحابہ کرامؓ کی شان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ قرآن پاک کے معجزہ کی طرف دھیان دیتے ہیں کہ اس کا نگہبان اللہ تعالیٰ خود ہے۔جو لوگ یہاں اختلافی پہلو نکالتے ہیں، ان کی بد قسمتی ہے یا ناسمجھی۔اور ہمارے تمام اختلافات کم علمیوں اور ناسمجھیوں کی وجہ سے ہیں۔کہ کم علم خود ساختہ علما اپنی غلط فہمیوں پر اڑے رہتے ہیں۔اور اسلام دشمن طاقتیں ان "جہالتوں" کا فائدہ اٹھا کر ہمارے بیچ اختلاف پیدا کرتی رہتی ہیں۔

1.14 ترتیب کا روحانی پہلو

اللہ تعالیٰ سب کچھ اپنی بے شمار حکمتوں کے تحت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی موجودہ ترتیب بھی کسی حکمت کے تحت رکھی ہے۔اس سلسلہ میں ہمارا قیاس یہ ہے، کہ اس سے اللہ تعالیٰ روحانی طور پر ذہنوں کو اس طرح ارتقا دینا چاہتا تھا کہ پہلی سورۃ فاتحہ کو اللہ تعالیٰ نے سبع من المثانی یعنی سات آیات کا نام جا کر سورۃ الحجر کی آیت مبارکہ ۸۷ میں دیا۔سورۃ فاتحہ دراصل قرآن پاک کا دیباچہ ہے۔پیش لفظ ہے۔مقدمہ ہے اور اختصار بھی۔اللہ تعالیٰ سورۃ حجر کی آیت مبارکہ ۸۷ میں فرماتے ہیں

marfat.com

کہ یہ آیات دہرائی بھی جاتی ہیں۔قرآن پاک کی تمام خصوصیات، بیانات اس سورۃ فاتحہ کے پاکیزہ درخت کے تنے کی شاخیں، ٹہنیاں یا پتے ہیں کہ سورۃ ابراہیم کی آیت مبارکہ ۲۴ میں جس پاکیزہ کلمہ کا ذکر ہے کہ اس کی جڑ زمین میں ہے تو شاخیں آسمان کے ساتھ لگ رہی ہیں۔سورۃ فاتحہ بھی وہی پاکیزہ کلمہ ہے۔اس سورۃ کی تفسیر کو الفاظ میں بند نہیں کیا جا سکتا۔دوسری سورۃ بقرہ کی پہلی آیت مبارکہ قرآن پاک کو کتاب کا نام دیتی ہے اور یوں فیصلہ کر دیتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی یہ کتاب تھی اور بعد کی ترتیب شدہ نہیں جو پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے اور غیب پر ایمان لانے کو ضروری قرار دیا۔دائمی ترتیب میں ان لمبی سورتوں کو پہلے رکھنے سے شاید یہ مقصد سامنے ہو کہ ان میں معاشرہ کے لیے زندگی گزارنے کے عملی اہمیت کے احکام ہیں اور چھوٹی سورتیں جو قرآن پاک کے آخر میں ہیں ان میں زیادہ تر معاملات روحانی پہلوؤں اور عقائد سے تعلق رکھتے ہیں اور عالم آخرت کے لیے اس دنیا میں تیاری کی طرف انسانیت کی توجہ کو مبذول کرایا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں بہت تحقیق کی ضرورت ہے۔اور شاید آنے والے زمانوں میں اللہ کے پیارے بندے بہتر وضاحت کریں۔ان معاملات کی کچھ وضاحت قارئین کرام اس کتاب میں بھی ان شاء اللہ پائیں گے۔

1.15 قرآن پاک اور غیر مسلم

قرآن پاک کی سچائی نے غیروں کو بھی متاثر کیا ہے۔جن کو ہم مستشرقین کہتے ہیں، لیکن ان کے بیانات میں کچھ خبث باطن ضرور ہوتا ہے۔اس لیے کہ جب تک کوئی آدمی پوری طرح اسلام میں داخل نہ ہو جائے اس کا تعصب ختم نہیں ہو سکتا۔بہرحال یہاں چند ایسے ہی لوگوں کے تاثرات دیئے جا رہے ہیں۔

marfat.com

ھیری گیلارڈ ڈرامن اپنی کتاب (Towards Understanding Islam) میں کہتا ہے "قرآن پاک کے بیانات جو مسلمانوں کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے وحی (حضرت جبرئیلؑ) کے ذریعہ نازل کئے وہ اپنی معنی میں ہر زمانے کے لیے پکے معجزات کی طرح ہیں"۔

فرانسیسی مصنف لورا ویسیا والر اپنی کتاب (59-57) (Apologie De - Islamism) میں کہتی ہے "قرآن پاک کے کتاب قدسی ہونے کا یہی ایک ثبوت کافی ہے کہ زمانہ اس میں زیر و زبر کا تغیر نہ لاسکا"۔

انگریز پروفیسر اے جی ایبرے نے یہ دلیل پیش کی، "کہ اہل مغرب کے دلوں میں قرآن پاک کے سلسلہ میں جو غلط فہمیاں ہیں، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس صحیح قسم کے تراجم نہ پہنچے اور مغرب کے سکالروں کو صحیح طور پر کسی نے یہ نہ سمجھایا کہ وہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے کیا طریقہ اختیار کریں۔ وہ جس طرح تورات یا انجیل کو پڑھتے ہیں یہ طریقہ قرآن پاک کو سمجھنے میں مددگار ثابت نہیں ہو سکتا"۔

ایف ایف آربتھناٹ کہتا ہے "قرآن پاک کے ساتھ مشابہت رکھنے والے کئی صحیفے تیار کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اس میں کسی کو کامیابی نہ ہوئی" ظاہر ہے قرآن پاک کی سورۃ بقرہ کی آیت مبارکہ ۲۳ میں ارشاد ربانی ہے "اے لوگو! اگر تم اس پر شک کرتے ہو جو میں نے اپنے بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کیا تو پھر اس قسم کی ایک سورۃ بنا ڈالو اگر تم سچے ہو"۔

یہ صرف چند اقتباسات ہیں ورنہ مشرق و مغرب کے بے شمار ایسے دانشور ہیں جنہوں نے اگرچہ قرآن حکیم پر سرسری اور غیر مسلم کی تعصب کی نگاہ سے غور کیا ہے پھر بھی وہ اس کی سچائی اور عظمت کے قائل ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس سلسلہ میں ہم میں سے ایک مصنف بشیر محمود صاحب کی کتاب "The First and the Last (PBUH)" جس کو قرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن نے شائع کیا ہے تفصیلات کے لیے

marfat.com

نہایت فائدہ مند ثابت ہو گی (ان شاء اللہ)۔

1.16 قرآن پاک کا نزول

قرآن پاک کے نزول کا مضمون بہت وسیع ہے۔ اس سلسلہ میں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں جن میں تھوڑا تھوڑا اختلاف بھی ہے۔ لیکن نزول کے سلسلہ میں بعض دفعہ یہ جاننا ضروری ہو جاتا ہے کہ یہ آیت مبارکہ کن حالات یا کن ضروریات کے تحت نازل ہوئی۔ تاکہ مفسرین کو قرآن پاک کی تفسیر کرنے میں آسانی ہو۔ آیات کے نزول کا علم تھوڑا بہت ہمارے پاس محدثین کے ذریعہ سے پہنچا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور جناب عبداللہؓ بن مسعود دو ایسی ہستیاں ہیں جو حافظ قرآن بھی تھے اور ان کے سلسلہ میں گزارش ہو چکی ہے کہ انہوں نے نزول کی کچھ تاریخ لکھ رکھی تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ شاید نزول کو اہمیت نہ دینا چاہتا تھا، کہ آج ہمارے پاس نزول کے بارے میں کوئی مستند تاریخ موجود نہیں کہ آیات مبارکہ اس ترتیب سے نازل ہوئیں۔

ہمارے خیال میں یہ مضمون زیادہ اہمیت کا حقدار بھی نہیں کہ قرآن حکیم کی کوئی آیت مبارکہ وقتی نہیں بلکہ ہر آیت مبارکہ ایک دائمی حقیقت ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے لیے کیا مشکل تھا کہ قرآن پاک کی ترتیب وہ نزول کے مطابق رکھتا۔ اس لیے اس مضمون پر زیادہ چھان بین کرنا فائدہ مند نہیں۔ درحقیقت آیات مبارکہ کے نزول کے وقت کے بارے اتنے اختلافات ہیں، کہ گو اکثریت کے خیال میں پہلی وحی سورۃ العلق کی آیات اقرا۔ تھی۔ لیکن یہاں بھی کچھ راویوں نے سورۃ المدثر۔ کچھ نے سورۃ فاتحہ اور کچھ نے صرف بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بات کی ہے۔ لیکن سب سے آخر میں کونسی آیات مبارکہ نازل ہوئیں کسی نے سورۃ نسا کی آخری آیت۔ کسی نے سورۃ توبہ کی دو آخری آیات اور کسی نے سورۃ مائدہ کی "اکملت" والی آیت کسی نے سورۃ نصر وغیرہ کے

marfat.com

بارے میں کہا ہے۔ لیکن پھر بھی نزول کے اسباب کو سمجھنے کے لیے ہمارے محدثین، مفسرین اور محققین نے جو کوششیں کیں اور ہزاروں کتابیں تصنیف کیں وہ علم کا خزانہ ہیں اور دسویں صدی ہجری کے عظیم مفسر اور محقق جناب علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی دو جلدوں کی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں اس علم کے خزانے کے جو حوالے دیئے ہیں۔ وہاں پہلے بزرگوں کی تمام تر تحقیقات کا خلاصہ مل جاتا ہے۔

1.17 نزول اور فرشتوں کی مشائعت

یہ بات قابل توجہ ہے کہ قرآن پاک کا لوح محفوظ سے اس دنیا پر نازل ہونا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ قرآن پاک کی سورۃ الحشر کی آیت مبارکہ ۲۱ کے مطابق ارشاد ربانی ہے کہ "اگر اللہ تعالیٰ اس قرآن پاک کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ریزہ ریزہ ہو جاتا"۔ اس کے علاوہ سورۃ الاحزاب کی آیت مبارکہ نمبر ۷۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہے کہ "ہم نے یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کو پیش کی، تو انہوں نے یہ ذمہ داری اٹھانے سے معذوری ظاہر کی۔ لیکن انسان نے اس ذمہ داری کو اٹھا لیا کہ وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا نادان تھا" اس آیت مبارکہ کی تفسیر چند الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی اور کچھ مترجموں اور مفسروں نے سیدھا ترجمہ کر دیا کہ انسان ظالم اور جاہل تھا کہ یہ ذمہ داری اٹھائی۔ یہ ترجمہ اور تفسیر صحیح نہیں۔ ہمارے خیال میں یہ بات ہی کچھ اور ہے کہ اللہ تعالیٰ یہاں انسان کے شرف کو بھی واضح کرنا چاہتا ہے کہ جو ذمہ داری زمین و آسمان اٹھانے کے قابل نہیں۔ انسان وہ ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی کام کے لیے بنایا اور تیار کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عارف ہو اور یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح سے بھی کچھ پھونک دیا ہے کہ وہ اس طرح کی بھاری ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہے۔ لیکن یہاں یہ واضح کرنا بھی

marfat.com

مقصود ہے، کہ یہ ذمہ داری بہت مشقت والی ہے۔انسان کو اپنی عقل کے بارے میں کچھ ناز تھا اس لیے انسان کو یاد کرایا گیا ہے کہ قرآن حکیم کے بارے میں اپنی ذمہ داری پوری کرو۔جس کی شان یہ ہے کہ جب اس کی آیات مبارکہ زمین پر اترتی تھیں تو بعض آیات اور سورتوں کے ساتھ بے حساب فرشتے بھی ساتھ اترتے تھے۔جناب جلال الدین سیوطیؒ نے دوسروں کے حوالے سے اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا ہے جس کا اختصار یہ ہے کہ آیتہ الکرسی کی مشائعت میں تیس ہزار فرشتے اترے تھے۔سورۃ انعام کا نزول فرشتوں کے ایک جلوس کے ساتھ ہوا اور یہ جلوس اس قدر بڑا اور کثیر تھا کہ اس نے مشرق سے مغرب تک تمام فضا کو پر کر دیا۔اسی طرح سورۃ البقرۃ کے آخری رکوع کے ساتھ جو فرشتے اترے ان کا حساب کرنا ناممکن ہے۔علاوہ ازیں سورۃ فاتحہ کے ساتھ اسی ہزار فرشتوں کے اترنے کی روایت ہے۔اور سورۃ یسین کے ساتھ بھی بے حساب فرشتے اترے اور عام طور پر حضرت جبرئیل علیہ السلام جب کوئی آیت مبارکہ لے آتے تھے تو ساتھ کچھ نگہبان فرشتے بھی اترتے تھے۔اس سب کا مقصد یہ ہے کہ ہم قرآن پاک کی شان کو سمجھیں۔اور جن پر قرآن اترا انؐ کی شان کو بھی سمجھیں۔

1.18 نزولی ترتیب کے مضمون کے خطرات

جیسے کہ پہلے کہا گیا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے قرآن کریم کی آیات اور سورتوں کے نزول کے بارے میں بے حساب محنتیں بھی کیں اور آیات مبارکہ کو کئی اقسام یا نوع میں بھی بانٹا۔یہ سب کچھ نہایت قابل قدر ہے اور قرآن حکیم کی تفسیر میں معاون بھی ہو سکتا ہے لیکن نزول کے اسباب کے سلسلہ میں جب کسی واقعہ یا کسی آدمی کے عمل کو سبب بنایا گیا تو وہاں کچھ ناسمجھی کی باتیں بھی لکھ دی گئیں۔جس سے کچھ تفرقہ ہوا اور کچھ اختلافات بھی پیدا ہوئے اور کچھ مفسرین نے کسی آیت مبارکہ کو

marfat.com

اسی زمانے یا واقعہ کے ساتھ محدود کر دیا۔ دراصل ان آیات مبارکہ کی اہمیت بھی تمثیلی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ پرانے زمانے کے قصے بیان کر کے ہمیں تاریخ کے بامقصد مطالعہ کی دعوت دیتا ہے کہ ہم ان باتوں سے عبرت پکڑیں اور اپنے موجودہ حالات کو اس حوالہ سے موازنہ کریں۔ ہدایت پر قائم رہیں۔ آیات کے نزول کا مضمون بھی فائدہ مند ہو سکتا ہے لیکن اس چیز پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے کہ یہ آیت مبارکہ کن بزرگ کی اچھائی یا کس کی غلطی کی وجہ سے نازل ہوئی۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ ایسی وضاحتوں پر بہت وقت ضائع کیا گیا۔ جس سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچتا اس میں رقابت۔ حسد اور بہت کچھ شامل رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کے لیے قرآن وقتی اور دائمی دونوں ہی تھا، لیکن ہمارے لیے صرف دائمی سچائی ہے اور اس میں دائمی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم جاری ہو چکا ہے جس کا پورا کرنا اور جس کے مطابق زندگی گذارنا دنیا کے ہر ایک فرد پر لازم ہے اور کوئی بہانہ نہیں چلے گا۔ اس لیے نزول کے واقعاتی اختلافات کی چھان وبین پر وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

1.19 ناسخ و منسوخ کا مسئلہ

اسی طرح قرآن پاک میں ناسخ اور منسوخ کے نام پر بھی بعض بزرگوں نے بہت بحث کی جو صرف اختلاف کا سبب بنیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کی کسی آیت مبارکہ یا کلام کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں سے ایک ایک دائمی سچائی ہے۔ بعض اوقات نہی عن المنکر کے متعلق آیات واحکامات مرحلہ وار اترے تاکہ قرآن پاک کے اولین مخاطبین پر ان احکام پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔ مثلاً شراب کی حرمت کے بارے پہلے صرف یہ کہا گیا کہ یہ بری چیز ہے لیکن فوری طور پر لوگوں کو شراب پینے سے منع نہ فرمایا۔ اگلے حکم میں شراب کو حرام قرار دے کر لوگوں کو شراب پینے سے منع کر

marfat.com

دیا گیا۔ لیکن پہلی آیت منسوخ نہیں ہوتی کہ بے شک شراب بری چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میں جب کسی حکم کو تبدیل کرتا ہوں تو اس سے بہتر حکم لاتا ہوں۔ اسی طرح کچھ مشکلات دور کرنے یا مشکل عمل پر مسلمانوں کے پورا نہ اترنے کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے کچھ رعاتیں بھی دے دیں لیکن عمل کے افضل ہونے کا معیار بھی قائم رکھا۔ اسے منسوخ کہنا سخت غلطی ہے ہماری اس کتاب میں آگے چل کر اس مضمون پر بھی کھل کی بحث کی گئی ہے۔

1.20 علم تفسیر

جہاں تک تفاسیر کا تعلق ہے، یہ ایک تحقیقی کام ہے اور حضور پاکؐ کے صحابہ کرام قرآن کریم کے پہلے مفسر تھے اور شاید یہ کام تا قیامت ہوتا رہے گا۔ لہذا کوئی تفسیر حرف آخر نہیں۔ یہ ایک ارتقائی علم ہے۔ اس لیے اس میں اختلافات بھی ہوں گے لہذا ہمیں مفسرین کی محنت کی قدر کرنا چاہیے اور اگرچہ ہم ان سے متفق نہ بھی ہوں، برا بھلا کہنے سے گریز لازم ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کے دانشوروں نے قرآن پاک کی تفاسیر لکھنے سے پہلے بہت زیادہ چھان بین کی ہے۔ قرآن پاک کے ان حصوں اور باتوں کو الگ کیا جن کے بارے میں معلوم تھا کہ ایسی باتیں پہلے انبیاء پر بھی نازل ہوئیں اور جو ہدایات یا نظریات صرف ہم مسلمانوں کے لیے نازل ہوئیں ان کو الگ کیا۔ یا محکم آیات یا متشابہات کو الگ الگ کیا۔ عام و خاص بیانات میں فرق کیا۔ مطلق اور مقید آیات کو مثالوں سے واضح کیا اور قرآن پاک کے وجوہ خطبات پر تفصیلی بحثیں کیں۔ حقیقت اور مجاز کے فرق پر بہت کچھ لکھا۔

لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ قرآن پاک ایک سمندر کی مانند ہے جس میں بے حساب گہرائی ہے۔ اس لیے کوئی تفسیر بھی حتمی اور آخری نہیں ماسوائے جہاں قرآن

marfat.com

پاک نے اپنی تفسیر خود کی ہے کہ ایک بات کسی ایک سورۃ میں اختصار کے ساتھ لکھی گئی ہے تو دوسری سورۃ میں اس پہلو کو بہتر طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور بعض باتیں دوہرائی گئیں اور کئی دفعہ بیان ہوتی ہیں۔ کہ ان باتوں پر زیادہ زور کی ضرورت تھی۔ دراصل کلام اللہ کو سمجھنا آدمی کی قلبی واردات پر ہے۔ یعنی اس کا انحصار دین سے زیادہ قلب پر ہے۔ کچھ بزرگ تو یہاں تک چلے گئے، کہ فرمایا "کہ جو کچھ تمہیں آسانی سے سمجھ آ جائے اس کو سمجھ لو۔ تمہارے لیے یہی کافی ہے۔ اگر نیت اور ارادہ ٹھیک ہے تو تجسس کرتے رہو۔ مشکل باتیں بھی کسی دن سمجھ آجائیں گی"

تفاسیر کے بارے میں یہ بدقسمتی بھی ہوئی کہ بعض لوگوں نے قرآن حکیم نہیں بلکہ کلام اللہ کے مقدس نام پر اپنے اذہان کی تفسیر پیش کر دی اور بڑے فتنہ کا باعث بنے۔ پرانے مفسرین میں سے کچھ لوگوں نے جو ناسمجھی سے "اسرائیلیت" یعنی یہودیوں کی روایات کو قرآن پاک میں داخل کر دیا تھا تو ہمارے اس زمانے کے ان مترجمان اور مفسرین نے قرآن پاک کی تفسیر لکھنے کی بجائے ان مثالوں کی مدد سے اپنے عقیدہ کا پرچار شروع کر دیا اور اپنی تمام تر تفسیر اور تفہیم میں قرآن پاک کے معنی سے ہٹ کر اپنی وضاحتیں پیش کر دیں۔ یہ تفسیر نہیں بلکہ اپنے نفس کی تشہیر ہے۔ جاننا چاہیے کہ قرآن پاک کی تفسیر کرنا انتہائی نازک کام ہے اور وہی کرے جو اس بات کا حقدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی سے بھی آگاہ ہو۔ ورنہ غلط تفسیر سے وہ اپنا سب کچھ بھی تباہ کر سکتا ہے

افسوس کہ موجودہ زمانہ کے بعض نام نہاد مفسرین ایسے ہیں کہ ان لوگوں کو نہ تاریخ عالم کی شد و بد ہے نہ وہ تخلیق کائنات کی سائنسی اور روحانی پہلوؤں سے آگاہ ہیں۔ نہ غیروں کے نظریات یا فلسفہ حیات پر عبور رکھتے ہیں۔ نہ اسلامی فلسفہ حیات پر ان کو عبور ہے۔ نہ صاحب قرآن ؐ کے مقام کو صحیح طور سے سمجھتے ہیں بس اپنی "علمیت" کے زعم میں اللہ سے بے خوف قرآن حکیم کو اپنے خیالات کا ہدف بنا کر پیش کر دیتے ہیں

marfat.com

اس طرح کے علمی متکبر اکثر صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بغض رکھتے ہیں اور آپ کی سیرت طیبہ کو تفسیر میں نظرانداز کر دیتے ہیں۔

قارئین کرام! ہمیں خود بھی اس ضمن میں کوئی دعویٰ نہیں۔ ہمارا مقصد قرآن الحکیم اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھنا ہے تاکہ کسی حد تک تو اغیار، منافقین اور اپنے ناسمجھ دوستوں کے پھیلائے ہوئے اندھیرے کم ہوں اور مسلمان ایک عشق و مستی کی قلبی فضا میں صراط مستقیم پر گامزن آگے بڑھتا جائے۔

قارئین اپنے لیے اور آپ سب کے لیے عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ اور ہم سب کو کلام اللہ کے ذکر العالمین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام رحمت العالمین کے سائے میں رکھے۔ دین و دنیا کی حفاظت فرمائے اور موت کے ساتھ ہی نفس مطمئنہ کا اعجاز بخشے اور ارشاد ہو۔

"خوش آمدید اے نفس مطمئنہ۔ تو ہم سے راضی ہم تم سے راضی۔
میرے پیارے بندوں کی جماعت میں داخل ہو جاؤ میری خاص جنت
تمہاری منتظر ہے۔ داخل ہو جاؤ۔"

يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾
ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾
وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

(سورۃ فجر آیات مبارکہ ۲۷۔۳۰)

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱۔ اللہ تعالیٰ کا پیغمبروں سے عہد لینا

اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں
تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمہارے پاس
کوئی رسول آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرے تو
تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد
کرنا ہوگی اور (عہد لینے کے بعد) پوچھا کہ بھلا تم نے
اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن
ٹھہرایا) انہوں نے کہا (ہاں) ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا کہ
تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

(۳ : ۸۱)

۱۔ اخذ اللّٰہ المیثاق من النبیین

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ
لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ
ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ
لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ
لَتَنْصُرُنَّهٗ ۭ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ
اَخَذْتُمْ عَلٰي ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ۭ قَالُوْٓا
اَقْرَرْنَا ۭ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ
مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝

(۳ : ۸۱)

اور ہم نے (اے محمدؐ) تم کو صرف خوشی اور عذاب کی خبر سنانے کو بھیجا ہے

(۲۵ : ۵۶)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

(۲۵ : ۵۶)

اور ہم نے جو پیغمبر بھیجا ہے اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے
فرمان کے مطابق اس کا حکم مانا جائے .....

(۴ : ۶۴)

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ
بِاِذْنِ اللّٰهِ ....

(۴ : ۶۴)

marfat.com

قرآن کریم سے فائدہ کے لیے مطلوبہ شرائط

2.1 تمہید

قرآن حکیم کے مقام کو وہی سمجھے گا جو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا ہے متقی ہے اور کائنات میں اپنے مقام کو سمجھتا ہے۔ اگر انسان میں یہ صفات ہیں، تو اسے پھر پتہ چلے گا کہ وہ اپنی ہستی کے سفر میں کس قدر قرآن پاک کا محتاج ہے۔ یہ کتاب انسان کی دنیا و آخرت میں رہنمائی کے لیے ہے۔ لیکن اس سے رہنمائی وہی حاصل کر سکتا ہے جو اسلام کی بنیادی باتوں پر عمل کرتا ہو۔ یعنی مقام تقویٰ تک پہنچ چکا ہو یعنی متقی ہوئے بغیر قرآن پاک سے انسان فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے پری انجنیئرنگ کے بغیر طالب علم انجنیئرنگ کالجوں سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ یہ بات سورۃ بقرۃ کی پہلی چند آیات ہی میں واضح کر دی گئی ہے۔ اگرچہ قرآن حکیم کے منبع ہدائت ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن اس سے فائدہ وہی اٹھا سکتا ہے جو متقین کے مقام پر فائز ہو اور وہاں متقین کی خصوصیات بھی بیان کر دی گئی ہیں۔ یعنی ایمان بالغیب۔ قیام صلاۃ۔ اللہ کی راہ میں جان و مال کا خرچ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ایمان اور آپؐ سے پہلے بھیجے ہوئے رسولوں اور نبیوں پر ایمان اور آخرت پر پختہ یقین۔ ان خصوصیات کے ساتھ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف رجوع کرتا ہے تو پھر یہ کتاب اس کا ہاتھ پکڑ کر روحانی بلندیوں پر پہنچا دیتی ہے۔ جن میں فلاح اور ہمیشہ کی کامیابی ہے۔

marfat.com

2.2 اللہ تعالیٰ پر ایمان

لیکن کون کس بلندی پر فائز ہو گا اس کا انحصار انسان کے اپنے رب پر یقین کے معیار سے ہے۔ یعنی ہمارے قلوب میں اس کی کیسی قدر ہے۔ ہم اسے کیا اور کیسے سمجھتے ہیں۔ اس لیے قرآن حکیم کی ہر آیت مبارکہ انسان کی خالق کی طرف توجہ مبذول کرتی ہے۔

یہ کہ اللہ تعالیٰ ایک فعال ہستی ہے، جو کائنات کے پورے نظام کا خالق ۔ مالک اور منتظم ہے۔ کائنات کی تخلیق کوئی کھیل تماشہ نہیں بلکہ ایک نہایت بامقصد تخلیق ہے اور اس ڈیزائن میں انسان اعلیٰ ترین منظر ہے اور کائنات کا مرکز ہے۔ لہذا وہ کوئی بے وقعت حادثہ نہیں ۔ بلکہ انسان کائنات سے بھی زیادہ پائیدار ایک زندہ حقیقت ہے۔ انسان کے اس مقام کا تقاضا یہ ہے، کہ وہ دل وجان سے اپنے رب کی تسبیح کرتا رہے اور اس کی ایسے قدر کرے جس کا وہ حقدار ہے۔

مثلاً دل وجان سے مان لے اور خوب پہچان لے ، اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ذرے ذرے کو محیط کیا ہوا ہے۔

- وہ علیم اس قدر ہے کہ ہر چیز کا ماضی حال اور مستقبل اس کے سامنے ہے۔
- قدرت اس کی یہ ہے، کہ اس کے سوا کوئی طاقت اور قوت نہیں۔
- وہ خالق اس طرح کا ہے، کہ ساری کی ساری کائنات اس کے "کن" یعنی "ہو جا" کے اشارے پر معرض وجود میں آ گئی۔
- اپنی مخلوقات سے اس کا پیار اس قدر ہے کہ ماں کا پیار اس کے سامنے بے حقیقت ہے۔
- وہ رحیم وکریم ایسا کہ اپنے باغیوں کی بھی برابر پرورش کرتا ہے۔
- حساب دان اس قدر کہ پوری کائنات کی حقیقت کا حساب لگانے کے لیے کسی

marfat.com

چیز کا محتاج نہیں۔

- صابر اس قدر کہ شیطان جیسے باغی کو بھی پوری مہلت دیتا ہے۔
- جابر اس قدر کہ اس کے سامنے کسی کی کوئی سفارش کام نہیں کرتی۔
- وسیع اس قدر کہ زمان و مکان اس سے ہیں اور وہ ان کا محتاج نہیں۔
- اس کی عظمت کا یہ حال ہے کہ کائنات جس کی وسعت انسان کے وجدان سے بھی بالاتر ہے اس کی مٹھی میں ہے۔
- اس کے کرم کا یہ حال ہے کہ بنی آدم کو مکرم کائنات بنا دیا۔
- حلیم اس قدر ہے کہ انسان کو جب نیک اعمال کا مشورہ دیتا ہے تو کہتا ہے یہ تم مجھے قرض دے رہے ہو۔
- وہ رب ایسا کہ ذرہ ذرہ، نیک و بد، اچھے برے، زمین پر ہوں یا آسماں میں سب کی مسلسل پرورش کرتا ہے۔
- معاف کرنے والا ایسا کہ باغی سے باغی جب شرمسار ہو کر ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو وہ دس قدم آگے بڑھ کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے
- قربت ایسی کہ شاہ رگ سے قریب تر ہے۔
- زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مومن کے دل میں سما جاتا ہے۔
- محبت ایسی کہ مخلوق اس کا کنبہ ہے۔
- انصاف ایسا کہ زمین و آسمان اس کے سامنے آنے سے کانپتے ہیں۔
- ہستی ایسی کہ وہ سب کو دیکھتا ہے لیکن ہماری آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔

وہی اللہ ہے۔ واحد یکتا۔ اپنی مخلوق سے بے نیاز، ہر نقص سے پاک۔ اٹل اور مکمل۔ نہ وہ پیدا کیا گیا نہ اس نے اپنی ذات سے کسی کو پیدا کیا۔ وہ لاشریک ہے۔ زمان و مکان سے بالاتر۔ جس کا کوئی ہم عصر نہیں۔ وہ بے مثال ہے۔ الفاظ جس کی

marfat.com

شان کو بیان نہیں کر سکتے لیکن ذرہ ذرہ اس کی پہچان ہے۔نغمہ نغمہ اس کی آواز ہے۔وہ بہترین ساتھی اور لازوال دوست ہے۔نور ہی نور ہے۔ان دلوں میں جلوہ گر ہو جاتا ہے جو اس کا شوق کرتے ہیں۔وہ ہادی ہے جس کا ہاتھ پکڑتا ہے اسے اپنے راستہ پر لے آتا ہے۔

2.3 ایمان اور قرآن

وہ سب سے بڑا محسن ہے اور انسان پر اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ قرآن پاک کے ذریعہ وہ اس سے باتیں کرتا ہے جیسے سورۃ الرحمن میں فرمایا۔

الرحمن

علم القرآن

خلق الانسان

علم البیان

اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمیں جو " بیان " کی نعمت عطا فرمائی ہے جس کے ذریعہ ہم اپنے مدعا کا اظہار کرتے ہیں اور جس سے تمام حیوانی انواع پر ہمیں فضیلت حاصل ہو گئی۔ اس نعمت کے شکر کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارا بیان قرآن کریم کے ساتھ ہو اور زبان اس کے کلام سے تر رہے۔اور آنکھیں اس کے دیدار سے تازہ ہوتی رہیں۔اس لیے کہ

قرآن اس کا ذکر ہے

اس کا امر ہے

اس کا کلام ہے

اس کے نور کا ایک حصہ ہے

دنیا جہان کے لیے ہدایت ہے

بجز قرآن پاک کی رہنمائی دنیا و آخرت کی کامیابی ناممکن ہے۔

marfat.com

2.4 مقام انسانیت

قرآن حکیم کی ہدایت ان کے لیے بہت آسان ہے جو کائنات میں انسان کے مقام سے آگاہ ہیں۔ کائنات میں اللہ تبارک تعالیٰ کی تخلیقات کا حساب ناممکن ہے۔ جدید سائنس کے مطابق صرف زمین پر پیدا ہونے والی مخلوق کی انواع کا شمار اربوں میں کیا جا رہا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی فضیلت حاصل ہے۔ تمام کی درجہ بندی ہے۔ اور درجہ درجہ ہر ایک کا مقام ہے۔ قرآن حکیم میں درجہ درجہ فضیلت کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم — ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی
(سورۃ البقرۃ۔ آیت مبارکہ ۲۵۳)

⑲ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ — تم درجہ درجہ آگے بڑھو۔
(سورۃ انشقاق۔ آیت مبارکہ ۱۹)

تمام مخلوق میں انسان اعلیٰ ترین درجہ پر فائز ہے اور جیسے کہ حکم ہے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کائنات میں اسے بزرگی عطا فرمائی ہے۔ فرمایا

⑩ • وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ ءَادَمَ — یعنی ہم نے بنی آدم کو مکرم بنا دیا ہے
(سورۃ بنی اسرائیل۔ آیت مبارکہ ۷۰)

اس تکریم کا ایک اظہار انسان کا اپنا منفرد ڈیزائن ہے جو کائنات میں بہترین ہے جس کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔

④ لَقَدْ خَلَقْنَا ٱلْإِنسَٰنَ فِيٓ أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ — ہم نے انسان کو بہترین صورت پر بنایا
(سورۃ التین۔ آیت مبارکہ ۴)

marfat.com

انسان کی پوری تاریخ اور سائنس اور ٹیکنالوجی میں اس کی دسترس قرآن حکیم کے ان بیانات کی کھلی دلیل ہیں کہ انسان کو نہ صرف بہترین ڈیزائن کے مطابق بنایا بلکہ اس ڈیزائن کا لوہا ساری کائنات سے بھی منوایا۔ ارشاد ہے۔

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تمہارے لیے مسخر کر دیا
(سورۃ جاثیہ ۔ آیت مبارکہ ۱۳)

اللہ تبارک تعالیٰ نے تمام کائنات انسان کے سامنے مسخر کر دی ہے ۔ اس کا مرتبہ سب مخلوقات سے بالاتر ہے۔

قرآن حکیم کا ایک مقصد یہ ہے کہ انسان کائنات میں اپنے اس مقام کو نہ صرف سمجھ جائے بلکہ بڑھ کر اس کو پالے۔ یہ وہ بات ہے جس کی جھلک کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی۔ خود ساختہ عیسائی مذہب نے تو ویسے ہی آدمی کو پیدائشی گنہگار قرار دیا ہے، حالانکہ قرآن پاک کے مطابق ہر بچہ معصوم پیدا ہوتا ہے ارشاد ربانی ہے کہ یہ معاشرہ اور ماں باپ ہیں جو اسے غلط راہوں پر لگا دیتے ہیں۔ لیکن جب وہ سیدھے راستے پر آنا چاہتا ہے تو موت تک اس کے لیے ہدایت کا دروازہ کھلا ہے ۔ اس سلسلہ میں قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت مبارکہ انسان کے لیے سب سے بڑی خوشخبری ہے۔ اس میں گنہگار سے گنہگار آدمی کے لیے پیغام حیات ہے۔

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ

اے نبی پاک فرما دیجئے
کہ اے میرے بندو!
جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے
وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔
(سورۃ زمر آیت مبارکہ ۵۳)

یوں تو سارے کا سارا قرآن حکیم، انسان کے لیے عظمت کا پیغام ہے کہ وہ

marfat.com

عظیم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام تر مخلوقات میں اس کا کوئی ہمسر پیدا نہیں کیا ہے۔ اس کی ذہنی اور عقلی بلندیوں کی شاہد موجودہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی ہے لیکن اس مادی مقام سے بھی بڑا اس کا روحانی مقام ہے جس کے آگے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بھی سرنگوں کر دیا اور ابلیس کو انسان کے سامنے گستاخی کرنے کی سزا کے طور پر شیطان لعین بنا دیا گیا۔ تخلیق انسان کے متعلق قرآن حکیم کی آیات انسانیت کا اعلیٰ ترین سرمایہ حیات ہیں جن پر انسان جس قدر بھی شکر ادا کرے کم ہے۔ مثلاً سورۃ ص کی آیت مبارکہ ۷۲ میں ارشاد ربانی ہے کہ

﴿٧٢﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ
فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ

جب میں اس کا تسویہ کرلوں یعنی اس کو سنوار لوں
اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں
تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر جانا
(سورۃ ص، آیت مبارکہ ۷۲)

یہی کچھ سورۃ حجر کی آیت مبارکہ ۲۹ میں فرمایا۔ یہ نکتہ سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ انسانی نفس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی روح کو بھی پھونکا ہوا ہے۔ تب ہی وہ ہماری شہ رگ سے نزدیک ہے اور مومن کے قلب میں سما جاتا ہے۔ تو شیطان نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو وہ راندہ درگاہ بن گیا۔ مسئلہ مٹی سے تخلیق شدہ انسان کی عظمت کو سجدہ نہیں تھا بلکہ حامل قرآن کو سجدہ سے انکار کا تھا۔ وہی قرآن جس کی عظمت کی ذمہ داری اٹھانے سے زمین و آسمان نے اپنی بیچارگی کی معذرت کی لیکن انسان نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا۔ شیطان نے سجدہ نہ کر کے قرآن پاک اور صاحب قرآن دونوں سے منہ موڑ لیا اور یوں وہ راندہ درگاہ ہو گیا ورنہ مٹی کے پتلا کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ بت کو سجدہ کرنا ہر دین میں منع ہے۔

marfat.com

2.5 مقصد حیات اور قرآن حکیم

انسان کے روحانی مقام کا ادراک فی الحال سائنس کی سمجھ سے باہر ہے لیکن سائنس انسان کے بارے میں اس کے روحانی پہلو کی اب منکر بھی نہیں رہی کہ کارل ینگ جیسا مشہور سائنسدان یہ لکھتا ہے۔

"آپ مانیں یا نہ مانیں لیکن میں برملا کہتا ہوں کہ انسان میں کوئی چیز لافانی ضروری ہے جو اسے تمام دوسری مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے"

کارل ینگ جانے یا نہ جانے، انسان کے اندر وہ لاثانی چیز اس کی روح ہے جس میں قرآن کریم سمجھنے کی اہلیت ودیعت کی گئی ہے اور جو انسان کو اپنے مقصد تخلیق سے جوڑ کر رکھتی ہے اور روح کے لیے وہ مقصد اپنے رب کا قرب ہے۔اس کا اطمینان اسی قرب میں ہے۔

جو لوگ انسان کو بے مقصد سمجھتے ہیں ان کو چاہیے کہ سوچیں کہ اس قدر عظمت والی۔اس قدر فہم وادراک رکھنے والی۔اپنی عقل کے زور پر اس قدر طاقتور اور پہنچ والی اور اس قدر روحانی قوتوں والی مخلوق اپنی تخلیق میں کیسے بے مقصد ہو گی

جس قدر ہمیں اپنے مقصد حیات کی زیادہ طلب ہو گی اسی قدر ہم قرآن حکیم کی رہنمائی سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے قابل ہوں گے۔

سوچنا چاہیے کہ انسان کا اپنا کوئی بھی کام اچھا یا برا، چھوٹا یا بڑا بلا مقصد نہیں ہوتا۔تو پھر اس کے خالق کا شاہکار کیسے بے مقصد کھیل تماشہ ہو گا۔انسان کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ بے مقصد حیوان کی طرح پیدا ہوا، کھایا پیا اور پھر مر گیا انسانیت کی توہین ہے۔بلکہ یہ ایک انتہائی مایوس کن گرا ہوا قنوطی نظریہ ہے جسے انسان تو کیا حیوان بھی اپنے لیے برداشت نہیں کریں گے۔اگر انسان بے معنی مخلوق ہے، تو

marfat.com

کائنات کی پیدائش میں کسی جگہ بھی کوئی معنی نہیں ہو سکتا۔ اگر انسان کی تخلیق فضول ہے تو ساری کائنات کی تخلیق فضول ہے۔ اسی بات کو سوچتے ہوئے مشہور ہیئت دان جیمز ٹرائفل اپنی کتاب میں لکھتا ہے:۔

"افسوس کہ اگر کروڑوں اربوں سالوں کے بعد بھی کائنات ختم ہونے والی ہے جب کوئی زندگی نہ ہوگی۔ کوئی فہم وادراک نہ ہوگا۔ انسانیت کی جدوجہد کی یادیں نہ رہیں گی تو پھر اس زندگی اور اس سارے جہاں کے ہونے یا نہ ہونے میں کیا مزہ رہ جاتا ہے"

جیمز ٹرائفل کی اس مایوسی کی وجہ بھی یہی ہے کہ ابھی تک سائنس قرآن حکیم کے حیات بخش پیغام سے واقف نہیں جو بار بار انسان کو اس بات کا یقین دلاتا ہے کہ نہ کائنات اور نہ اس میں انسان بے مقصد کھیل تماشہ ہیں بلکہ اس کارخانہ قدرت میں ہر چیز کی تخلیق کے پیچھے ایک مقصد کارفرما ہے۔ یہ اور بات ہے اور انسانی نفس شیطان کے چنگل میں پھنس کر زندگی کو کھیل تماشہ سمجھ لے اور مقصد حیات کی بجائے سراب کے پیچھے بھاگتا ہے

ارشاد ربانی ہے

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

کہ میں نے یہ سب کچھ یونہی باطل طور پر پیدا نہیں کیا
(سورۃ آل عمران، آیت مبارکہ ۱۹۱)

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ﴿۲۷﴾

اور میں نے یہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے بیچ ہے باطل طور پر تخلیق نہیں کیا
(سورۃ ص، آیت مبارکہ ۲۷)

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ﴿۳﴾

اور میں نے یہ تمام آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ ہے۔ حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور ایک میعاد مقرر کر دی ہے۔
(سورۃ الاحقاف، آیت مبارکہ ۳)

marfat.com

2.6 قرآن پاک اور انسان

انسان کو اپنے اور کائنات کی تخلیق کے مقصد سے آگاہی کہاں اور کیسے حاصل ہو گی؟ قرآن حکیم اس سوال کا بہترین جواب ہے۔ افسوس کہ ساری زندگی۔ انسان زندگی کے ساحل پر کھڑا سیپیوں کی تلاش میں مارا پھرتا ہے اور اپنے اندر کے سمندر میں چھپے ہوئے موتیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ حالانکہ انسانی حیات، مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کا نام ہے اور موت اسی مقصد سے غفلت، کہ انسان کائنات کا مرکز ہے اور ایک حدیث قدسی کے مطابق اللہ تعالیٰ ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ اس نے جب چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ تو اس نے اپنا عارف یعنی انسان پیدا کیا۔ خالق کی یہی پہچان اس کی مقصد تخلیق ہے اس مقصد کے حصول میں مدد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی پہلے عالم امر میں قرآن پاک کو بھیج دیا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اسے کیسے پتہ چلتا کہ اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔

یوں زندگی کی راہوں میں قرآن حکیم، انسان کے لیے سفری ہدایت نامہ (Travel guide) ہے جس کی مدد سے نہ صرف وہ اپنے ہونے کے مقصد کو پالے گا، بلکہ سرخرو ہو کر اگلی منازل میں داخل ہو سکتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے جب انسان کو زمین پر بھیجا تو ساتھ ہی اسے رہنمائی بھی عطا فرمائی کہ وہ زندگی کیسے گزارے۔ اللہ تعالیٰ نے شر اور اچھائی کو پیدا کیا تو ساتھ ہی انسان کو عقل عطا فرمائی کہ وہ ان میں تمیز کر سکے۔ لیکن جو باتیں اس کی عقل سے باہر تھیں۔ ان باتوں کو سمجھانے کے لیے اپنے بندوں ہی میں سے کچھ خاص ہستیوں کو چن لیا جو باقی لوگوں کو عالم الغیب کے رازوں سے آگاہ کریں۔ مثلاً انسان دنیا میں موجودہ زندگی کے بارے میں تو کسی حد تک عقل سے جان سکتا ہے لیکن خود اپنے بارے میں مثلاً دنیا میں یہاں آنے سے پہلے اور یہاں سے جانے کے بعد اپنی ہستی کے بارے میں عقل سے کچھ نہیں جان سکتا۔ اسی طرح

marfat.com

انسان اپنی عقل سے اپنی جسمانی ضروریات کے بارے میں تو کچھ علم حاصل کر لیتا ہے لیکن اپنی روحانی نشو و نما کے متعلق اس کا ذہن کچھ نہیں بتاتا۔یہی وجہ ہے کہ روز ازل جب اللہ تعالیٰ نے اپنی پہچان کے لیے انسانی نفوس کو پیدا کیا تو سورۃ الاعراف کی آیت مبارکہ ۱۷۲ کے مطابق ان سے اپنی پہچان کرائی، کہ کیا میں تمہارا رب نہیں بھلا وہ کیسے انکار کر سکتے تھے لہذا کسی نے پورے یقین کے ساتھ نعرہ لگایا کہ "ہاں" اور کسی نے دبی آواز میں کہا ہاں ۔ان کی ہاں کے مطابق جب اللہ تعالیٰ جنت میں ان کے مقامات کا تعین کرنے لگے تو انسان جو جھگڑالو تو ہے ہی ایک دوسرے کے ساتھ مسابقت میں جھگڑنے لگے ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حجت کی خاطر فرمایا کہ تم اب فرداً فرداً زمین پر بھیجے جاؤ گے تا کہ اپنے دعویٰ کو ثابت کر کے دکھاؤ۔چنانچہ زندگی کا یہ مختصر وقفہ الست بربکم کی دوبارہ تصدیق کا موقع ہے۔قرآن حکیم اور اس سے پہلے تمام آسمانی کتابیں انسان کی رہنمائی کے لیے ہیں تا کہ اب اس کے سامنے کوئی بہانہ بنانے کا جواز باقی نہ رہ جائے۔سورۃ الحجر کی آیت مبارکہ ۲۹ کے مطابق اور سورۃ ص کی آیت مبارکہ ۷۲ کے مطابق اللہ تعالیٰ انسان میں اپنی روح سے بھی کچھ پھونک دیتا ہے جو ہر قدم پر انسان کی صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور سورۃ الرحمن میں قرآن پاک کے علم کو انسان کی خلق سے پہلے ارشاد فرمایا اس لیے کہ قرآن انسانی روح کی غذا اور پرورش کا ذریعہ ہے اور ہمارے رب کی یہ شان ہے کہ وہ پیدا ہونے والے کی پیدائش سے لے کر اس کی پرورش کا انتظام کرتا ہے۔

2.7 خالق کی پہچان اور اس سے تعلق

اپنے خالق کی پہچان اور اس سے تعلق قرآن حکیم کا مرکزی موضوع ہے۔جیسے پہلے بھی کہا گیا ہے دراصل یہی مقصد تخلیق کائنات ہے، کہ کائنات میں غور کرنے سے

marfat.com

اسے یہ بات تو آسانی سے سمجھ آتی ہے کہ ضرور کوئی نہ کوئی اس کا خالق ہو گا لیکن اپنے خالق کا قرب کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے، یہ بات انسانی عقل کی رسائی سے باہر ہے

عقل کی مدد سے انسان زیادہ چیزوں پر قابو حاصل کر لیتا ہے۔ رزق کما لیتا ہے۔اپنے ہی جیسے دیگر انسانوں کو غلام بنالیتا ہے۔اپنے زعم کے مطابق وہ کامیابی کے بہت سے زینے بھی طے کر لیتا ہے لیکن اپنی زمینی حیات کے بعد آنے والے ادوار میں کامیاب زندگی کیسے حاصل ہو گی، عقل اس سوال کا جواب نہیں دیتی۔ بلکہ دنیا میں عقل کی حاصل کردہ کامیابی اکثر کسی دوسرے انسان کو ناکام بنانے میں ہے۔ اور یہ کامیابی بھی اپنی نوعیت میں عموماً عارضی ہوتی ہے جلد ہی اس سے آدمی کا جی بھر جاتا ہے اور وہ کسی اور آماجگاہ کا رخ کرتا ہے۔ایسے بھی ہوتا ہے کہ انسان جس چیز کو پہلے اپنی کامیابی سمجھتا تھا بعد میں وہی چیز اس کو ناکامی نظر آتی ہے۔اس لئے اصل دائمی کامیابی کیا ہے اور کیسے حاصل کی جا سکتی ہے، انسانی ذہن اب تک اس سوال کا حل نہیں تلاش کر سکا۔

الغرض عقل سے انسان کائنات کی حقیقت کو تھوڑا بہت تو سمجھ سکتا ہے۔ کسی قدر اس پر قابو بھی پا سکتا ہے لیکن وہ اپنی حقیقت۔اپنے خالق سے تعلق اور زمان و مکان میں اپنے سفر کو نہیں سمجھ سکتا۔اس کے لیے ایک اور علم ہے جسے وحی کہا جاتا ہے۔ یہ علم خالق اپنے مخصوص بندوں کو عطا کرتا ہے اور اپنے انہی برگزیدہ بندوں کی ڈیوٹی لگاتا ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کے لیے یہ راز کھول کر رکھ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں پیغمبروں کی آمد کو ہمارے لیے یاددہانی کا نام بھی دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر علیہ السلام ہمیں یاد کراتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ دنیا کا کوئی خطہ اور کوئی قوم ایسی نہیں جس کی طرف اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی یاد دھانی نہ بھیجی ہو۔ اور سب سے آخر میں سب سے عالی شان ذی مرتبت ذات پاک

marfat.com

صاحب قرآن بن کر تشریف لائے جنہوں نے تا قیامت انسانیت کے لیے ہدایت کا سرچشمہ کھول کر رکھ دیا۔اب انسان ان باتوں کو مانے یا نہ مانے اس کو فیصلہ کے لیے مجبور نہیں کیا گیا اور یہی اس کا امتحان ہے۔

ایک طرف اللہ تعالیٰ نے ہمارے بیچ اپنی روح پھونکی جو ہمیں نیک اعمال کی ترغیب دیتا ہے۔ دوسری طرف شیطان ہے جو غلط راستے پر لگاتا ہے۔ روح اور شیطان کے درمیان اس کشمکش میں اگر ہماری عقل رنگ وبو کی دنیا ہی کے پیچھے لگی رہی، تو ناکام ہو گئے۔اگر اس نے وحی کے رموز کو سمجھا اور اپنے آپ کو اس کے سانچے میں ڈھال لیا، تو انسان کو وہ روشنی مل جاتی ہے جس سے آئندہ درپیش سفر میں بھٹکنے سے وہ بچ سکتا ہے اور اپنے رب کی طرف مراجعت کے اعلیٰ مقامات کو پالیتا ہے۔

وحی کا یہ علم حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کیا گیا، تاکہ ایک دفعہ پانے کے بعد جنت جو اس نے کھو دی تھی، اس کی اولاد دوبارہ اس کی حقدار بن سکے۔ جیسے پہلے بھی کہا گیا ہے رب العالمین کا یہ کرم اور احسان عظیم ہے، کہ وہ ہر دور میں اپنے پیغمبر علیہ السلام بھیجتا رہا، جو انسانوں کو نہ صرف اس جنت کی یاد دھانی کراتے رہے بلکہ وہاں تک کیسے پہنچنا ہے اس کے اصول و طریقے بھی بتاتے رہے۔انسانیت کے ان عظیم محسنوں کی صحیح تعداد تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے لیکن سب سے آخر میں آنے والے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ مجھ سے پہلے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار میرے بھائی آچکے ہیں اور ہم سب کی فکر ایک ہی ہے کہ ارضی حیات میں الجھ کر انسان کہیں اپنے خالق کو نہ بھول جائے۔اپنے مقام سے گر کر ابدی جنت سے محروم نہ ہو جائے۔شیطان کے جھانسے میں آکر جہنم کے سپرد نہ ہو جائے۔یوں انسانیت کی سب سے بڑی خدمت اس کو دوزخ کی آگ سے بچانا ہے اور یہ قرآن حکیم کا دوسرا بڑا موضوع ہے۔

marfat.com

2.8 وحی کا ارتقاء اور صاحب قرآنؐ کی بعثت

شروع شروع میں دنیا میں بہت تھوڑے انسان تھے۔ آہستہ آہستہ ایک سے دو۔ دو سے چار۔ چار سے آٹھ ہوتے گئے۔ یوں یہ سلسلہ چلتا رہا۔ لیکن ایک لمبا عرصہ تک انسانی آبادی بڑھنے کی شرح بہت کم رہی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت تک سائنسی حساب اور تاریخی شواہد کے مطابق زمین پر صرف تین کروڑ انسان بستے تھے۔ اس کے دو ہزار سال بعد آج انسانی آبادی پانچ ہزار کروڑ افراد پر مشتمل ہے اور اگلے پچاس ساٹھ سالوں میں دس ہزار کروڑ ہونے کا امکان ہے۔ نبیوں کے سردار حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب نبیوں کے بعد آخر میں دائمی معجزہ قرآن الحکیم کے ساتھ تشریف لانے میں شاید یہی حکمت تھی۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ زمین پر اولین زمانہ انسان کے لیے نہایت دشوار تھا۔ نہ صرف یہ کہ زمین اس کے لیے اجنبی تھی بلکہ یہاں پہلے سے آباد کروڑوں طرح کے خونخوار وحشی جانور اس نئے "مہمان" کو ختم کرنے کے درپے تھے۔ اس دور میں انسان کا سب سے بڑا مسئلہ بقا (Survival) تھا۔ یوں ابتدائی دور کا انسان سہما سہما ڈرا ڈرا ہوا تھا۔ ماحول کے خطرات کے پیش نظر آپس میں مل جل کر اچھی طرح رہنا اس کی ضرورت تھی۔ اس لیے حقوق العباد کے متعلق انسانوں کو زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی۔ البتہ انسان کا سب سے بڑا خطرہ اس کے دل کا خوف تھا۔ اپنے سے جو چیز بھی زیادہ طاقتور دیکھتا خوف سے اس کے سامنے جھک جاتا۔ اس کو کہتا کہ تو ہی میرا رب ہے۔ مجھے کچھ نہ کہنا۔ یہی اس کا بڑا گناہ تھا۔ آج بھی معمولی ذہن کے لوگوں کی سب سے بڑی یہی غلطی ہے کہ رب العزت کے علاوہ بھی انہوں نے بے شمار "خدا" بنائے ہوئے ہیں۔ اس لیے ابتدائی دور کے انسان کی طرف جو وحی آئی اس کا زیادہ تر مقصد انسان کو دیگر مخلوقات کے خوف سے رہائی دینا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بڑائی بتانا مقصود تھا۔

marfat.com

خوف میں اس قدر وحشت ہے، کہ اس سے نجات کے لیے آدمی اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے۔ وہ خود ساختہ خداؤں کے قدموں میں اپنے بچوں کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ انسان ایسے ہی خوف کا شکار تھا۔ اس لیے آپ کی ابتدائی تعلیم کا اہم ترین نکتہ یہ تھا، کہ ہماری عبادت اطاعت گزاری اور قربانی کا مقصد صرف اور صرف رب العالمین ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور کے بعد بھی ایک عرصہ تک انسان کے حالات یونہی رہے باوجود یہ کہ صدیاں گذر گئیں انسان کی ضروریات اس کی رہن سہن اور مسائل میں کوئی بڑی انقلابی تبدیلی نہ آئی۔ لہذا ہزروں سال تک وحی الہی تقریباً یکساں تھی۔

آپ کے تقریباً پندرہ سو سال بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ اس وقت بادشاہت کا رواج عام ہو چکا تھا اور لوگوں نے انہی بادشاہوں کو اپنا خدا بنا لیا تھا۔ اور ان بادشاہوں نے انسانوں کو اپنا غلام بنالیا تھا اس لیے اب وحی کا بھی انداز بدلا بدلا نظر آتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی کا مقصد انسانوں کو انسان کی غلامی سے نکال کر صرف اور صرف رب العزت کی غلامی میں لانا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت مذہبی پیشوا ازخود "خدا" بن چکے تھے چنانچہ آپ کی طرف وحی کا بڑا مقصد انسان کو ان جھوٹے خداؤں سے آزادی دلا کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا تھا۔ کچھ ایسا ہی دیگر مذاہب عالم کا حال تھا۔ اگرچہ ان سب کے مقاصد محدود تھے لیکن پھر بھی انسان کی ترقی کے مطابق وحی یعنی آسمانی ہدائت کا ارتقا جاری رہا۔

2.9 قرآن اور صاحب قرآنؐ

یوں انسانی معاشرت اور ان کی روحانی ضروریات کے مطابق وحی کا تسلسل

marfat.com

سے ارتقاء ہوتا رہا اور اس عمل میں ہر ایک خطہ اور قوم کی طرف متواتر اللہ تبارک و تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہزاروں سال تک آتے رہے۔ اور جو کچھ ان کے ذمہ لگایا گیا ان مسائل کی اصلاح کے لیے انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں لیکن ان سب کی ذمہ داری اپنے وقت اور علاقہ تک محدود تھی۔ تکمیل انسانیت اور تکمیل وحی کے لیے ان میں سے ہر ایک کی نگاہ مستقبل پر تھی وہ منتظر تھے اس عظیم ہستیؐ کے۔ جس نے سب کے بعد میں آنا تھا۔ اور قیامت تک تمام مسائل کا حل اللہ تعالیٰ نے جنؐ پر نازل فرما دینا تھا۔ مذاہب عالم کی الہامی کتابیں اگرچہ اب انتہائی تحریف شدہ ہیں لیکن کسی نہ کسی شکل میں وہ آج بھی نبی آخر الزمانؐ کی آمد کی گواہی دیتی ہیں حتیٰ کے ہندوؤں کے "پورنوں" میں بھی لکھا ہوا ہے۔

"ایک غیر ملکی روحانی بادشاہ اور استاد اپنے حواریوں کے ساتھ ظاہر ہو گا۔ اس کا نام احمدؐ ہو گا"

حوالہ۔ بھاونتیا پورنا۔ پرو ۳۔ کھنڈ ۳۔ ادھیا ۳۔ شلوک ۸۔ ۵

یہی گواہی اتھرنا ویدا کنڈا ۲۰۔ تکتا ۱۲۷۔ مارتھا ۳-۱ میں بھی موجود ہے۔ لکھا ہے۔

"اے لوگو! جب وہ آئے گا تو اسے بغور سننا۔ وہ بے انتہا تعریف کیا گیا (محمدؐ) ہے" "وہ جہان کے لوگوں کے لیے اٹھے گا"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی۔ جو آج بھی تورات میں موجود ہے۔ کہا۔

"تمہارا مالک تمہارا خدا۔ میری مانند ہی تمہارے بھائیوں کی نسل (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل یعنی قریش) میں سے ایک جلیل

marfat.com

الشان پیغمبر اٹھائے گا"

حوالہ ۔۔۔۔پیوٹرانومی ۱۸۔آیت ۱۹۔۱۵)

(Pentronomy X VIII 15 - 19)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

"اے لوگو سن لو! جب وہ سچی روح (الصادق) تشریف لائے گی ۔وہ تمہاری سچائی کی طرف رہنمائی کرے گا ۔وہ اپنے طرف سے کچھ نہیں بولے گا۔جو اس پر نازل ہوگا وہ وہی کہے گا۔۔۔۔"

حوالہ جان ۱۶۔۱۳

(Jhon XVI. 13)

ایک اور موقع پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یوں خوشخبری دی ۔

"میں صرف اسرائیل کی بھیڑوں کی طرف آیا ہوں تاکہ ان کو رہائی دلاؤں لیکن یاد رکھو میرے بعد مسیحا آئے گا۔جو خدا کی طرف سے تمام دنیا کے لیے آئے گا۔اسی کی خاطر خدا نے یہ دنیا بنائی ہے ۔"

حوالہ جات باب ۸۲۔برناباس کی انجیل

Chapter 8. The Corpel St. Barnabas

۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ۶۷ سال بعد سینٹ پال نے کوری نیثین کو ایک تبلیغی مراسلہ بھیجا۔جس کی نقل امریکہ سے چھپنے والی کتاب "سو بڑے خطوط" میں دی گئی ہے اور اب اس کتاب کا چینی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے ۔یہ خط پڑھنے کے قابل ہے اور جو کچھ نبی آخرالزمان محسن اعظم کی شان میں لکھا گیا ہے اس سے ظاہر

marfat.com

ہوتا ہے کہ ابتدائی دور کے عیسائی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑی محبت سے انتظار کرتے تھے۔لکھا ہے۔

یاد رکھو۔ نیکی کبھی ضائع نہیں ہوتی لیکن پیشگوئیاں ناکام ہو جائیں گی زبانیں بھول جائیں گی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بولی ناپید ہے)۔ علم ختم ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا علم ادھورا ہے۔ ہماری پیشگوئیاں غیر یقینی ہیں لیکن سن لو جب وہ مکمل ہستی تشریف لائے گی اس وقت غیر مکمل دین ختم ہو جائیں گے۔ (یعنی حضور پاکؐ سورۃ مائدہ کی آیت مبارکہ ۳ کے مطابق "اکملت لکم دینکم" کے لیے تشریف لائے۔(انگلش سے اردو ترجمہ)

CC. Huang : 100 World,s Great Letters, English - Chinese eddition Pub. Beijing. China 1987.

قرآن حکیم کے سچ اور حق ہونے کا یہی ثبوت کافی ہے کہ الصادق اور الامین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔دوست اور دشمن آج چودہ سو سال سے گواہی دیتے آرہے ہیں کہ تاریخ عالم نے آپؐ سے بڑا کوئی دوسرا سچا آدمی نہیں دیکھا جس شخص نے انسان کے بارے کبھی جھوٹ نہ بولا ہو وہ بھلا رب العالمین پر کیسے جھوٹ بول سکتا تھا۔

مکہ مکرمہ میں جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دین کا اعلان کیا تو دوست دشمن بن گئے۔آپؐ پر طرح طرح کے الزام لگاتے۔ کوئی آپؐ کو ساحر یعنی جادوگر کہتا کہ اپنے کلام کی تاثیر سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہے اور بھائی کو بھائی سے جدا کر دیتا ہے۔ کوئی آپؐ کو جنات کے زیر اثر کہتا، کہ یہ جنات کی سکھائی ہوئی

marfat.com

باتیں دھراتا ہے ۔ کسی نے مجنوں یعنی آپ ﷺ پر پاگل پن کے دورے پڑنے کا الزام لگایا (نعوذ باللہ) آپؐ جب بازاروں میں تشریف لاتے تو کفار اپنے جوان بچوں اور غلاموں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیتے کہ شور مچائیں، برا بھلا کہیں اور آپؐ کو تبلیغ سے روک دیں ۔ مکہ والوں کی کانفرنسیں ہوتیں. مشورے کے لیے مکہ مکرمہ سے باہر دوسرے قبائل کے دانشوروں کو بھی بلاتے کہ اس عظیم ہستیؐ کے خلاف کوئی ایسی بات لائی جائے جس پر لوگ یقین کر لیں اس پر انہوں نے بہت کچھ سوچا، بہت کچھ کہا۔ سب سے آسان بات یہ تھی کہ وہ آپؐ پر جھوٹے ہونے کا الزام لگاتے. لیکن دشمنوں کا سرغنہ ابو جہل جس کا اصلی نام عمرو بن ہشام ہے بھی برملا بول اٹھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپؐ جھوٹ نہیں بول رہے لیکن میں کیسے مان لوں کہ ہمیں چھوڑ کر اللہ تعالیٰ نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنا رسول مقرر کیا ہے ۔

ابو جہل ہی کی طرح ساڑھے تیرہ سو سال بعد متعصب عیسائی پادری ڈبلیو منٹگمری واٹ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر کئی متعصبانہ مضامین اور کتابیں لکھیں ۔ کہتا ہے ۔

"نہ صرف یہ کہ ہمیں (عیسائی پادریوں اور عیسائی دنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایمانداری اور مقصد کی صداقت کو تسلیم کرنا پڑے گا. بلکہ ہمارے سلف نے آپ جنابؐ کے خلاف جو ہرزہ سرائی کی ہے اس گناہ کو بھی دھونا پڑے گا"

ہندو پروفیسر کرشنا راؤ جنہوں نے آپؐ کی سیرت پر کتاب لکھی ہے ۔ مسلمان نہ ہونے کے باوجود لکھتے ہیں ۔

marfat.com

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف انیسویں صدی کے آغاز میں یورپ میں جو لکھا گیا، جدید تحقیقات کی روشنی میں اس سب کو ہمیں اب محض ادبی خامہ سرائی سمجھنا پڑے گا"

فرانسیسی مفکر آندرے ا۔Adndrae اپنی کتاب محمدؐ کے صفحہ ۲۴۷ پر جو ۱۹۳۶ میں لندن میں چھپی تھی، کہنے پر مجبور ہے۔

"ہم انہیں شاعر یا پیغمبر کچھ بھی کہہ لیں۔ لیکن اس میں کچھ شک معلوم نہیں ہوتا کہ آنجنابؐ کے الفاظ (قرآن) کسی عام آدمی کے الفاظ نہیں انؐ کا منبع کائنات کی اصلیت سے ہے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا وہ ذات گرامی ساری عمر حقیقت کے ساتھ رہی"

مشہور فرانسیسی تاریخ دان اپنی کتاب "ترکوں کی تاریخ۔ جلد ۱۱ میں رقم طراز ہے۔

"۔۔۔۔۔ انسانیت کے جس معیار سے بھی آپؐ کو دیکھا جائے۔ عقل حیران وپریشان سوال کرتی ہے کہ تاریخ عالم میں کیا انؐ سا کوئی دوسرا بھی ہے۔۔۔۔۔"

Lamaratine. Histarlre De La Turqui. Pub 1854. Volume II Pages 267-277

کٹر دشمنوں کے درمیان اتنے بڑے شخصی امتحان میں کسی اور شخصیت کی مثال نہیں ملتی۔ لیکن آپؐ کی سچائی، صداقت، امانت اور عظمت کی بلندیوں کا یہ حال ہے کہ دشمن جن کے درمیان آپؐ نے چالیس سال دن رات گذارے۔ نہ صرف مکہ مکرمہ والے بلکہ بعد کے بھی کسی دور میں مدینہ منورہ کے یہودی ہوں یا کینہ پرور منافق آپؐ کی شخصیت اور اخلاق کے خلاف ایک انگلی بھی نہیں اٹھا سکے، چالیس سال تک جس

marfat.com

ہستی کو وہ فخر سے الصادق اور الامین کہتے رہے، اب اچانک اس پر جھوٹے ہونے کا الزام کیسے لگا سکتے تھے یعنی قرآن پاک کی سچائی کا معیار خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے۔

2.10 لازم وملزوم

قارئین کرام! اوپر اس بحث کا ایک مقصد یہ واضح کرنا بھی ہے کہ قرآن حکیم اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم لازم و ملزوم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی سمجھ کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھنا مشکل ہے اور قرآن حکیم کے بغیر سیرت طیبہ کا ادراک بھی ناممکن ہے۔ اگر واقعات کے تناظر میں دیکھا جائے تو قرآن پاک کے نزول سے پہلے حضور پاک کا ورود ہوا۔ اس لیے ہمارے خیال میں حکمت قرآن پاک کی سمجھ اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سعادت تب نصیب ہوگی۔ اگر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی اور آپؐ کی سنت طیبہ سے واقفیت ہوگی جو لوگ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ دیکھ رہے ہیں وہ اپنے آپ سے بہت بڑی زیادتی کرتے ہیں اور وہ بزعم خود علامہ حضرات جو اہل قرآن اور اہل حدیث کے نام سے فتنہ پروری کرتے ہیں۔ ان کا حال اس نابینا کا سا ہے جو ہاتھی کے پاؤں کو چھونے کے بعد ضد کر رہا تھا کہ ہاتھی مانند ستون ہوتا ہے۔ قرآن حکیم اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے ضدی لوگوں کا آخر میں نتیجہ ماسوائے ہاویہ کے اور کیا ہوگا (استغفراللہ) خوب سمجھ لینا چاہیے کہ نجات کا راستہ قرآن پاک کا راستہ ہے۔ صراط مستقیم ایک ہی ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ جس کی تصدیق سورۃ یسین میں خود خالق کائنات فرماتے ہیں۔

① یٰسٓ
② وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ
③ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ
④ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اے خیر البشر (صلی اللہ علیہ وسلم) قسم مجھے قرآن الحکیم کی تو بلاشک و شبہ مرسلین سے ہے صراط مستقیم پر۔
(سورۃ یسین، آیات مبارکہ ۱ تا ۴)

marfat.com

۲۔ قرآن انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ کا پیغام توحید ہے

یہ (قرآن) لوگوں کے نام (اللہ کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور تاکہ اہل عقل نصیحت پکڑیں

(۱۴ : ۵۲)

٤۔ يتضمن القرآن رسالة توحيد لكافة الناس

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

(۱۴ : ۵۲)

۳۱۔ اگر آزمائش مقصود نہ ہوتی تو اللہ سب کو ایک ہی شریعت پر قائم کر دیتا

اور (اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان (سب) پر شامل ہے۔ تو جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا۔ اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کیلئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا۔ مگر جو حکم اس نے تم کو دیئے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے۔ - - - -

(۵ : ۴۸)

۳۱۔ لولم يكن الابتلاء هدفا لجعل الله الناس أمة واحدة۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ - - - -

(۵ : ۴۸)

marfat.com

تیسرا باب

عظیم طاقت کے خلاف مذموم سازشیں

3.1 تمہید

قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے اور اس کی طرف سے مسلمانوں کے پاس سب سے بڑی زندہ روحانی طاقت ہے ۔ افسوس کہ بہت سے مسلمان اس بات کو نہیں سمجھتے اور قرآن کریم کی طاقت مسلسل نظرانداز کیۓ ہوۓ ہیں ۔ جب کہ ان کے دشمن اس بات کو نہ صرف سمجھتے ہیں بلکہ اسی سے زیادہ خائف ہیں ۔ مثلاً انیسویں صدی دنیا بھر میں انگلش استعمار کی تھی ۔ انگریز اس قدر وسیع سلطنت کے مالک تھے کہ ان کی حکومت پر سورج نہیں ڈوبتا تھا ۔ تین چوتھائی دنیا ان کی طاقت کے سامنے سرنگوں تھی لیکن اپنے اس انتہائی طاقت کے دور میں بھی اگر انہیں کوئی خوف تھا تو وہ قرآن پاک سے ہی تھا ۔ اس کا ثبوت اس وقت کے مشہور برطانوی وزیراعظم مسٹر گلیڈ سٹون کا وہ پیغام ہے جو انہوں نے یورپین اقوام کے نام قرآن پاک کے بارے میں دیا تھا ۔ انہوں نے کہا: ۔

"جب تک قرآن پاک موجود ہے ۔ آپ کو مشرق وسطیٰ پر غلبہ اور اقتدار حاصل نہ ہو گا ۔ یہی نہیں خود یورپ خطرے کے دہانے پر ہو گا ۔" حوالہ مقدمہ تفسیر نمونہ جلدا ۔ اردو ترجمہ شائع شدہ لاہور)

یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ ہی سے یورپ کے سیاستدان، سرمایہ دار، مفکر اور پادری حضرات

marfat.com

دن رات مسلمانوں کے دلوں میں قرآن پاک کے متعلق شک و شبہات پھیلانے میں مصروف ہیں ۔ اس سلسلہ کی مشہور مثال برطانوی جاسوس لارڈ ہمفرے کی ہے جس نے ۱۷۰۱ میں مڈل ایسٹ میں اپنا کام شروع کیا۔ اس نے عربی زبان پر عبور حاصل کیا۔ قرآن حکیم کی تفسیر سیکھی اور مسلمان علماء کے لبادہ میں قرآن حکیم کے متعلق ناسخ منسوخ ۔ دائمی اور عارضی آیات ۔ متشابہات وغیرہ جیسی فضول بحثوں میں علماء کو ڈالا اور بعض مشہور عرب علماء کو قائل کر کے توحید کے نام پر صحابہ کرام کے مزاروں کو گرانا شروع کیا اور یوں مسلمانوں میں انتشار پیدا کیا۔ دراصل ان کی نگاہ مستقبل پر ہے ۔ آج بھی وہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور قرآن کی حکمرانی کے امکان سے اتنا ہی ڈرتے ہیں جتنا آج سے تین صدیاں پہلے یوں مسلسل شیطان کے آلہ کار یورپ کی مادی تہذیب کو بچانے کے لیے قرآن پاک کی روحانی طاقت کے درپے ہیں ۔ اسی سلسلہ میں برطانوی مفکر لارنس براؤن نے یورپی اقوام کو متنبہ کیا تھا

"مستقبل میں صحیح معنوں میں بڑا خطرہ یورپی تہذیب اور استعمار کو اگر کوئی ہے تو وہ اسلامی نظام میں پوشیدہ ہے ۔ کیونکہ اس میں اپنی بات منوانے کی بڑی طاقت اور صلاحیت ہے ۔ مغربی استعمار کے منہ پر وہی تنہا دیوار ہے اس دیوار کو جتنا جلد ہو گرا دیں ۔" (حوالہ مقدمہ تفسیر نمونہ جلد ۱)

3.2 مسلمانوں کی ناسمجھی

افسوس کہ مسلمانوں نے اس بات کو نہ سمجھا اور جنہوں نے سمجھا انہوں نے قرآن الحکیم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باعث برکت تو سمجھا لیکن اس کی طاقت کو نظر انداز کیے رکھا۔ اس لیے ان کے سنہری اصولوں پر عمل کر کے کوئی فائدہ

marfat.com

نہیں اٹھایا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ انجینئرنگ کی کتابوں میں ہر وہ طریقہ لکھا موجود ہے جس کو اپنا کر کوئی قوم طاقتور بن سکتی ہے لیکن ان فارمولوں کا اگر کوئی عملی استعمال نہ کرے تو وہ فارمولے ان کے کسی کام کے نہیں۔

کفار کی مسلمانوں کے خلاف دشمنی کا ایک پہلو یہ بھی رہا ہے، اور اب بھی زور و شور سے جاری ہے۔ کہ اگر یہ رسمی اسلام کو نہیں چھوڑتے تو نہ چھوڑیں لیکن مسلمان بھی نہ رہیں۔ اس لیے ان کے پراپیگنڈے کا ہدف یہ بھی ہے۔ چنانچہ یورپی عیسائی مشنریاں اور سیاسی قوتیں اس میں زیادہ دلچسپی نہیں رکھتیں کہ کتنے مسلمان عیسائی ہوئے بلکہ ان کی نظر اس بات پر ہے کہ مسلمان مغربی افکار کو اپنانے میں اپنی نجات سمجھیں اور اسلام اور قرآن الحکیم کے الہٰی اور دائمی اصولوں اور فارمولوں کو ناقابل عمل سمجھ کر ایک طرف رکھ دیں۔ مسلمانوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس بات میں ان کے دشمن بہت زیادہ کامیاب ہوئے ہیں اور اسی ایک بات نے مسلمانوں کو ہر جگہ ذلیل کر کے رکھ دیا ہے۔

لیکن حیرانگی کی بات یہ ہے، کہ اگرچہ عام طور پر مسلمان اب صحیح مسلمان بھی نہیں رہے پھر بھی مغربی دنیا کے جدید مفکر ابھی بھی قرآن حکیم سے خوفزدہ ہیں۔ اور اپنی مادی لامذہب تہذیب کے لئے قرآن پاک کو سب سے بڑا خطرہ قرار دیتے ہیں۔ اور اکثر برملا اپنے اس خوف کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی امریکہ اور یورپی ممالک کی مسلم ممالک کے متعلق معاندانہ اور منافقانہ پالیسی کا ہدف اسلام اور قرآن پاک ہی ہے۔ ان کے نزدیک وہ جو یورپی رنگ میں رنگ چکے ہیں۔ اہم نہیں۔ لیکن وہ مسلمان جو ابھی تک اسلام کی بنیادوں کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے سب سے زیادہ خوف کا باعث ہیں۔ چنانچہ ایسے مخلص اور سچے مسلمانوں سے خوف کے اظہار کے لئے انہوں نے بنیاد پرستی Fundamentalist والی اصطلاح نکالی ہے۔ اور ہر مسلم ریاست میں طاقتور، مغرب پرست مسلمانوں کو باور کروایا جا رہا ہے کہ

marfat.com

Fundamentalists نہ صرف مغرب کے لئے بلکہ خود ان کے اقتدار کے لئے بھی خطرناک ہیں۔

ان کے سامنے روسی کیمونزم کے دیو کو انہی بنیاد پرستوں نے توڑ کر رکھ دیا ہے۔اس لیے وہ اپنے خوف میں حق بجانب بھی ہیں کہ ان کے شیطانی نظام کی موت بھی اسلام ہی کے جوانوں کے ذریعہ ہو گی۔اس لیے اب جبکہ کیمونیزم فیل ہو چکا ہے۔ تو اہل مغرب کے ادیب اور ذہین لوگ برملا کہتے ہیں، کہ مستقبل میں مغربی تہذیب کو سب سے بڑا خطرہ اسلام سے ہے، اور بعض نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ اگلی عالمی جنگ عیسائیت اور اسلام کے درمیان ہو گی ۔ اور یہی وجہ ہے کہ پھر سے عیسائی مشنریاں اپنے بجٹ کا بہت بڑا حصہ مسلمان ممالک میں عیسائیت کے نام پر مغربی تہذیب کی تبلیغ کے لئے خرچ کرنے پر لگی ہوئی ہیں۔حالانکہ وہ خود عیسائیت میں دلچسپی نہیں رکھتے۔ان کا ہدف صرف یہ ہے، کہ کسی طرح مسلم نوجوان کا قرآن حکیم سے تعلق کاٹ دیا جائے ۔ وہ مسلمان کہلانا چاہتا ہے تو ضرور کہلائے ۔لیکن خدا پرست نہ بنے بلکہ مغرب پرست بن کر زندہ رہے۔

ان کے اس خوف کی وجہ اسلام کی سنہری تاریخ ہے، کہ مسلمان دنیا میں پہلی وہ قوم ہیں جنہوں نے ایک واضح Ideology (نظریہ) کی بنا۔ پر اس وقت کی سپر پاورز پر فتح حاصل کی ۔ اس عظیم نظریہ کی بنیاد وہ کتاب ہے۔ جس کا نام قرآن حکیم ہے اور خالق کائنات نے اس میں ایسے یقینی اور حتمی اصول واضح کر دیئے ہیں، جن پر عمل کر کے دنیا وجہان کی ہر کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفائے راشدینؓ اور بعد میں آنے والے مسلمانوں نے صدیوں تک ان کی عملی سچائی بھی ثابت کر دی ۔ اگرچہ ہر کمال رازوال کے مصداق وقت کے ساتھ مسلمانوں کی طاقت کمزور پڑ گئی ۔ لیکن قرآن حکیم کے فارمولے اب بھی ویسے ہی طاقتور ہیں۔ جیسے آج سے چودہ سو سال پہلے تھے اور آج بھی اس کتاب میں وہ طاقت موجود ہے ۔ کہ جس سے

marfat.com

دنیا کا نقشہ تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

اسلام کے شیدائیوں کے ہاتھوں کیمونزم کی شکست کے علاوہ اس کا ایک رخ وہ اپنے ہاں بھی ملاحظہ کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح کی تبلیغی کوشش کے نہ ہوتے ہوئے بھی، ان کا اپنا نوجوان مادیت کے ہاتھوں عیسائیت اور یہودیت سے مایوسی کے بعد خود بخود اسلام کی طرف کھینچا آ رہا ہے۔ مسلمانوں کی بے بسی اور کمزوری کے باوجود بھی اسلام جس تیزی کے ساتھ دنیا کی سپر پاور والوں کے اپنے گھروں میں پھیل رہا ہے وہ ان کے لیے حیران کن بھی ہے اور خوفناک بھی۔ اس میں کیا بات ہے کہ ایک بار دب کر پھر سے اسلام دنیا بھر کے مظلوموں غریبوں اور بے بس انسانوں کے لیے امید کا پیغام بن کر ابھر رہا ہے۔ اس کی ایک مثال جوق در جوق افریقی نسل کے امریکیوں کا اسلام کی پناہ میں آنا ہے۔ حتیٰ کہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت کو اپنے ملک میں اسلام کو عیسائیت اور یہودیت کے بعد امریکہ کا تیسرا بڑا مذہب تسلیم کرنا پڑا ہے۔ یہ معجزہ بھی ہو چکا ہے کہ تاریخ میں پہلی مرتبہ امریکی سینٹ کے افتتاح کے موقع پر کانگریس کے ایوانوں میں قرآن حکیم کی قرات کی آواز گونجی۔ مغربی دنیا میں برنارڈ شاہ کا فلاسفر کے طور پر، بہت بڑا نام ہے۔ اس نے قرآن حکیم کی طاقت سے متاثر ہو کر، آج سے کوئی پچاس سال پہلے یہ پیش گوئی کی تھی کہ آنے والے وقتوں میں اسلام وہ دین ہو گا جس پر تمام انسانیت اکٹھی ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔ وہ سمجھ چکے ہیں کہ اللہ کا دین تمام ادیان پر ضرور غالب آ کر رہے گا۔ اور یہی وہ وجہ ہے کہ آج مغربی دنیا کے شیاطین اسلام سے خوفزدہ اپنی تمام طاقت اس طرف صرف کر رہے ہیں کہ مسلم ممالک میں قرآن حکیم کے اثرات کو ختم کر دیا جائے اور مسلم نوجوانوں کو مغرب کے بیہودہ فلسفیانہ مضامین میں الجھا کر غیر موثر کر دیا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے چراغ کو بجھا دیں گے لیکن وہ تقدیر کو کبھی بھی بدل نہیں سکتے۔ ان شاء اللہ قرآن کریم کی حکومت جلد دنیا میں قائم ہو گی۔ یہ تو مشئیت ایزدی ہے۔ یہ ہمارے جیسے

marfat.com

مسلمانوں کی محتاج نہیں لیکن ہمارا اپنا بھلا اس میں ہے کہ اٹھ کر اس کے ساتھ ہو جائیں تاکہ مفت کی فتح ہمارے نام بھی لکھ دی جائے۔

3.3 قرآن پاک کے خلاف سازشیں

چونکہ دشمن یہ سمجھتا ہے. کہ اسلام کی سب سے بڑی قوت قرآن حکیم ہی ہے۔ اس لیے اس کو جب بھی موقع ملے گا وہ قرآن پاک کو ہدف بنائے گا۔ لیکن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جاسکے گا۔ انشا۔اللہ۔ اس کی حفاظت خود اس کے بھیجنے والا کر رہا ہے۔ تو پھر کون اس کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہم دوبارہ سہ بارہ یہ کہیں گے کہ ان شا۔اللہ العزیز وہ دن دور نہیں جب قرآن حکیم ساری دنیا کو اپنا اسیر کر لے گا۔ اور انسانیت اس کی برکات سے اپنی معراج کو پالے گی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم مسلمان اللہ تعالی کی مدد کی انتظار میں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہیں۔ یہ خلاف سنت بات ہے۔ اس لیے ہمیں دشمن کی تمام چالوں کا مقابلہ پوری عقل و حکمت اور عقل فہم و ادراک سے کرنا ہوگا۔ اس لیے ہمارے لیے دشمن کی مذموم چالوں کو سمجھنا ضروری ہے۔

دشمن کی بڑی چال یہ ہے کہ قرآن حکیم کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں اور مسلمانوں کو کسی طرح قرآنی تعلیمات سے دور کر دیا جائے۔ اور ان میں ایسے منافق اور نام نہاد دانشوروں کی حوصلہ افزائی کی جائے، جو در پردہ ان کے اس ناپاک منصوبہ میں شامل ہوں۔ بنگلہ دیش میں تسلیمہ نسرین، برطانیہ میں سلمان رشدی اور پاکستان میں نام نہاد ترقی پسند دانشور اور علما۔ اور دنیا بھر میں بے شمار NGO اس قبیلہ کے لوگ ہیں۔ اور ذرائع ابلاغ کے تمام مواقع ان کو میسر ہیں۔

حال ہی میں انٹرنیٹ INTERNET جو اپنے نظریات کی تبلیغ اور تشہیر کے لیے ایک نئے طاقتور ذرائع ابلاغ کے طور پر سامنے آیا ہے۔ اس پر قرآن حکیم کے متعلق

marfat.com

شکوک و شبہات پھیلانے کا کام نہائت زور دار اور منظم طریقہ سے شروع ہو چکا ہے۔ اور بڑے سائنسی انداز میں ایسے مضمون ٹیلی کاسٹ کیے جا رہے ہیں جو مسلمانوں ہی کے حوالہ جات کی مدد سے اللہ تعالی کی کتاب کو یہ ثابت کرنے پر تلے ہیں۔ کہ انجیل کی طرح اس میں بھی تحریفات ہوئی ہیں۔ ناسخ اور منسوخ کے مسئلہ کو اٹھایا جا رہا ہے۔ کہ قرآن حکیم کا بیشتہ حصہ ایک دوسرے کی ضد ہے۔ اور (نعوذ باللہ) اس کا ایک حصہ حضور پاکؐ ہی کی زندگی اور خلفائے راشدین کے زمانے میں منسوخ کر دیا گیا تھا۔ ان کے اس تعصب کی بنیاد وہ روایات ہیں۔ جو منافقین اور یہود نے دوسری تیسری صدی ہجری میں پھیلائیں اور پھر ہمارے مفسرین بزرگوں کی کتابوں میں بھی کم علمیوں کی وجہ سے داخل ہو گئیں۔ اب انہی قابل احترام ہستیوں کا نام استعمال کر کے ۔ مغربی دانشور قرآن حکیم کے خلاف کیچڑ اچھال رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو بھی آپس میں انہی مفسرین کے ناموں پر لڑایا جا رہا ہے۔

لیکن یہ کوئی نئی بات بھی نہیں ہے۔ دور خلافت عباسیہ میں اس وقت کے ترقی پسند دانشوروں جنہیں معتزلہ کا نام دیا جاتا ہے۔ انہوں نے بھی قرآن حکیم پر بڑے عیارانہ حملے کیے تھے اور ہم پیش لفظ میں گزارش کر چکے ہیں کہ انہوں نے یہ بحث چلا دی کہ قرآن پاک مخلوق ہے یا نہیں۔ یا قرآن حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالات کا عکس ہے۔ یا اللہ تعالی کی من و عن بھیجی ہوئی وحی ہے۔ معتزلہ نے کہا کہ یہ حضور پاکؐ کے الفاظ ہیں۔ اگر چہ یہ کام جبرئیلؑ کی رہنمائی میں اللہ تعالی کی مرضی کے مطابق ہوا۔ لیکن بہر حال انہوں نے اس پر زور دیا کہ قرآن پاک حضور پاکؐ کی تصنیف ہے۔ یعنی کلام اللہ مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ جس میں انسانی ذہن کا دخل ہے۔ اس لیے یہ من و عن حکم ربی نہیں۔ معتزلہ نے آگے بڑھتے ہوئے یہ تھیوری بھی پیش کی۔ کہ مخلوق خواہ کس قدر عظیم ہو بہر حال مخلوق ہے۔ اس لیے اسے دائمی بقا نہیں ہو سکتی۔ یعنی قرآن حکیم کے احکامات بھی زمان و مکان کے محتاج ہیں۔ اور

marfat.com

جس طرح دیگر مخلوقات ختم اور معدوم ہو جاتے ہیں۔(نعوذ باللہ) ایسے ہی قرآن پاک زوال پذیر ہے۔اور وقت کے ساتھ ساتھ قرآن پاک بھی اپنی افادیت کھو سکتا ہے۔ جیسے پہلی الہامی کتابیں اپنی افادیت کھو چکی ہیں۔

قرون اولیٰ کے علمائے دین نے جس عقل مندی صبر اور پامردی سے معتزلہ کا مقابلہ کیا تھا۔اور شاہان وقت جو معتزلہ کی حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ان سے ٹکر لی۔ وہ انسانیت پر ان کا بہت ہی بڑا احسان ہے۔اب پھر وہی وقت واپس آگیا ہے۔کہ جدید معتزلہ اور منافقین کا مقابلہ کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کی جائے۔یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کی تعلیمات اس وقت کے عرب کے مخصوص حالات اور دنیا کے لئے تو بہترین تھیں۔لیکن اب زمانہ بہت آگے جا چکا ہے۔جدید دور کے انسانی تقاضے بہت پیچیدہ ہیں۔جن کے حل کے لیے چودہ سو سال پہلے دیئے گئے اصول کافی نہیں۔اور یوں نئی نئی سازشیں، نئی نئی تاویلات کے ساتھ سامنے آرہی ہیں۔جن کا ایک ہی مقصد ہے کہ لوگوں کو کلام اللہ سے برگشتہ کیا جائے۔ان میں سے بعض عیار اپنی اس سازش کو آگے بڑھانے کے لیے اجتہاد کے مقدس نام کو استعمال کر رہے ہیں۔یعنی باطل پھیلانے کے لیے حق کا سہارا لے رہے ہیں۔یہ وہ بدبخت لوگ ہیں۔جن کے متعلق حق تعالیٰ نے فرمادیا تھا لا تلبسو حق بالباطل۔

اسلام کے خلاف ان کی ایک اور سازش یہ ہے کہ قرآن پاک (نعوذ باللہ) ہو بہو وہ نہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔بلکہ حضورؐ پاک کے وصال کے جلد بعد ہی اس میں بہت سی ملاوٹ کر دی گئی ہے۔اس کی کئی آیات اور حصے ضائع کر دیئے گئے اور آج کا قرآن پاک ان اجزا پر مشتمل ہے جو حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہ کرام کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔اس لیے اس میں تحریف کا پہلو ممکن ہے۔اور اس کے تمام احکامات اور ارشادات کو حتمی نہیں کہا جا سکتا۔اپنی اس مجرمانہ سازش کی حمایت میں وہ روایات کا ایک پلندہ پیش کرتے ہیں۔جو شیعہ،

marfat.com

سنی دونوں مکاتب میں کسی نہ کسی طرح سلف سے چلی آ رہی ہیں۔ جن میں جمع القرآن کی غلط تاویل سے قرآن پاک کی ترتیب تزئین اور جمع کا سہرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے اپنے من پسند صحابہ کرامؓ کے سر باندھا جاتا ہے حتیٰ کہ حجاج بن یوسف کو بھی کچھ خاص مقام دیا جاتا ہے۔ ان روایات کا مقصد یہ ہو یا نہ ہو۔ لیکن نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ کہ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو سکا (نعوذ باللہ)۔ ان اصحاب نے اس کی تکمیل کر دی اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کو کتابی صورت نہیں دی تھی۔ بلکہ یہ ہڈیوں، لکڑی اور پتھروں پر لکھا گیا تھا۔ اس لیے (نعوذ باللہ) اس میں کچھ قرآن پاک ضائع ہو گیا تھا۔ لہذا ایسے میں کچھ اختلاف بھی ناگزیر ہے۔ یہ منافقین قرآن حکیم کو بائیبل (انجیل) جیسی ہی ایک الہامی کتاب تو تسلیم کرتے ہیں لیکن جیسے بائبل ملاوٹ شدہ ہے ان کے مذموم عقائد کے مطابق قرآن حکیم کی صحت کی بھی گارنٹی نہیں دی جا سکتی۔ ان کا زور اس بات پر ہے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ سلام کے بعد ان کے حواریوں نے انجیل مقدس کی تالیف کی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے بھی "وہی کارنامہ" سرانجام دیا۔ اور یوں چونکہ یہ کام آپؐ کے بعد ہوا تھا اس لیے قرآن حکیم میں شک کی گنجائش باقی ہے۔ اور کلام اللہ میں انسانی ذہن شامل ہو چکا ہے۔ (نعوذ باللہ) یہ سب بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اور ہماری اس کتاب کا ایک مقصد دلائل کے ساتھ اصل صورت حال کو صحیح طور پر پیش کرنا ہے اور پیش لفظ میں ہم ایک نقطہ نظر پیش کر چکے ہیں اور اب اگلے ابواب میں اس سلسلہ میں سیر حاصل بحث ہو گی۔ چنانچہ عامۃ المسلمین سے یہی اپیل ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو صحیح اعتقاد کی تعلیم دیں۔ تاکہ وہ بڑے ہو کر دشمنوں کے ہتھے نہ چڑھ جائیں

marfat.com

3.4 قرآن پاک کے دشمنوں کے خلاف جہاد

ہم نے دشمن کی چالوں کا جو کچھ بھی تجزیہ کیا ہے۔ اس سے یہی ثابت ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کے لیے یہ ایک انتہائی نازک دور ہے۔ اہل مغرب اس زعم میں ہیں۔ کہ اپنی چالوں سے وہ لوگ مسلم نوجوان کو مغرب پرست بنا کر قرآن پاک سے دور کر دیں گے۔ اور بظاہر وہ کامیاب ہوتے بھی نظر آتے ہیں۔ ان سازشوں کے خلاف بند باندھنا مسلمانوں کا کام ہے اور اگر وہ یہ جدوجہد شروع نہیں کرتے تو اللہ تعالی ان کا محتاج بھی نہیں۔ اس کی تو یہ سنت ہے کہ بے سود لوگوں کو ختم کر کے تازہ دم قوموں کو اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے آگے لے آتا ہے۔ لہذا قرآن پاک کی خدمت دراصل اپنی بقا کی جنگ ہے۔ اس جنگ میں فتح حق والوں کی لکھی جا چکی ہے اس لیے گھبرانے کی بھی کوئی بات نہیں۔ قرآن پاک کی سورۃ عمران کی آیت مبارکہ ۵۴ میں ارشاد باری تعالی ہے۔

اور انہوں (کافروں) نے مکر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر کو لوٹا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ مکر کرنے والوں کے مکر کو لوٹانے والا ہے۔

اللہ تبارک و تعالی نے قرآن حکیم میں ہر قسم کے دشمنان دین کی اچھی طرح پہچان بھی کرا دی ہے۔ اور ان کے مقابلے میں مسلمانوں کو کیا طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔ وہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ اور یہ خوشخبری بھی دے دی ہے کہ آخر کار دین حق تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ اسلام کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اسلام کے غلبہ کا آغاز ہمیشہ دشمنوں کی زیادتیوں کے بعد شروع ہوا۔ اور انشاء اللہ موجودہ دور میں بھی۔یہودی اور عیسائی علماء کا واویلا، عیسائی حکومتوں کی زیادتیاں اور ان کے ناروا سلوک اور ظلم اسلام کے غلبہ کی خوشخبری کی صدائیں ہیں۔

غیر مسلم سلیم الطبع نوجوان یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ اس ظلم کے پیچھے

marfat.com

ان کے بزرگوں کا محض تعصب ہے اور یوں ان کے دلوں میں اسلام سے ایک انجانی محبت اور ہمدردی پیدا ہو رہی ہے۔ اور بغیر کسی تبلیغ کے ہی وہ اپنوں کے رویے کے رد عمل کے طور پر قرآن حکیم کے قریب آنا شروع ہو چکے ہیں۔ ان میں کلام اللہ پڑھنے کا شوق ابھر رہا ہے اور ایک دفعہ جب وہ کتاب الٰہی کے قریب آتے ہیں۔ تو مقناطیس کی طرح قرآن پاک ان کے دلوں کو خود اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ الحمد للہ یہ نئے مسلمان قرآن حکیم کی حکمت اور طاقت کے ساتھ اپنے اپنے ملکوں میں ہدایت کا سبب بن رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے ممالک آج اسلام کے اولین دور کی مثال پیش کر رہے ہیں جہاں عقلمند لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے سننے آتے تھے کہ مکہ مکرمہ کے سردار حضور پاکؐ کی اس قدر مخالفت کیوں کر رہے ہیں۔ اور جب ایسے سلیم الطبع لوگوں پر اللہ کی وحی اثر انداز ہوتی تو پھر وہ خود بھی اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی کام میں لگ جاتے۔ یہی کچھ آج امریکہ روس اور یورپ میں ہمارے سامنے ہوتا نظر آ رہا ہے۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے اور جیسا کہا گیا ہے۔ قرآن حکیم کی حفاظت اس کا بھیجنے والا ہمیشہ کرتا رہے گا۔ لیکن کیا کفار کی اسلام کے خلاف یلغار پر ہم منہ تکتے رہیں یا آگے بڑھ کر حتی الوسع منہ توڑ جواب دیں۔ اگر ہم کچھ نہیں کریں گے تو نقصان صرف اور صرف ہمارا اپنا ہو گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ایسی نا اہل قوم کو ختم کر دیتا ہے۔ اس لئے دنیا میں بھی اپنی بقا اور بہتری کے لئے اور دنیاوی موت کے بعد ہمیشہ کی کامیابی کے لئے بھی ہمیں اپنی تمام تر ذہنی۔ جسمانی۔ مالی اور جذباتی قوتوں سے قرآن حکیم کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے دن رات کام کرنا چاہیے۔ اور نادان دوستوں کی حماقتوں اور دشمن کی مکار چالوں کو ننگا کر کے ان کے خلاف جدوجہد کرتے رہنا چاہیے

آج مسلمان علما۔ دانشوروں اور صاحب ثروت افراد پر یہ بہت بڑی ذمہ داری

marfat.com

ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور حتی الوسع قربانی سے دریغ نہ کریں تاکہ غیر مسلموں میں سلیم الطبع لوگوں تک اسلام کا پہنچنا آسان بنا دیا جائے۔ ضروری ہے کہ ایمان باللہ۔ سیرت طیبہ، قرآن حکیم اور حیات بعد الموت کی سچی تصویر دنیا کی مختلف زبانوں اور جدید ذرائع ابلاغ کے مطابق پیش کی جائے۔ تبلیغ دین کے لیے رسل و رسائل۔ خط و کتابت۔ الیکٹرانک میڈیا، انٹرنیٹ، ریڈیو اور ٹیلیویژن کے لیے ذرائع مہیا کیے جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے کہیں اس غفلت کی پاداش میں روز محشر ہم ان لوگوں کے مجرم نہ بن جائیں جو ہدایت کے طلبگار ہیں لیکن قرآن پاک کے امین ان تک ہدایت پہنچانے سے غافل تھے۔ اور اس کے نتیجہ میں ہمارے نماز روزہ کے قطع نظر ہمیں جہنم میں بھیج دیا جائے۔ (اے اللہ تعالیٰ ہم تیری پناہ میں آتے ہیں ہماری پرانی غلطیوں کو معاف فرما اور آئندہ کے لیے ہمیں اپنی سیدھی راہ پر رکھ)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ

(سورۃ اعراف آیت مبارکہ ۲۳)

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝٧٧
فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۝٧٨
لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۝٧٩
تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝٨٠

بے شک یہ قرآن پاک بہت رتبے والا ہے۔
اور یہ ایک محفوظ کتاب میں ہے (لکھا ہوا ہے)
اس کو وہ لوگ ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہوں
اور بے شک یہ عالموں کے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے

(سورۃ واقعہ - آیات مبارکہ ۷۷-۸۰)

marfat.com

چوتھا باب

قرآن حکیم کا احترام اور تلاوت کے آداب

4.1 زندہ قرآن

قرآن حکیم سے فائدہ اٹھانے کے لیے پہلی اہم بات یہ ہے کہ آپ کا اس عظیم اور یکتا کتاب کے بارے میں رویہ کیا ہے ۔ یعنی آپ کے دل میں قرآن حکیم کا کیا مقام ہے ۔ کیا آپ کے لیے یہ اور کتابوں کی طرح بے جاں اوراق پر لکھے گئے بے جاں الفاظ ہیں ؟ یا یہ کہ قرآن پاک امر ربی ہے جس کو الفاظ کے سانچے میں ڈھال دیا گیا ہے ۔ جس کا لفظ لفظ نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندگی بخش بھی ہے ۔

یہ کہ قرآن حکیم زندگی بخش ہے اس کا خود قرآن پاک گواہ ہے ۔ اس لیے کہ اس کا ایک ایک لفظ حیی قیوم خالق السموت و لارض و بینھما کا براہ راست کلام ہے ۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کی طرف اپنے اس عظیم تحفہ کو جو نام دیئے ہیں ۔ وہ اس کی عظمت کی منہ بولتی زندہ تصویریں ہیں ۔ غور فرمایئے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جسے اللہ تبارک تعالیٰ اپنا امر، اپنا نور، اپنا ذکر کہتے ہیں وہ کیسے مردہ ہو سکتا ہے ؟ لہذا قرآن حکیم ایک زندہ وجود ہے ۔ اس کی اپنی ایک خاص شخصیت ہے یہ نور کا ایک منبع ہے ۔ اس کے ہر لفظ میں ایک خاص تاثیر ہے ۔ اس کی آنکھیں ہیں جن سے یہ آپ کو دیکھتا ہے ۔ اس کے کان ہیں کہ آپ کو سنتا ہے ۔ اس کا قلب ہے کہ آپ کو سمجھتا ہے ۔

marfat.com

جب اس یقین کے ساتھ آپ قرآن پاک کی طرف رجوع کریں گے، تو کلام اللہ ایک دوست کی طرح آپ کا استقبال کرے گا۔آپ سے محبت کرے گا اور اپنے نور سے آپ کی زندگی کو روشن فرمادے گا۔آپ کو زندگی کا احساس دے گا اور اس کے الفاظ آپ کی روح سے سرگوشی کریں گے۔وہ اپنی حقیقت کو کھول کر آپ کے سامنے رکھ دے گا۔

4.2 مقام ادب

تلاوت کی دوسری شرط ادب ہے۔اس کی بزرگی کا یہ مقام ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بزرگ ترین ورثہ ہے اور خالق کائنات کی انسان کے پاس امانت ہے کہ جب یہ لوح محفوظ سے اترا تو فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ اسلام اسے اپنی معیت میں لائے اور جیسے پیش لفظ میں ذکر ہو چکا ہے ہزاروں فرشتے آیات مبارکہ کی معیت میں آسمان سے دنیا میں آئے۔سرور کائناتؐ کے محترم اور پیارے قلب پر نزول فرمایا اور آپؐ کے رشک قمر و ماہتاب ہونٹوں نے سب سے پہلے ان الفاظ کو صوتی لہروں میں ادا کیا۔

عالم امر میں اس کی عظمت کا یہ مقام ہے کہ ماسوائے مطہرون (پاکبازوں) کے اسے کوئی چھو تک بھی نہیں سکتا۔چنانچہ قرآن حکیم کی طرف جب رجوع کرو، تو اس طرح کرو جیسے کسی مقدس اور علم و دانش میں بزرگ ترین ہستی کے روبرو پیش ہو رہے ہو۔نیت کے بعد اول شرط طہارت اور وضو ہے۔اور دیدار سے پہلے شیطان سے پناہ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کلمہ شہادت کا ورد باادب لوگوں کا شیوہ ہے۔

افسوس، کہ آج کل کے کچھ بد تمیز لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام کو اپنے تکیہ تلے یا بیڈ سائڈ ٹیبل پر یوں رکھتے ہیں جیسے ان کی لائبریری کی کتابوں میں سے یہ بھی کوئی ایک کتاب ہے۔ایسے جاہل لاپرواہوں کے علاوہ ایک بے ادب گروہ مذہبی طالب علموں اور

marfat.com

علماء کا بھی ہے جو پڑھتے پڑھتے اللہ تعالیٰ کے کلام کو اپنے سامنے زمین پر رکھ دیتے ہیں اور کچھ بدبختوں کو تو قرآن پاک کو تکیہ بنائے لیٹے بھی دیکھا گیا ہے۔ایسا وطیرہ نہ صرف اللہ تعالیٰ کے کلام سے بے توجہی، بے ادبی اور بدتمیزی کا اظہار ہے بلکہ خود خالق کائنات کی شان میں بدتمیزی کے مصداق ہے۔جس کا کوئی ذی روح متحمل نہیں ہو سکتا۔

4.3 یہ دل لگی اور قرآن پاک

کلام اللہ کے ادب کے بارے میں یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ یہ کوئی دل لگی (Causal Reading) کی کتاب نہیں کہ اسے دلچسپی کی خاطر پڑھا جائے جو صفحہ سامنے آیا وہاں سے پڑھ لیا اور جب دل اکتا گیا تو رکھ دیا۔ یہ تو ہدایت کی کتاب ہے جس میں پوری زندگی کی کامیابی وناکامی کا دارومدار ہے۔اس لیے قرآن پاک کو اٹھانے سے پہلے ذہن کو اس کے خالق سے ہم آہنگ کیا جائے اور اپنے آپ کو ایک شاگرد کی حیثیت میں رکھ کر قرآن پاک کا دیدار سیکھنے اور سمجھنے کے لیے کیا جائے۔

یاد رہے کہ قرآن پاک سے دل لگی آگ سے کھیلنے کی مانند ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ اس دل لگی کی وجہ سے انسان قرآن پاک کے غصہ کا شکار ہو جائے اور ہدایت کی بجائے گمراہی کے جہنم میں دھکیل دیا جائے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں

یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً۔

(سورۃ بقرۃ آیت مبارکہ ۲۶)

یعنی کافی لوگ گمراہ ہو گئے اور کافی لوگوں نے ہدایت پائی

اللہ تبارک تعالے سے ہم قرآن حکیم کی ناراضگی کی پناہ مانگتے ہیں ۔ لیکن جو لوگ تقویٰ یعنی اللہ تبارک تعالے کی محبت اور خوف سے اسکے کلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ان کے لئے یہ سراسر سرچشمہ ہدایت ہے۔اور زندگی و آخرت میں بہترین رفیق ہے۔

marfat.com

4.4 تلاوت اور قلبی حالت

قرآن حکیم کا تلاوت کا یہ حق ہے، کہ قبلہ رو ہو کر با ادب باہشیار تقویٰ والے دل کے ساتھ اس کی طرف رجوع کیا جائے۔ حق تعالیٰ کی آواز کو قرآن کے الفاظ کے صوتی اثرات میں محسوس کرے۔ قلب کی آنکھوں سے نظارہ کرے کہ کلام اللہ کی عظیم آیات عرش معلیٰ کی طرف سے آدمی کے دل پر اتر رہی ہیں۔ محسوس کرے کہ فرشتے خوشبودار ریشمی جلدان میں لپیٹے اس کے مقدس اوراق کو اس کی طرف تحفتاً لا رہے ہیں اس لیے قاری قرآن پاک میں دوڑنے کی کوشش نہ کرے، بلکہ اسکے ساتھ ساتھ رہے۔ اپنی بہترین آواز سے پڑھے۔ اور اسے خود سنے۔ جیسے یہ اس کے قلب پر نازل ہو رہا ہے۔

تجربہ یہ بتاتا ہے۔ کہ قاری جب ایک ہی آیت مبارکہ کو بار بار تلاوت کرتا ہے اور اس کے الفاظ کے معانی پر بھی توجہ رکھتا ہے، تو چند بار پڑھنے کے بعد کلام اللہ کا نور قلب کو منور کرنے لگتا ہے۔ یوں محسوس ہو گا جیسے قاری کے دل پر کلام اللہ کے انوار کا نزول ہو رہا ہے۔ اگر یہ حالت کچھ دیر بدستور رہے تو کلام اللہ کے اثرات سے آنکھیں بھیگنا شروع ہو جائیں گی۔ اور دل خشیۃ اللہ میں ڈوب کر مقام معرفت کی طرف عروج کرنے لگے گا۔

4.5 ذکر کے ساتھ فکر

ذکر کے ساتھ فکر ضروری ہے، لیکن افسوس کہ اکثر قاری قرآن پاک کو پیچھے چھوڑ کر اس کے الفاظ کے ساتھ آگے نکل جاتے ہیں۔ اور قرآن پاک کو ختم کرنے کے چکر میں اس کے اوپر اوپر سے گزرتے جاتے ہیں۔ ایسی تلاوت سے شاید انسان ثواب تو پالے لیکن قرآن حکیم کے مقصد نزول سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا حقیقت یہ ہے کہ کلام اللہ ایک سمندر ہے۔ جس میں جس قدر گہرائی تک غوطہ لگایا جائے گا۔ اس قدر اعلیٰ

marfat.com

موتی ہاتھ آئیں گے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ قرآن حکیم کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ اور اس کے نور کا پھیلاؤ زمین سے عرش تک ہے۔ اور اس کی پہنچ عالم امر، عالم شہود، عالم قبر، عالم برزخ، عالم آخرت، غرض کہ زمان و مکان حاضر غیب ہر جگہ ہر وقت ہے۔ زندگی و آخرت کے ہر مقام پر یہ روشنی اور رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اب یہ غوطہ خور پر ہے۔ کہ اس لاانتہا سمندر رشد وہدایت میں اس کی اپنی انتہا کیا ہے۔ کچھ وہ لوگ ہیں جو کنارے پر کھڑے اس کو دیکھتے ہیں۔ (یعنی رسم و رواج کے طور قرآن خوانیاں کرانے والے) اور کچھ اس کی گہرائیوں میں غوطہ لگاتے ہیں۔ ہر شخص کو بقدر ہمت اور ہیت کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جو ساحل پر کھڑا ہے، اس پر بھی اڑ کر انکے بابرکت پانی کے چھینٹے ضرور پڑجاتے ہیں۔

ظاہر اور باطن کے معنی سے یہ غلط فہمی نہ ہونا چاہیے۔ کہ قرآن کریم کا باطن خواص کے لئے ہے اور ظاہر عوام کے لیے۔ ایسی ہرگز ہرگز کوئی بات نہیں۔ دونوں ایک ہی ہیں۔ فرق صرف شدت کا ہے۔ جیسے سورج کے اندر اور اس کے باہر روشنی کی خاصیت ایک سی ہے لیکن کیفیت، حدت اور شدت کا انحصار مرکز سے قربت پر ہے۔ یوں قرآن حکیم کے معنی قاری پر اس کے رب العالمین کے تعلق کی نسبت کھلتے جاتے ہیں اور باطن ہرگز ہرگز ظاہر کو ساقط نہیں کرتا۔ اس لیے کہ یہ وہ کتاب ہے جس کا کوئی حصہ دوسرے حصہ سے اختلاف نہیں کرتا۔ لہذا ظاہر کو چھوڑ کر صرف باطن کے معنی تلاش کرنے والے بھی گمراہ ہو سکتے ہیں جیسا کہ باطنیہ فرقہ کے ساتھ ہوا۔ صحیح عقیدہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے کلام کے تمام احکامات پر پورا پورا عمل کرے اور اس کی زندگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہو۔ چونکہ آپؐ کی ذات گرامی صلی اللہ علیہ وسلم انسانی شکل میں قرآن پاک تھی۔ اس لیے کلام اللہ کے باطن سے بھی وہی لوگ مستفید ہوں گے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں اسکے ظاہر پر پورا کاربند ہوں گے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ظاہر پر عمل کرنے ہی سے باطن کے راز کھلیں

marfat.com

گے۔اور حضور پاکؐ کی شان کو بشری پیمانوں کی بجائے عاجزی سے سمجھنے کی کوشش کی جائے۔

قرآن پاک میں انسان کے ہر مرض کا علاج ہے۔ظاہری و باطنی دونوں طرح کی بیماریوں کی شفا ہے۔لیکن شفا کا سفر بھی باہر سے شروع ہو گا۔پہلے ظاہر کو درست کرو گے تو پھر قرآن پاک خود آپ کے باطن کو درست کر دے گا۔ظاہر کو سمجھ کر اس پر جب عمل کرو گے تو باطن بھی ظاہر بن کر سامنے آئے گا۔

اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ نے کتاب میں نہایت اعلیٰ باتیں نازل فرمائیں
جو ایک دوسرے کے ساتھ ملتی جلتی ہیں
اور یہ دہرائی بھی جاتی ہیں
کہ لوگ اپنے رب سے ڈرتے بھی ہیں
اور ان کو پڑھ کر رقت بھی طاری ہو جاتی ہے
اور لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

(سورۃ زمر۔آیت مبارکہ ۲۳)

marfat.com

پانچواں باب

قرآن حکیم کا یکتا اسلوب اور وجوہات

5.1 یکتا اسلوب

قرآن حکیم ایک عظیم اور یکتا شخصیت کا مالک ہے۔ کئی لحاظ سے یہ شخصیت انسان کے قریب ترین ہے۔ جب کوئی دوست کے طور پر اس کی طرف بڑھتا ہے تو قرآن پاک بھی دوست بن کر اپنے مہمان کا استقبال کرتا ہے اور اپنا دل کھول کر اس کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اجنبی کے لیے یہ اجنبی ہے۔ اسے قرآن حکیم میں حکمت کی بجائے بے ربطی اور وحشت نظر آتی ہے جیسے ایک اجنبی کو دوسرے اجنبی سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مستشرقین، علماء یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ قرآن حکیم میں وہ کیا بات ہے کہ اس کے ماننے والے پر اس کا اثر ناقابل بیان ہے۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ قرآن حکیم کوئی انسانی کتاب نہیں بلکہ کلام اللہ ہے۔ لہذا اس کو انسانی معیار سے پرکھنا ہی بنیادی غلطی ہے۔ اس کا اسلوب سب کتابوں سے جدا اور انوکھا ہے۔

یہ دنیا کی عظیم ترین کتاب ہے۔ جو سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ سب سے زیادہ یاد کی جاتی ہے۔ اور سب سے زیادہ اس کے حوالے دیئے جاتے ہیں اور سب سے زیادہ مقدس، پیاری اور رعب و داب والی ہے۔ اگرچہ اس میں عام کتابوں کی صنف کی کوئی بھی بات نہیں۔ اگرچہ اپنی ضخامت میں بڑی نہیں۔ لیکن پڑھنے سے ختم نہیں ہوتی۔ ساری عمر پڑھنے والے بھی کہتے ہیں ابھی پڑھی نہیں۔ چودہ صدیوں سے ہر رنگ و

marfat.com

نسل کے لوگ اس کے معنی پر غور کر رہے ہیں ۔ لیکن بڑے سے بڑا عالم یہی کہتا ہے ۔ ابھی اس کو پورے طور پر سمجھا نہیں ۔ یہ وہ واحد کتاب ہے جس پر لاکھوں دماغ چودہ سو سالوں سے تفاسیر لکھ رہے ہیں ۔ لیکن علم کی پیاس بجھتی نہیں ۔ وقت کے ساتھ ہر چیز ہر علم ہر سائنس اپنی افادیت کھوتی جاتی ہے ۔ لیکن اس کی تازگی اور علوم کی گہرائی بڑھتی ہی جا رہی ہے ۔ کوئی بھی کتاب ہو، انسان چند دفعہ پڑھنے کے بعد بور Bore ہو جاتا ہے ۔ لیکن یہ وہ کتاب ھے جسے لوگ ہزاروں بار ختم کرتے ہیں اور پیاس بڑھتی ہی جاتی ہے۔

یہ سب ایسی باتیں ہیں جو دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں بلکہ اس کے دور دور بھی کوئی نہیں ۔

5.2 قرآن پاک کا موضوع

جب کوئی مصنف کوئی کتاب لکھتا ہے تو اسکے سامنے ایک خاص موضوع ہوتا ہے ۔ جس سے اس کتاب کی شناخت ہوتی ھے ۔ پھر وہ اپنے موضوع کو کئی ابواب میں تقسیم کر کے اسکے ہر پہلو پر الگ الگ بحث کرتا ہے ۔ لیکن قاری جب قرآن پاک کی طرف رجوع کرتا ہے، تو اس میں اسے ایسی کوئی مماثلت نظر نہیں آتی ۔ بلکہ اس کی ہر آیت مبارکہ ایک منفرد موضوع ہے، یہ ایک انتہائی خوبصورت بھرپور باغیچہ کی مانند ہے جس میں ہزاروں پھول کھلے ہیں ۔ ایک سے ایک بڑھ کر اور پودے گھنے اس قدر کہ علیحدہ علیحدہ نظر نہیں آتے ہیں ۔

قرآن پاک میں عقائد کا ذکر بھی ہے ۔ عبادات یا فرائض کا بھی لیکن ان کے لیے بھی علیحدہ علیحدہ ابواب نہیں سب کچھ ہونے کے باوجود یہ وضاحت نظر نہیں آتی کہ ان اصولوں پر عمل پیرا کیسے ہوں ۔ اس میں اعلیٰ ترین انسانی حقوق معاشرت اور عادل

marfat.com

حکومت کی تصویر دی گئی ہے۔ لیکن حکومت کیسے چلائی جائے اس کی تفصیل اور طریقہ کار کی وضاحت نہیں۔ جگہ جگہ کائنات کے بھیدوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔ جس میں دریافتوں کی جھلکیاں ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ سائنس کی کتاب نہیں۔ قرآن پاک انسان کے تمام معاشی مسائل کا صحیح حل پیش کرتا ہے۔ لیکن طریق کار پر زیادہ وضاحت نہیں کی گئی۔ علم الغیب کے رازوں سے کئی جگہ پردہ اٹھایا گیا لیکن رموز و اسرار کی تفصیلات کھل کر سامنے نہیں آتے۔ غرض دنیا کا کوئی ایسا علم نہیں جس کی ٹھوس بنیاد قرآن پاک میں موجود نہ ہو۔ اور زندگی کا کوئی پہلو نہیں جس پر رہنمائی قرآن پاک میں نہ ہو۔ لیکن یہ کچھ ہر آدمی کے سمجھنے کے بس کی بات نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک ایک نہایت وسیع، نہایت گہرے سمندر کی مانند ہے۔ اس میں غوطہ زن بہت ہیں لیکن اس کے اندر کیا ہے ہر ایک کی اپنی اپنی صلاحیت پر ہے۔ یہ لامحدود ہے، کوئی کیا پکڑ کر لاتا ہے۔ اس کے اپنے اوپر ہے۔ یعنی قرآن حکیم انسان کی صلاحیتوں کو نکھارنا چاہتا ہے تاکہ قاری اپنا راستہ اس کی روشنی میں خود تلاش کرے۔ وہ منزل کی نشان دہی تو کھل کر کرتا ہے لیکن منزل پر پہنچنے کا اختیار آدمی کے ہی پاس رہنے دیتا ہے۔

اگر تفصیلات اور طریق کار بھی قرآن میں دیئے گئے ہوتے تو نہ صرف قرآن پاک ایک نہایت ضخیم کتاب بن جاتی بلکہ انسان کی عقل و دانش پر بھی پابندی لگ جاتی جو قرآن پاک نہیں چاہتا اور سوال پھر بھی جوں کا توں رہ جاتا کہ جو کہا گیا اس کا عملی تجربہ کہاں ہوا ہے اور یہ کہ قرآن پاک کا انسان کیسا ہے۔

تفصیلات کے عظیم کام کی ذمہ داری اللہ تبارک تعالیٰ نے حامل قرآن صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈال دی، کہ وہ اس کی ایک ایک رمز کو عملی صورت میں پیش کر کے دکھائیں۔ چنانچہ حضورؐ پاک کی اپنی زندگی کائنات میں سب سے بڑی تجربہ گاہ تھی جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی رضا کو انسانی شکل میں واضح کر کے دکھا

marfat.com

دیا۔یوں آپ قرآن ناطق ہیں۔آپ کے قول و عمل اور مثال کو سنت نبوی ﷺ کہتے ہیں اور یہ سب کچھ قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہیں جس کے بغیر کلام اللہ کو سمجھنا محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

یہاں اس پہلو کو سمجھنا ضروری ہے، کہ جو لوگ اپنے آپ کو صرف اہل قرآن (منکر حدیث) کہتے ہیں وہ قرآن کو سمجھنے میں اپنے ظن و تخمین پر بھروسہ کرتے ہیں اس لیے غلطی پر غلطی کرتے جاتے ہیں۔ایسے لوگ سخت گھاٹے میں ہیں کہ ان کا دین نامکمل رہ جاتا ہے۔علاوہ ازیں جو لوگ احادیث مبارکہ کو قرآن پاک کے اصولوں کے تابع کر کے اپنے لیے نشان راہ تلاش نہیں کرتے اور بناوٹی اور ضعیف احادیث مبارکہ یا اپنے "اماموں" یا "پیروں" کی باتوں کو دین اسلام کا حصہ بنا دیتے ہیں وہ بھی قرآن حکیم کی روح کو نہیں پا سکتے۔اس لیے کہ قرآن پاک اور صاحب قرآنؐ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔کہ قرآن پاک کی پوری سمجھ تب آ سکتی ہے کہ حضور پاکؐ کی عملی زندگی کو نہ صرف سمجھا جائے بلکہ حضور پاکؐ سے وہی تعلق بنایا جائے جو آپؐ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بنایا تھا۔غیر مشروط محبت اور اتباع کا تعلق۔اگر کسی میں یہ سب باتیں جمع ہو جائیں تو خود بخود اس پر کلام اللہ کی حقیقت واضح ہونے لگتی ہے۔

5.3 عجیب ترتیب

اپنی ترتیب میں بھی یہ کتاب عجیب و غریب ہے۔اس کے ۱۱۴ ابواب (سورتیں) ہیں لیکن ان کے درمیان آسانی سے کوئی مماثلت نظر نہیں آتی۔بعض ابواب تو اتنے لمبے ہیں کہ پڑھنے میں گھنٹے لگ جائیں اور بعض اتنے چھوٹے کہ چند منٹ بھی بہت ہیں۔ لیکن ہر باب کا اپنا ایک نام اور انداز ہے۔مثلاً قرآن حکیم کی سب سے لمبی سورۃ کا نام

marfat.com

بقرہ یعنی گائے ہے ۔ لیکن گائے کے متعلق چند سطور پر مشتمل ایک سرسری سا واقعہ ہے ۔ ایک سورۃ کا نام نمل یعنی چیونٹی ہے ۔ لیکن یہ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالے نے اس میں چیونٹیوں کی سائنس سمجھائی ہے ۔ بلکہ وہاں بھی صرف چیونٹیوں کا ایک دفعہ ذکر ہے ۔اسی طرح باقی تمام سورتوں کے نام ہیں ۔ یعنی ظاہراً قاری کو سورۃ کے نام اور اس کے نفس مضمون میں کوئی خاص ربط نظر نہیں آتا ۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ نام سے کیا ہوتا ہے لیکن ایسا نہیں بلکہ قرآن پاک کی ہر سورۃ کا نام اپنے اندر معنی کا سمندر رکھتا ہے جس کا سورۃ کے مضامین سے گہرا تعلق ہے ۔ اگرچہ اسے سمجھنا آسان نہیں ۔ مثلاً گائے کا انسانی نشوونما اور رہن سہن میں ہمیشہ سے جو واسطہ ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ ہندو دھرم میں اس کو گائے ماتا یعنی ماں کا درجہ دیا گیا ہے ۔ اب اس نام کی نسبت سے سورۃ بقرہ کے مضامین پر غور کریں تو نشوونما، عدل وانصاف اور ترقی کے لیے انسانی معاشرہ میں یہ خون کا درجہ رکھتے ہیں ۔

5.4 بے شمار مضامین

ایک ہی سورۃ میں نفس مضمون کے لحاظ سے بھی قرآن پاک نہائت عجیب و غریب ہے ۔ ظاہراً کسی سورۃ کا بھی کوئی خاص موضوع نہیں معلوم ہوتا بلکہ سورۃ تو بہت بڑی بات ہے ۔ قرآن پاک کی ایک ایک آیت میں یکمشت کئی کئی مضامین اور بیان نظر آتے ہیں ۔ ایک ظاہر بین آنکھ یہاں بھی غلطی کرتی ہے اور اسے ان مضامین میں کوئی ربط نظر نہیں آتا لیکن یہ بات نہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن پاک کی آیات پہاڑی سلسلوں کی چوٹیوں کی طرح ہیں جو اوپر سے تو الگ الگ ہیں لیکن گہرائی میں جا کر دیکھو تو ایک عظیم مضبوط باربط عمارت ہے جس میں کوئی کمزوری، کوئی کمی نہیں ۔

ایک اجنبی قاری کو یہ بات بھی حیران کن معلوم ہوتی ہے کہ قرآن حکیم میں

marfat.com

ماضی حال مستقبل کا خیال کسی ربط کے ساتھ نہیں کیا گیا۔ بعض دفعہ تو ایک ہی آیت میں بیک وقت ماضی حال اور مستقبل کے زمانے نظر آتے ہیں ۔یہی کچھ حال صیغوں کا ہے ۔ حاضر، غائب متکلم کے صیغے ایسے فوری تبدیل ہو جاتے ہیں کہ نا سمجھ قاری چکرا جاتا ہے۔اس کی وجہ بھی قرآن پاک کے منفرد اعجاز اسلوب سے ناواقفیت کی وجہ ہے۔ یہ ہم ہیں جنہوں نے اپنی چھوٹی سے زندگی میں وقت کو بھی ماضی حال مستقبل میں بانٹ کر رکھ دیا لیکن وقت سے بالاتر ہستی کے لیے سب کچھ ایک ہی چیز ہے۔قرآن انسان کو زمان و مکان سے بالاتر ہو کر سوچنے کی دعوت دیتا ہے۔

5.5 یکتا اسلوب کی وجوہات

اوپر ہم نے جن عجیب وغریب باتوں کو ذکر کیا ہے دراصل یہی قرآن پاک کا وہ اسلوب ہیں جو اسے ہر دوسری کتاب سے ممتاز کرتی ہیں ۔ اگر یہ کسی آدمی کی تصنیف ہوتی تو وہ ضرور انسانوں کے کتاب لکھنے کے اسالیب کو اپناتا۔ لیکن چونکہ اس کتاب کا مصنف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں ۔ بلکہ رب کائنات ہے ۔جو زمان و مکان اور حاضر غائب کی قیود سے آزاد ہے ۔جو ماضی وحال اور مستقبل کا محتاج نہیں اور حاضر ہو یا غائب اس کے سامنے موجود ہے ۔ اول ہو یا آخر ظاہر ہو یا باطن یہ سب اللہ تبارک تعالے کے حضور ایک ہی ہیں ۔ لہذا کلام اللہ انسانی قیود سے آزاد ہے اس کا انداز آفاقی ہے۔ لہذا اسکا اسلوب بیان تمام کتابوں سے جداگانہ ہونا اس کی اپنی حقیقت ہے۔

اگر قرآن پاک نے مذہب سائنس ، معاشرت ، حکومت ، معاشیات ، اخلاق ، نیکی بدی ، زندگی اور موت کو علیحدہ علیحدہ ڈبوں میں بند نہیں کیا تو اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ دراصل یہ سب ایک ہی حقیقت ہیں ۔ مثلاً معاشیات کو آپ سیاست ، حکومت

marfat.com

سائنس یا اخلاقیات سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح اخلاق ہو یا مذہب اس کو زندگی کے باقی شعبوں سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ یوں قرآن پاک زندگی کے تمام شعبوں کو ایک زندہ وحدت کے طور پیش کرتا ہے۔ جبکہ دور جدید کے نام نہاد ماہرین نے زندگی کو بے شمار بے جوڑ شعبوں میں بانٹ دیا ہے۔ اس لئے انہوں نے انسان کو سوائے انتشار (Chaos اور Confusion) کے اور کچھ نہیں دیا۔ ہر ماہر سمجھتا ہے کہ اسی کا فارمولا سب دکھوں کا امرت دھارا ہے۔ اور پھر جنون کی حد تک اپنی ازم (ism) کو دوسروں پر نافذ کر دیتا ہے۔ اور یوں جدید دور میں انسان کی ہستی بے شمار ازموں میں بٹ کر پھٹ گئی ہے۔

قرآن حکیم میں انسان کی معراج اس کی وحدت میں ہے۔ وہ نفس واحد سے پیدا ہوا اور وحدت ہی میں اس کی بقا اور ارتقاء ہے۔ افسوس کہ دور جدید نے اس کی وحدت کو زندگی کے ہر شعبہ میں چاق چاق کر دیا اور یہی آج کل کے انسان کے مسائل کی اصل جڑ ہے لیکن تقسیم انسانیت آج ہی کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ دنیا میں جس وقت قرآن حکیم تشریف لایا اس وقت بھی انسان چر کی چر کی پھٹا اور بٹا ہوا تھا۔ اس لیے کہ باطل کے تمام نظریات خواہ وہ جدید ہوں یا قدیم۔ ان کا نتیجہ انسان کی تقسیم ہے۔ امیر ہو یا غریب یہ تقسیم سب کے لئے عذاب ہے۔

اس شدید کمی کو پورا کرنے کے لیے رب العالمین نے رحمت للعالمین کے ہاتھوں ذکر للعالمین نازل کیا جس کا مقصد انسانیت کی وحدت کو برقرار رکھتے ہوئے فرد کی تکمیل ہے تاکہ انسان جہنم سے بچ جائے۔ اور یہی قرآن حکیم کا خاص موضوع ہے۔ دنیا کو آخرت سے، زندگی کو موت سے، گھر کو قبر سے، دین کو سائنس سے، اخلاق کو معاش سے، غریب کو امیر سے اور انسان کو اس کے رب سے جدا نہیں کیا جا سکتا، بلکہ یہ سب ایک ہی زندہ وحدت (Living Organism) ہیں۔ اگر ان سب کی اکٹھے ترقی ہو گی تو تبھی انسان کی صحیح ترقی ہو گی۔ بالکل انسانی جسم کی طرح۔ یہ نہیں کہ ہاتھ

marfat.com

بڑھ کر لمبے لمبے ہوتے جائیں اور پاؤں چھوٹے رہ جائیں یا سر بڑا ہوتا جائے اور دھڑ چھوٹا رہ جائے۔ اگر ان کی ترقیوں میں ربط اور مناسبت نہیں تو انسان بدنما حیوان بن جاتا ہے۔ (Disproportionate)

انسان کی روح کی خوشی اور اس کا روحانی ارتقاء بھی اسی قرآنی وحدت میں ہے اور جب روح اس وحدت کو قرآنی آیات میں دیکھتی ہے تو فرط مسرت سے کبھی جھومتی ہے۔ کبھی اس کی آنکھوں میں سے تقویٰ کے آنسو نکلتے ہیں اور کبھی کبھی دم بخود ہر آیت مبارکہ کے لفظ لفظ کے ساتھ وجد کرتی ہے۔ زمان و مکان کی قیود، حاضر و غائب کی تقسیم سے آزاد وہ خوشی سے سرشار ہو جاتی ہے۔ جیسے خالق کائنات خود اس سے ہم کلام ہو۔ روحانی ترقیوں کے زینوں پر یہ وہ مستی اور سرور ہے جو کسی راگ میں نہیں۔ کسی شراب میں نہیں۔ یہ تکمیل انسانیت کی منزل ہے جس پر پہنچ کر انسان خوف اور غم سے آزادی حاصل کر لیتا ہے۔ کائنات کی وحدت کا حصہ ہو کر محبت و عشق و مستی کا سرور پالیتا ہے۔

5.6 رحمت للعالمینؐ اور ہم

اس منزل کی واضح نشان دہی کے لیے مکمل انسان کا ہونا لازمی تھا۔ اس لئے رب العالمین نے ذکر للعالمین سے پہلے رحمت للعالمینؐ کو بھیجا۔ جب لوگوں نے چالیس سال تک ان کو اچھی طرح دیکھ بھال لیا اور انؐ کی عظمت کی گواہی الصادق اور الامین کے خطابات سے دے دی، تو اس وقت حکم ہوا اب دنیا کو تکمیل انسانیت کا درس دو۔

قرآن حکیم میں ہم جو یہ دیکھتے ہیں کہ زندگی کے ہر پہلو پر اس میں بنیادی باتیں تفصیل سے نہیں دی گئیں تو اس کی وجہ یہی تھی کہ علم کو معلم صلی اللہ علیہ وسلم کے

marfat.com

تابع کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن بھی نازل فرمایا اور اسکی تفصیل۔ بھی جس کو سنت نبویؐ کہتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر حرکت ہر قول و فعل قرآن کی تفصیل ہے آپؐ انسانیت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہیں جن کی خاطر رب العالمین نے کائنات بنائی جہاں تک کہ جبرئیل بھی اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھا، کہ سفر معراج میں ان کی ہم رکابی نصیب ہوئی۔ دنیا و آخرت میں خوش قسمت ترین وہ لوگ ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ لیکن آپؐ کی رحمت اس دور کے صحابہ کرامؓ کے لیے خاص اور محدود نہیں تھی۔ رحمت العالمینؐ کو کسی خاص دور میں بند نہیں کیا جا سکتا بلکہ آپ کی رحمت ہمیشہ جاری و ساری رہے گی۔ یہ انسان پر ہے کہ اس سے کس حد تک مستفید ہوتا ہے چنانچہ اگر آج بھی ہم میں سے کوئی صحابہ کرامؓ کے طرز زندگی کا نمونہ بن جائے تو آپؐ کی رحمت العالمینؐ سے یہ بعید نہیں کہ اسے بھی حضور پاکؐ کی ویسی ہی صحبت نصیب ہو۔ ایسی زندگی کا رہنما اصول قرآن حکیم ہی ہو گا یعنی اگر ہم صاحب قرآنؐ سے اپنے تعلق کو استوار کرنا چاہتے ہیں تو پھر قرآن حکیم سے اپنا تعلق استوار کرنا ہو گا یہ دونوں لازم ملزوم ہیں۔

قرآن پاک صرف کلام اللہ ہی نہیں بلکہ کلام رسول مقبول بھی ہے۔ اس کے ایک ایک حرف کی آواز سب سے پہلے آپؐ ہی کے مقدس ہونٹوں سے نکلی تھی۔ اور آج بھی آیات مبارکہ کی تار آپؐ جناب صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑی ہوئی ہے۔ یعنی قرآن حکیم میں ذکر و فکر سے غوطہ زن ہو کر ہم بھی فخر موجوداتؐ کے اصحاب کی جماعت میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں۔ آمین! گو "دیدار عام" کا وقت تو گزر گیا لیکن "دیدار خاص" کے چشمے اب بھی جاری ہیں۔

اللھم صلی علی محمد و بارک وسلم

یا الرحیم الراحمن

marfat.com

۷۔ حضرت محمدؐ اپنی خواہشِ نفسانی سے بات نہیں کرتے بلکہ ان کا ارشاد تو نری وحی ہوتی ہے

تارے کی قسم جب غائب ہونے لگے ① کہ تمہارے رفیق (محمدؐ) نہ رستہ بھولے ہیں نہ بھٹکے ہیں ② اور نہ خواہشِ نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں ③ یہ (قرآن) تو حکمِ خدا ہے جو (ان کی طرف) بھیجا جاتا ہے ④ ان کو نہایت قوت والے نے سکھایا ⑤

(۵۳ : ۱ - ۵)

۷۔ لا ینطق سیدنا محمدؐ عن الھوی بل ینطق بما یوحی إلیہ من اللہ

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ①
مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ②
وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ③
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ④
عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ⑤

(۵۳ : ۱ - ۵)

۱۶۔ قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان بنایا گیا ہے

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا تو کوئی ہے کہ سوچے سمجھے؟

(۵۴ : ۱۷)

۱۶۔ لقد یسّر القرآن للذکر

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ○

(۱۷ : ۵۴)

۱۷۔ قرآن کو آسانی کے لئے تھوڑا تھوڑا اور آہستہ آہستہ کر کے نازل کیا گیا

اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اسکو آہستہ آہستہ اتارا ہے

(۱۷ : ۱۰۶)

۱۷۔ لأجل السھولة أنزل القرآن نجما نجما بالتدریج

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنزِيلًا ○

(۱۷ : ۱۰۶)

اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہلِ باطل ضرور شک کرتے۔

(۲۹ : ۴۸)

وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ○

(۲۹ : ۴۸)

marfat.com

چھٹا باب

قرآن پاک۔اعجاز فصاحت اور برکات تلاوت

6.1 اعجاز فصاحت:۔

قرآن حکیم وہ کتاب ہے جو سراسر معجزہ ہے۔اس کا ہر انداز معجزہ ہے۔اس لحاظ سے یہ وہ کتاب ہے جس کی مثل ناممکن ہے۔عرب اپنی فصاحت اور زبان دانی پر فخر کرتے تھے اور غیر عربوں کو کم تر سمجھ کر عجمی یعنی گونگا کہتے تھے۔سالانہ حج ایک بہت بڑا مذہبی میلہ تھا جس پر بڑے بڑے عرب شعرا۔اور ادیب، خانہ کعبہ کے احاطہ میں ادبی محفلوں کا انعقاد کرتے اور داد وصول کرتے اور غیر معیاری کلام کو فوراً رد کر دیتے۔اس دور کے شعرا۔کا کلام آج بھی عربی ادب کا شاہکار سمجھا جاتا ہے۔اس ماحول میں جب قرآن پاک اترا تو اہل عرب کو جس بات نے سب سے پہلے ششدر کر دیا وہ اس کلام کی فصاحت و بلاغت تھی اس سے پہلے صاحب قرآن کی مکہ مکرمہ میں شہرت ان کی امانت اور صداقت کی وجہ سے تھی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی عرب کی ادبی محفلوں میں حصہ نہیں لیا تھا۔آپ خاموش طبع کسی گہری سوچ میں گم چپ چاپ قسم کے آدمی تھے۔اس لیے نزول قرآن پر مکہ مکرمہ میں مخالفین اس بات پر خاص طور سے پریشان تھے۔کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک امی اس عظیم الشان کلام کا خالق ہو۔ان کی بیچارگی یہاں تک تھی کہ انہیں یہ تک پتہ نہیں چل رہا تھا کہ قرآن پاک کلام کی

marfat.com

کون سی صنف سے تعلق رکھتا ہے۔

چنانچہ جب کسی نے کہا کہ قرآن شعر ہے تو مکہ مکرمہ کے شاعروں اور ناقدوں نے اس سوچ کو فوری طور رد کر دیا کہ وہ لوگ شعر کے تمام محاسن سے بخوبی واقف ہیں۔ یہ شاعری نہیں۔ کسی نے کہا یہ نثر ہے۔ تو انہوں نے کہا ایسا خوبصورت بے مثال فصیح و بلیغ کلام نثر نہیں ہو سکتا۔ اس پر جھنجھلا کر ایک بڑا کافر بولا تو آخر پھر یہ کیا ہے۔ تو کسی نے کہا یہ جادو ہے۔ ہاں یہ جادو ہے سب نے ہاں میں ہاں ملائی کہ جو سنتا ہے اس کا اسیر ہو جاتا ہے۔

6.2 چیلنج

عربوں کی ایک بہت بڑی خاصیت ان کی غیرت تھی اور اس میں شدت کا یہ حال تھا۔ کہ اپنی عزت کی خاطر جان تک قربان کر دیتے تھے۔ قرآن حکیم نے عربوں کی اسی غیرت کو چیلنج کرتے ہوئے اعلان کیا اگر تمہیں اس کے کلام اللہ ہونے پر شک ہے تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ۔ بلکہ تم اپنے تمام ساتھی اور حواری بھی اپنی مدد کے لیے بلا لاؤ اور مزید کہ پھر بھی تم ایسا کلام ہرگز نہیں پیدا کر سکو گے۔ اس چیلنج کے بعد کفار کو دق کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ تعالی نے سالانہ حج سے پہلے کعبہ کی ایک دیوار پر قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر کو خوبصورت لکھ کر لٹکا دیا اور چیلنج دیا کہ کوئی ہے۔ جو اس سے بہتر کلام پیش کر سکے۔ جیسے کہ اوپر کہا گیا ہے۔ کہ حج کے موقع پر عرب کے فصیح و بلیغ خطیب اور شعراء جمع ہو کر اپنا اپنا کلام سنا کر لوگوں سے داد حاصل کیا کرتے تھے۔ وہ قرآن کریم کے مخالف تو ہو سکتے تھے لیکن اس کے ادبی محاسن سے انکار ناممکن تھا۔ اس لیے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چیلنج کو جو دیکھا، تو عرب کے ملک الشعراء نے اپنی اس بے بسی کو تسلیم کرتے ہوئے سورۃ کے

marfat.com

نیچے لکھ دیا۔

"ماھذا کلام البشر"

یہ کلام بشر کا نہیں ہو سکتا۔

اس چیلنج کو آج ۱۴۰۰ سال سے اوپر ہونے کو آئے ہیں ۔ لیکن آج تک عرب اور غیر عرب کوئی کٹر سے کٹر مخالف اور حاسد اس عظیم اور کھلے عام چیلنج کا جواب نہیں دے سکا۔ جھوٹے نبیوں کے جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے بھی یہی چیلنج کافی ہے ۔ چونکہ وہ ایسا کلام لانے کی سکت نہیں رکھتے ۔ اس لیے قرآن حکیم کو جوں کا توں تسلیم کر لیتے ہیں اور اپنے جھوٹ و فریب کے لئے جھوٹی تاویلات کا سہارا لیتے ہیں ۔ مثلاً ہندوستان کے کاذب مرزا غلام احمد اور مصر کے کاذب خلیفہ راشد نے جب اپنی جھوٹی نبوت کے دعوے کیے تو قرآن حکیم کو جوں کا توں تسلیم کرنے کے سوا ان کے پاس کوئی اور چارہ کار نہیں تھا۔ مسلیمہ کذاب جس نے حضور پاکؐ کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا ۔ ثبوت کے طور پر کہ وحی اس کی طرف بھی آتی ہے تو اس نے بھی کچھ آیات بنائیں جو تاریخ کی کتابوں میں آج بھی محفوظ ہیں ۔ ان کا معیار نفس مضمون اور سٹائل قرآن حکیم کی آیات کا مقابلہ تو کیا کرتا بلکہ عرب اب تک اس کے کلام کو مذاق کے طور پر پیش کرتے ہیں ۔ اپنی اس کمزوری کو بھانپ کر مسلیمہ نے حضور انور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس امر پر بات چیت کے لئے ملنے کی خواہش کی. کہ وہ قرآن پاک کو صحیح تسلیم کرتا ہے ۔ اور آپ حضور پاکؐ اس ملعون کو اپنی نبوت میں حصہ دار تسلیم کر لیں۔

marfat.com

6.3 عجمیوں پر اثرات

ایک غیر عرب کے لئے قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور حسن کو سمجھنا تقریباً ناممکن ہے۔ لیکن اس کے اثرات سے وہ بھی اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انگریز نو مسلم محمد مارماڈیوک پکتھل نے کیا صحیح لکھا کہ "اس عجیب کتاب کے عجیب الفاظ ہیں، کہ سننے والا ان کی تاثیر سے پگھل جاتا ہے۔ دل دھڑکنے لگتے ہیں۔ اور آنکھیں تر ہو جاتی ہیں۔" وہ تمام لوگ جنہوں نے بغور ہوش و حواس قرآن کریم کو پڑھا یا سنا ہے وہ مارماڈیوک پکتھل کے اس مشاہدہ کے خود شاہد ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"قرآن سننے پر مومنین کے دل لرزنے لگتے ہیں۔ اور ان کی جلدیں اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپنے لگتی ہیں۔"

6.4 قرآن حکیم کی بار بار تلاوت کے اثرات

قرآن حکیم کی ایک اور بہت بڑی صفت یہ ہے جس کا ہر قاری گواہ ہے۔ دنیا بھر میں یہ واحد، وہ کتاب ہے جسکو جتنا زیادہ پڑھا جائے اسی نسبت سے مزید پڑھنے کا اشتیاق بڑھتا جاتا ہے۔ یہ صفت دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں ہے۔ جہاں تک کہ انتہائی دلچسپ اور معلوماتی کتابیں بھی ایک دو دفعہ سے زیادہ برداشت نہیں ہوتی ہیں۔ اور آدمی بور (Bore) ہو جاتا ہے۔ لیکن بار بار تلاوت سے بوریت کی بجائے قرآن حکیم کسی مقناطیسی قوت سے قاری کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اگر کوئی خوش قسمت اس کے معانی کو بھی سمجھتا ہو تو پھر تو معاملہ نورٌ علیٰ نور والا ہے اور ہر دفعہ قاری پر نئے سے نئے انکشافات وارد ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کا منبع عالم امر ہے انسانی روح بھی عالم امر سے ہے۔ چنانچہ جب روح قرآن سے ملتی ہے تو کلام اللہ کے الفاظ کا نور اس کے سرور کا باعث بن کر اسے بھی پرنور بنا دیتا ہے۔ افسوس کہ آج کچھ

marfat.com

لوگ روح کی اصل غذا یعنی تلاوت کلام اللہ کی بجائے موسیقی کو روح کی غذا کہہ کر نہ صرف خود بلکہ اوروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔حالانکہ موسیقی روح کی غذا تو کیا یہ روح کے لئے کراہت اور بیماری ہے۔ہاں نفس پر اس کے اثرات ہوتے ہیں۔

یہ کہ قرآن پاک نور ہے اسی سلسلہ میں بے شمار لوگوں کا تجربہ ہے کہ باقاعدہ قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والوں کی نظر خراب نہیں ہوتی اور مسجدوں میں بڑی بڑی عمر والے بزرگ کتنی آسانی سے قرآن حکیم کی تلاوت کرتے نظر آتے ہیں۔وجہ صاف ظاہر ہے کہ قرآن حکیم بصیرت ہے۔اس لیے بصارت کے لیے اس کا شفا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔قرآن پاک نہ صرف قلب اور روح کا نور ہے بلکہ آنکھیں جن کے راستہ سے اس کے الفاظ کی اشکال دماغ تک پہنچتی ہیں۔انہیں بھی منور کرتا جاتا ہے۔ہاتھ جو اسے چھوتے ہیں انہیں آگ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔کان جو اسے سنتے ہیں وہ برائی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔گھر جہاں پر پڑھا جاتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتوں کا نزول رہتا ہے اور شہر جس میں قرآن حکیم کا شوق بالاتر ہو وہ عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ

(سورۃ نور۔آیت مبارکہ ۳۵)

راہ دکھاتا ہے طرف نور اور روشنی کے
اللہ تعالیٰ جس کو وہ (راہ دکھانا) چاہتا ہے۔

marfat.com

۱۳۔ نزولِ قرآن کس کی وساطت سے ہوا

کہدو کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہو (اُس کو غصے میں مر جانا چاہیئے) اُس نے تو (یہ کتاب) اللہ کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔

(۲:۹۷)

١٣۔ بواسطة من أنزل القرآن الكريم

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ○

(۲:۹۷)

۱۴۔ قرآن عربی زبان میں کیوں نازل ہوا

اور اگر ہم اس قرآن کو غیر زبانِ عرب میں (نازل) کرتے تو یہ لوگ کہتے کہ اس کی آیتیں (ہماری زبان میں) کیوں کھول کر بیان نہیں کی گئیں۔ کیا (خوب کہ قرآن تو) عجمی اور (مخاطب) عربی....

(۴۱:۴۴)

١٤۔ لماذا أنزل القرآن باللغة العربية

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ

- - - -

(٤١:٤٤)

marfat.com

ساتواں باب

ناسخ اور منسوخ کا فتنہ

7.1 دشمنوں کی سازش

ناسخ اور منسوخ کا مسئلہ جس کا ذکر پیش لفظ میں بھی ہو چکا ہے قرآن الحکیم کے متعلق نازک ترین مسائل میں سے ایک ہے۔ جس کو بہت اچھالا گیا ہے۔ اور آج کل منافقین اس کی بنا پر انتہائی محترم بزرگوں کے حوالہ سے قرآن حکیم کے محکم ہونے پر شکوک پیدا کر رہے ہیں۔

اس مسئلہ کی نوعیت یہ ہے۔ کہ کہا گیا کہ جب قرآن الحکیم نازل ہو رہا تھا۔ تو اس وقت کبھی ایک حکم نازل ہوتا اور بعد میں ایک اور آیت نازل ہوتی۔ جو پہلے حکم کو بدل دیتی تھی۔ جس آیت کے ذریعہ ایسا ہوتا اسے ناسخ کہتے اور جس آیت کے حکم میں تبدیلی آتی اسے منسوخ کا نام دیا گیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الاتقان بمطابق اردو ترجمہ ادارہ اسلامیات لاہور جلد دوم صفحہ ۵۶ پر لکھا ہے کہ ایسی اکتیس آیتیں ہیں۔ جن کو منسوخ مانا گیا ہے۔ بعض نے اس سے زیادہ اور بعض نے اس سے بھی کچھ کم کہا ہے۔ غرض یہ ایک فنی مسئلہ ہے۔ جس کو موضوع بنا کر کتاب اللہ کے بارے شک پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ حالانکہ قرآن حکیم میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی باتون میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ بلکہ قرآن حکیم کا اعجاز ہی یہ بتایا گیا ہے کہ لا ریب فیھا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ دنیا کی ہر کتاب کے نفس مضمون میں کئی اختلافات یا تضادات نظر آئیں گے۔ لیکن یہ دعویٰ

marfat.com

صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ہے۔ کہ یہ ہر طرح کے شک وشبہ سے بالا تر ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

"یعنی اگر یہ کتاب کسی غیر اللہ سے ہوتی تو اس میں بڑا اختلاف یا تضاد ہوتا" (لیکن الحمد للہ یہ ہر قسم کے اختلاف سے پاک ہے)"

اس طرح کی بے شمار آیات مبارکہ سے اللہ تبارک تعالیٰ کلام اللہ کے محکم ہونے کی دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ اس پس منظر میں ناسخ اور منسوخ کا مسئلہ بالکل بے بنیاد اور غلط معلوم ہوتا ہے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے، کہ مرچ مسالہ لگا کر اس موضوع پر جلال الدین سیوطیؒ کے زمانہ (۹۱۱-۸۴۹ ہجری) تک بھی بے شمار لوگوں نے کئی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اور آج کل بھی ان مصنفین کو بنیاد بنا کر قرآن حکیم کے مخالف اس بے بنیاد بات کو ہوا دے رہے ہیں۔ کہ "قرآن کریم کا کافی حصہ منسوخ ہو گیا تھا۔ لہذا یہ قابل اعتبار نہیں (نعوذ باللہ) اورچونکہ قرآن پاک کی ایک آیت دوسری کو منسوخ کرتی ہے۔ لہذا اسکے احکام بھی محکم نہیں۔ اور قرآن پاک وقتی مصلحتوں کے مطابق بدلتا رہا۔ لہذا اسکی تخلیق میں انسانی ہاتھ ہے" ۔چنانچہ ان مخالفین سے ہمیں نیکی کی توقع نہیں کرنا چاہیے اور ایسے لوگ ہر زمانہ میں ایسی ہرزہ افشانی کرتے ہی رہے ہیں۔ لیکن جب اس قسم کی باتوں کو اسلامی روایات کے حوالہ سے پیش کیا جاتا ہے، تو بات خطرناک صورت اختیار کر جاتی ہے۔ اس لیے فی زمانہ اس مسئلہ کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے، تاکہ اہل علم، علمی موشگافیوں میں پھنسنے کی بجائے مسلمانوں کو منافقین کے گمراہ کن پراپیگنڈا سے بچائیں۔

7.2 موشگافیاں اور من گھڑت روایات

حقیقت یہ ہے کہ منافقین نے علمی "موشگافیوں" کے ذریعہ ہی سے اس مسئلہ

marfat.com

کو جنم دیا۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ اور سازشی مصنفین ناسخ اور منسوخ کی تشریح اور تفسیر میں اس قدر دور نکل گئے، کہ بعض نے تو تیسرے حصہ سے زیادہ قرآن پاک کو منسوخ قرار دے دیا (نعوذ باللہ)۔ اور عجیب عجیب روایات نے جنم لیا۔ مثلاً علامہ جلال الدین سیوطی کسی ابو عبید کا قول لکھتے ہیں، اس نے اسماعیلؒ بن ابراہیم سے۔ ان سے ایوب نے۔ ان سے نافع اور ان سے ابن عمرؓ نے کہا "بے شک تم لوگوں میں سے کوئی شخص یہ بات کہے گا، کہ میں نے تمام قرآن پاک حاصل کر لیا ہے۔ حالانکہ اسے یہ بات معلوم ہی نہیں کہ تمام قرآن کتنا تھا۔ کیونکہ قرآن پاک میں سے بہت سا حصہ جاتا رہا ہے" یہی ابو عبید سیدہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یوں روایت کرتا ہے۔ کہ ہم سے ان ابی مریم ان سے، ابی لہیعۃ ان سے ابی الاسود ان سے عروہ بن زبیرؓ، ان سے حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ کے ایام میں سورہ الاحزاب دو سو آیتوں کی پڑھی جاتی تھی۔ پھر جس وقت حضرت عثمانؓ نے مصاحف لکھے۔ اس وقت اس سورۃ میں سے بجز موجودہ مقدار کے اور کچھ نہیں پایا۔" (نعوذ باللہ)

غرض اس طرح کی من گھڑت روایات سے ان لوگوں نے علمی لبادہ اوڑھ کر اور مسجدوں کی محرابوں میں بیٹھ کر، اسلام کے مقدس علمی ذخیرہ میں اپنی نجاست پھیلائی۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو نامکمل۔ تحریف شدہ اور منسوخ ثابت کرنے کے لیے کسی نہ کسی صحابی کے نام کا سہارا لیا۔ اور راویان کے سلسلہ سے اپنی بات صحابہ کرامؓ کے ذمہ ڈال دی۔ چونکہ وہ زمانہ آج کا دور نہیں تھا۔ کہ آج جو لکھا کل کسی نقاد نے پکڑ لیا۔ بلکہ مسودے لائبریریوں میں پڑے رہتے تھے۔ پھر جب اسلام پر گرداب کا دور آیا تو علمائے مقلدین نے ہر لکھی ہوئی چیز کو حدیث مبارکہ سمجھ کر گلے سے لگا لیا۔ اور اگر کسی نے ہمت کر کے کہا کہ یہ تو قرآن پاک کے کھلی خلاف بات ہے، تو روایت کے آخر میں صحابی کے نام سے ذرا کر اعتراض کرنے والے کو چپ کرا دیا۔

افسوس کہ ایسی فضول روایات بنانے والے اور اپنانے والے بھول گئے، کہ

marfat.com

اللہ تبارک تعالی نے خود اپنی کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ اور تو اور خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔ کہ اگر وہ بھی اس میں کوئی ردو بدل کرتے تو قابل مواخذہ ہوتے۔ یہ طرز بیان حضور پاکؐ کی شان میں کمی کرنے کے لیے نہیں۔ بلکہ ایک اعلان ہے کہ اللہ کے حبیبؐ بھی قرآن پاک میں ایک حرف تبدیل نہیں کر سکتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی شان ہے اور حضور پاکؐ کے وحی کے حامل ہونے کا اعلان ہے۔ قرآن حکیم کی حفاظت اور اس کے خالص پن کے لئے یہاں تک انتظامات کئے گئے، کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے پہلے ہی تمام طرح کی جنات اور شیاطین کا داخلہ آسمانوں میں بند کر دیا گیا۔

حکم باری تعالی ہے۔ ہم نے اس مقدس کتاب کو نازل کیا ہے اور ہم (یعنی مالک کون و مکاں رب کائنات) اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ سوچیے جب اس شان والا بادشاہ قرآن پاک کا محافظ ہو تو ایسی کتاب میں کوئی ردو بدل یا نسخ ہونا کیسے ممکن ہے۔

چنانچہ ایسی تمام آیات مبارکہ اس بات کی بلاشک و شبہ ضمانت اور گواہ ہیں کہ موجودہ قرآن کریم وہی ہے، جو لوح محفوظ سے لیلتہ القدر کو اتارا گیا اور پھر منشائے الہی کے مطابق متواتر ۲۳ سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ اور آپ عالی جناب صلی اللہ علیہ وسلم ترتیب نزول کے مطابق نہیں۔ بلکہ لوح محفوظ والی ترتیب کے مطابق قرآن پاک حفظ کر لیتے اور کاتبین وحی کے ذریعہ لکھواتے اور پھر صحابہ کرام حافظ اول صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر قرآن پاک کی آیات مبارکہ کو حفظ کر لیتے اور یادداشت کی مدد کے لیے لکھ بھی لیتے۔

marfat.com

7.3 آیات کی غلط تاویل

ناسخ اور منسوخ کے مدعیان نے جن آیات مبارکہ کو موضوع بنا کر اس مسئلہ کو اچھالا وہ مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ ماننسخ بین آیته او ننسھانات بخیر منھا او مثلھا.... (۱۰۶) ۲

۲۔ ینسخ للہ ماشاء..........

دراصل ان آیات مبارکہ میں صرف یہ کہا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی کسی آیت کو جب نسخ کرتا ہے یا بھلا دیتا ہے تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور آیت لے آتا ہے۔ اگر نظام کائنات کو سامنے رکھ کر لفظ آیت کو اپنے وسیع تر معنوں میں لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ مندرجہ بالا آیت قرآن حکیم کی معجزانہ آیات میں سے ایک آیت ہے۔ جس کو پڑھ کر ایک سائنس دان کی روح وجد میں آجاتی ہے۔ وہ ساری کائنات کو اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے طور پر دیکھتا ہے۔ ایک ایک ذرہ سے لے کر اربوں کھربوں ستاروں پر مشتمل ان گنت کہکشاؤں میں آنے والی تبدیلیاں اس آیت مبارکہ کا ثبوت ہیں۔ وہاں ہر آن تنسیخ اور تخلیق کا مسلسل عمل جاری ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے حکم سے ایک ستارہ تباہ ہوتا ہے۔ تو اسکے ملبہ سے کئی دوسرے ستارے وجود میں آجاتے ہیں۔ ایک دنیا ختم ہوتی ہے۔ تو اسکی جگہ کوئی اور دنیا لے لیتی ہے۔ اور اس کی تفصیل ہماری کتاب "حیات بعد الموت" میں موجود ہے۔ اس دنیا میں بھی ایک آدمی جاتا ہے تو فوری دوسرا اس کی جگہ کو پر کر لیتا ہے۔ غرض کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی آیات کا حصہ ہیں اور اس کی نشانیوں میں ایک نشانی ہیں اور خالق حقیقی اپنی حکمت عالیہ کے مطابق صفحہ ہستی پر نئے سے نئے اور خوبصورت سے خوبصورت تر پھول بھرتا رہتا ہے۔ ایک نشانی جاتی ہے۔ تو اسکی جگہ دوسری نشانی لے لیتی ہے۔ اور اس فرمان الٰہی سے

marfat.com

ظاہر ہے، کہ یہ تمام تر عمل خیر کی طرف سے ہے۔ یعنی کائنات میں ارتقاء بہتری کی طرف ہو رہا ہے۔ اور نسخ والی آیت ایک آفاقی حقیقت کی طرف سائنسی اشارہ ہے۔ کائنات میں ارتقاء اس آیت مبارک کی تفسیر ہے جو کہ موجودہ صدی کے سائنس دانوں کا ایک بڑا موضوع تحقیق ہے۔ مثلاً معلوم ہوا ہے کہ ابتداء میں ستاروں کی دنیائیں سادہ تھیں۔ پھر جب ایک ستارہ اپنی اجل پر مرا، تو اس کے پھٹنے کے عمل میں اعلیٰ تر عناصر جنم لیتے ہیں جن سے اعلیٰ تر دنیاؤں کی تشکیل ہوتی ہے۔ یوں معلوم ہوا ہے کہ ہمارا یہ شاندار زندگی بخش نظام شمسی، لاکھوں ستاروں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ یعنی ان کے نسخ سے معرض وجود میں آیا ہے اور ایسی ہی قربانیوں سے کائنات میں ہر دم لاکھوں نئے نئے جہاں پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ لہذا کسی آیت مبارکہ کی جگہ بہتر آیات کا وارد ہونا ایک کائناتی عمل ہے جس میں بڑے عظیم اشارے اور انکشافات ہیں۔ سورۃ الرحمن میں ارشاد ربانی ہے

"و کل یوم ھو فی شان۔ اور اللہ تعالیٰ ہر روز ایک شان سے جلوہ گر ہوتا ہے۔
سبحان للہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

اب حق تو یہ تھا کہ نسخ اور نس کے الفاظ والی آیات سے ہمارے مفسرین کائنات میں اللہ تعالیٰ کی شان کو دیکھتے۔ لیکن دشمنوں کی پھیلائی ہوئی روایات کے چکر میں آکر ان میں کچھ سادہ لوحوں نے الٹا اللہ تعالے کے کلام کو ناقص بنا دیا۔ اور نعوذ باللہ۔ ذات باری تعالیٰ کو تلون مزاج بنا کر پیش کیا۔

7.4 پرانے مذاہب کا نسخ

اگر صرف مذہبی نکتہ نگاہ سے بھی دیکھا جائے تو کائنات میں روزانہ ناسخ و منسوخ کے جاری عمل کی تشریح کے علاوہ، کلام اللہ تمام پرانے نبیوں اور رسولوں کی تعلیمات

marfat.com

کو بھی منسوخ کرتا ہے ۔ کہ وہ صاحبان محدود وقت کے لیے محدود علاقوں میں تشریف لائے تھے اور ہدایت کی تعلیم دیتے رہے لیکن خاتم النبیینؐ سرور کائناتؐ اور اشرف الانبیاءؐ کی بعثت کے بعد نہ کسی پرانی شریعت کا جواز ہے اور نہ ضرورت ۔ لہذا اسلام تمام پرانے مذاہب کو منسوخ کرتا ہے ۔ ان الدین عند اللہ لاسلام ۔ اس کے برعکس مدینہ المنورہ کے یہودیوں کا اعتراض یہ تھا کہ بیت المقدس تمام نبیوں کا مرکز صلوۃ بھی تھا ۔ اسکو چھوڑ کر بنائے ابراھیمی کو کیوں کعبہ بنایا گیا ہے ۔ یا یہ کہ موسیٰ علیہ سلام کی حلال و حرام کو کیوں بدلا جا رہا ہے ۔ تو اس آیت پاک میں ان کے اعتراضات کا جواب تھا کہ اللہ تبارک تعالے اپنی جس آیت کو چاہے منسوخ کر سکتا ہے ۔ بلکہ لوگوں کے ذہنوں تک سے بھلا دیتا ہے ۔ جیسے اس نے لاکھوں دیگر پیغمبروں کو شریعت کو کجا ان کے ناموں تک کو انسانی یاداشت سے خارج کر دیا ہے ۔ یہودی یہ سب خوب سمجھتے تھے لیکن ان کے شرپسند ذہن نے مسلمانوں کو بھی ناسخ اور منسوخ کے چکر میں ڈال دیا ۔ یوں گویا نہ صرف قرآن حکیم پر شک کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ پر الزام بازی کی کہ متلون مزاج ہے ۔

7.5 تاویلات کی مثالیں اور اصل حقیقت

اس سلسلہ میں افسوس ناک بات یہ ہے کہ غلط فہمی کی بنا پر بعض اوقات مخلص مسلمان بھی اس شدید اجتہادی غلطی کا شکار ہوئے اور انہوں نے اس غلط کو سچ سمجھ لیا کہ قرآن حکیم کی ایک آیت دوسری آیت کو منسوخ کرتی ہے ۔ حالانکہ صحیح بات یہ ہے ۔ کہ اللہ تعالے کی کتاب کی ایک آیت دوسری آیت کو مضبوط کرتی ہے ۔ یہ سب تو ایک مضبوط اور بلند و بالا عمارت کی مانند ہے ۔ جس میں بنیادیں بھی ہیں اور اسکے اوپر دیواریں اور چھت بھی ہے ۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ دیواروں نے بنیادوں کو

marfat.com

منسوخ کر دیا ہے۔ یا چھت نے دیواروں کو۔ مثال کے طور پر قرآن حکیم میں شراب کی ممانعت کا حکم بتدریج آیا۔ ابتداء میں حکم آیا۔ شراب میں فائدے بھی ہیں اور نقصان بھی لیکن نقصان زیادہ ۔ بعد میں کلی حرمت نازل ہوئی۔ کہ شراب کے قریب بھی نہ جاؤ یہ عمل شیطان ہے ۔ اب ناسخ اور منسوخ کے مدعیان کہتے ہیں کہ دوسری آیت مبارکہ نے پہلی آیت مبارکہ کو منسوخ کر دیا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پہلی آیت ایک حکیمانہ سائنسی حقیقت ہے۔ جو اپنی جگہ ہمیشہ ہی ٹھیک اور اٹل ہے۔ اور دوسری آیۃ کریمہ ایک حکم ہے۔ جس کے تحت اس ام الخبائث کو ہمیشہ کے لئے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح کہا گیا ہے۔ کہ سورۃ مزمل کی ابتدائی آیات کو سورۃ مزمل ہی کی آخری آیات نے منسوخ کر دیا۔ اس قول میں بھی ناسمجھی کا فساد ہے ورنہ پہلی آیات ریاضت اور عبادت کا اعلیٰ ترین معیار مقرر کرتی ہیں اور سورۃ کے آخر میں جو فرمایا گیا ہے۔ رب رحیم کی طرف سے ایک رعایت ہے۔ کہ آپ آسانی سے جس قدر ممکن ہو اتنا جاگ لیا کرو۔ تاکہ ہم جیسے کمزور تن آسان بھی راتوں کے اترنے والے انوار سے فائدہ مند ہو سکیں۔

زکوۃ و صدقات

اسی طرح کہا گیا کہ زکوۃ کے حکم نے صدقات والی آیات کو منسوخ کر دیا ہے۔ حالانکہ زکوۃ تو سال میں ایک دفعہ اپنے مال سے لازمی کٹوتی ہے۔ جسکے مصارف مخصوص ہیں اور صدقات ہر وقت مال کا اللہ کی راہ مین مصرف ہے اور اسکے خرچ پر کوئی قید نہیں۔

marfat.com

بہتر اور بہترین

اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو راتوں کو میاں بیوی کا مباشرت کرنا منع تھا۔ لیکن بعد کی آیت ,احل لکم لیلۃ الصیام الرفث. میں اجازت مل گئی۔ جس سے یہ ممانعت منسوخ ہو گئی۔ حالانکہ یہ ایک رعایت ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں۔ لیکن تقویٰ کا اعلیٰ ترین معیار اول آیت مبارکہ ہی ہے۔

مسلمانوں کا غلبہ

یہ بھی کہا گیا کہ مسلمانوں کے غلبہ کی آیت مبارکہ کہ " تم میں بیس صبر والے ہوں گے تو دو سو پر غلبہ حاصل کرو گے۔ بعد میں اترنے والی آیت کہ جب تم سو ہو گے تو دو سو پر غلبہ حاصل کرو گے نے منسوخ کر دی۔ حالانکہ یہ تو چھوٹی اور بڑی جماعت میں تقویٰ کے معیار کی بات ہے۔ اگر تقویٰ کا معیار وہ ہو گا۔ جو ان مسلمانوں میں تھا تو یقیناً بیس، دو سو پر حاوی ہوں گے۔ لیکن چونکہ بڑی جماعت میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس لیے فرمایا کہ ۱۰۰ ہو گے تو ۲۰۰ پر غالب آؤ گے۔ یعنی دونوں آیات مبارک، ایک دوسرے کی تشریح ہیں نہ کہ ناسخ۔

حضور پاکؐ کی عزت مبارک

کوئی کہتا ہے کہ یہ آیت مبارکہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری سے پہلے یا بات کرنے سے پہلے کوئی صدقہ دے دیا کرو۔ اور پھر حکم ہوا کہ چونکہ تمہارے لئے یہ مشکل ہے۔ اس لیے اللہ تعالے تمہیں رعایت دیتا ھے۔ اس آیت نے صدقہ والی آیت کو منسوخ کر دیا۔ حالانکہ یہاں بھی ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے مقام

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واضح کیااور دوسری طرف بندوں کی تعلیم کی کہ حضور پاکؐ کے پاس حاضر ہونے کا پسندیدہ ترین طریقہ کیا ہے۔ اسکے بعد انسانوں کی کمزوریوں کے مدنظر رعایت عطا فرمادی۔ تاکہ وہ گنہگار نہ ہوں۔چنانچہ آج بھی دربار عالی وقار صلی اللہ علیہ وسلم میں پسندیدہ ترین یہی طریقہ ہوگا کہ غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم حاضری سے پہلے کچھ صدقہ کریں۔البتہ اگر وہ نہ کر سکیں تو کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔

جہاد و قتال کی اجازت

اسی طرح کسی نے لکھا کہ جب مدینہ المنورہ میں جہاد قتال کی اجازت مرحمت ہوئی تو اس آیت نے ہاتھوں کو نہ اٹھانے کے متعلق پہلی وحی کو منسوخ کر دیا۔ حالانکہ یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔آج بھی اگر حالات مکہ مکرمہ والے ہوں تو ہاتھوں کو باندھ کر رکھنا ہی بہتر ہوگا۔ لیکن جب مناسب طاقت کا حصول ہو جائے تو اپنی عقل اور حکمت کے مطابق جہاد بالسیف لازم ہوگا۔لہذا ان میں سے کوئی بھی آیت مبارکہ منسوخ نہیں۔ بلکہ ہر زمانہ میں ہر قسم کے حالات کے مطابق جہاد بالصبر سے جہاد بالسیف تک کی جدوجہد کے تمام مراحل کے لئے رہنمائی کرتی ہیں۔

پھر کسی نے کہا فتح مکہ کے وقت جب حرم مکہ میں قتال کی خصوصی اجازت ملی تو اس نے ممانعت کی تمام آیات کو منسوخ کر دیا۔ یہ کس قدر بڑی کج فہمی ہے۔ یہ اجازت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز تھی اور خدانخواستہ اگر کبھی بھی غیر مسلم یا منافقین خانہ کعبہ پر قابض ہو جاتے ہیں تو ان کے غلیظ ہاتھوں سے حرم مقدس کو آزاد کرنے کے لئے مسلمانوں کے پاس ایک استثنا موجود ہے۔ کہ وہ ایسے حالات میں خانہ کعبہ کو قتال کے ذریعے بھی آزاد کرا سکتے ہیں۔

marfat.com

ان تمام مثالوں کے بیان کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ بے سمجھی سے ناسخ اور منسوخ کا مسئلہ اٹھانا قرآن حکیم کی عظمت کے خلاف ایک سازش ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہر لحاظ سے مکمل ہے۔اس کی تمام آیات ایک دوسرے کی مضبوطی تشریح اور تفسیر ہیں۔ کوئی آیت مبارکہ کسی دوسری آیت مبارکہ کا نسخ نہیں۔جو لوگ ناسخ اور منسوخ کے چکر میں پڑے وہ صرف کج فہمی کا شکار تھے اور بعض ان میں منافق تھے۔جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں شک وشبہ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ورنہ اللہ تبارک تعالیٰ کے کلام میں ہرگز کوئی کجی یا کمی بیشی نہیں۔اس کی ہرآیت مبارکہ اپنی جگہ مستقل آیت ہے ہاں البتہ اپنے بندوں کی کمزوریوں کے مدنظر ہمارے روف الرحیم رب نے اپنی طرف سے ہمیں کچھ رعاتیں دی ہیں۔لیکن ان رعاتوں سے تقوے کے اعلیٰ معیار میں کبھی کمی نہیں ہو سکتی۔

قرآن حکیم میں ایک ہی مضمون پر دو یا دو سے زیادہ آیات اگر آئی ہیں تو یہ نسخ یا منسوخ نہیں بلکہ دراصل اس مضمون کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کرنے کے لیے اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے روشنی ہے۔ایسی آیات مبارکہ دراصل تقویٰ کے اعلیٰ سے اعلیٰ اور کم سے کم معیار کی حدود کا تعین کرتی ہیں۔ لیکن جان بوجھ کر اگر کوئی ایسی آیات کو ناسخ اور منسوخ کے من گھڑت معنی پہناتا ہے تو وہ کلام اللہ کی تکذیب کا مجرم ہے۔اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں تقویٰ کے اعلیٰ معیار کی توفیق دے اور اپنی کتاب پر بہتر سے بہتر طریقہ سے عمل کرنے کی توفیق دے۔آمین۔

نوٹ: ہم نے جان بوجھ کر ان غلط نقالی کرنے والے علماء کے نام نہیں لکھے کہ ہمارے سامنے مثبت مقصد ہے اور ہم الزام تراشی سے دور رہنا چاہتے ہیں۔

marfat.com

١٧ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ

تحقیق اس (قرآن پاک) کو جمع کرنا
اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے

١٨ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ

جب آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے
تو آپ اس کے الفاظ دہراتے جائیں

١٩ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ

کہ اس (قرآن پاک) کے بیان کو قائم رکھنا ہمارے ذمہ ہے۔

(سورۃ قیامت۔ آیات مبارکہ ١٧ تا ١٩)

marfat.com

آٹھواں باب

جمع القرآن حکیم اور ربط و ترتیب کا مسئلہ

۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ
مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم
مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

"وہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے قرآن کو از خود بنا لیا ہے؟
کہہ دو اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ۔
اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے
ہو" (سورۃ ھود۔آیت مبارکہ ۱۳)

8.1 بے ربطی کے شکار

ہم واضح کر چکے ہیں کہ قرآن پاک کی روح سے عاری قاری جب قرآن حکیم کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو وہ ایک عجیب و غریب مخمصہ بلکہ بعض اوقات وحشت ناک بے ربطی کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ یوں محسوس کرتا ہے۔ جیسے آیات بے جوڑ طور پر آگے پیچھے رکھ دی گئی ہیں۔ مضامین کا سلسلہ بھی جگہ جگہ ٹوٹتا نظر آتا ہے۔ چنانچہ دنیاوی کتابی معیار پر پرکھتے ہوئے اسے یہ کوئی باقاعدہ کتاب نظر نہیں آتی، بلکہ وہ اسے مختلف لمبائی چوڑائی گہرائی والے بے شمار مضامین کا آگے پیچھے رکھا ہوا ایک جھمگٹا محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ بذات خود قرآن حکیم اپنے آغاز ہی میں بے مثل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جو شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

سوال یہ ہے کہ قرآن حکیم کے ظاہر اور اصل میں سرسری قاری کو اس قدر تضاد کیوں نظر آتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ قاری انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا عادی ہے۔ اس کتاب کو جب وہ انسانی مصنفین کے معیار اور انداز سے دیکھے گا یا پرکھے گا۔ تو یقیناً بے ربطی کا شکار ہو گا۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ قرآن پاک میں بھی مضامین کے

marfat.com

لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ابواب ہوتے۔ کوئی سورۃ حکومت پر ہوتی۔ کوئی سیاست پر۔ کوئی معاشیات پر، کوئی تاریخی واقعات پر، کوئی اخلاقیات پر، کوئی عبادات پر غرضیکہ وہ قرآن پاک میں انسانی ذہن کی ترتیب ڈھونڈتا ہے۔ جو اس میں نہیں ہے۔ اگر یہ کسی انسان کے ذہن کی تخلیق ہوتا، تو یقیناً وہ یہ سب کچھ پاتا لیکن یہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ یہ انسان کو تقسیم کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس کی وحدت کو اجاگر کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔

ہمارے بعض Apologetic قسم کے مفکرین اور مفسرین نے بھی قرآن حکیم کی ظاہری بے ربطی سے اثر لے کر یہ لکھ دیا ہے کہ دراصل یہ کتابی صنف کی کتاب نہیں بلکہ اس کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مختلف مواقع پر خطابات کی صورت میں ہوا۔ اور یہ ان خطبوں کا مجموعہ ہے۔ اور بزعم ان کے، جب یہ خطبے ۲۳ سال کے لمبے عرصہ میں سینکڑوں علیحدہ علیحدہ حالات میں دیئے گئے ہوں۔ تو نتیجہ ایسا ہی نکلے گا۔ افسوس کہ ان کی اس دلیل کا قرآن فہمی سے کوئی تعلق نہیں۔

ٹھیک ہے کہ کتاب اللہ کا نزول حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم پر یکبار نہیں ہوا بلکہ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں ۲۳ سال ہوتا رہا۔ لیکن ہمارے یہ مفسرین بھول رہے ہیں۔ کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن حکیم کو نزول والی ترتیب سے جمع نہیں کیا تھا، بلکہ کاتبین وحی کو ہر ایک آیت مبارک کے متعلق ہدائت فرماتے، کہ اس کو فلاں سورۃ، فلاں جگہ، فلاں آیت کے آگے پیچھے رکھو۔ یہ اس ترتیب اور تزئین کے مطابق ہے جو لوح محفوظ میں قرآن پاک کی ترتیب و تزئین ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے مطابق قرآن حکیم کو لکھوایا اور خود حفظ کیا اور آپؐ کی زبان مبارک سے سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اسی طرح قرآن پاک یاد کیا۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ قرآن حکیم ۲۳ سالوں پر مشتمل خطابات کے نزول کا بے جوڑ مجموعہ نہیں۔ بلکہ یہ اللہ تبارک تعالیٰ کی دی ہوئی

marfat.com

ترتیب اور اسلوب کے عین مطابق کتاب وحی ہے۔ اگر آپ قرآن حکیم کے اسلوب میں ربط اور اسکے وجود میں حسن اور خوبیوں کو دیکھنا چاہتے ہیں تو اپنے ارد گرد خدا تعالیٰ کی قدرت کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کریں۔ آپ کو یہاں بھی وہ خوبصورتی اور ربط خود بخود نظر آنے لگے گا جو قدرت کے باقی عظیم خوبصورت مناظر میں موجود ہے۔

8.2 قدرت اور ربط

پہاڑوں کے سلسلہ کو دیکھیں شاید زمین پر ان سے زیادہ پر شکوہ خوبصورت نظارہ کہیں اور نہیں۔ لیکن جو سیلانی پہاڑوں کی اوپری سطح سے دیکھتا ہے۔ اس کے لئے یہ انواع واقسام کی چھوٹی بڑی نوک دار کھردری چٹانوں کا آگے پیچھے اوپر نیچے بے جوڑ بے ربط مجموعہ ہے۔ جن پر بلاترتیب ہزاروں قسم کے درخت پودے اور بوٹیاں اگی ہیں لیکن اگر وہی سیلانی جز کی بجائے کل کا نظارہ کرتا ہے تو اس کی روح پہاڑوں کے حسن پر وجد کرنے لگتی ہے۔ یہی حال تمام دوسری قدرتی تخلیقات کا ہے۔ اپنے سامنے کے درخت کو لیجیئے فرداً فرداً جدھر سے بھی دیکھو ظاہراً تمام شاخیں اور پتے بغیر کسی ترتیب کے ادھر ادھر نکلے ہوئے ہیں۔ لیکن کلی طور پر شاخوں اور پتوں کی اس ظاہراً بے ربطی ہی میں ایک ایسا باطنی ربط ہے جس نے درخت کو خوبصورتی اور تازگی کا زندہ شاہکار بنادیا ہے۔

آسمانوں پر ستاروں کی وسیع دنیاوں پر نظر اٹھائیں۔ ستارے ہر جگہ ایک جیسے نہیں۔ کہیں زیادہ کہیں کم۔ چھوٹے بڑے، ملے جلے، دور نزدیک۔ دیکھنے والا جب سرسری نظر سے آسمان کے ایک محدود حصہ پر نگاہ کرتا ہے تو وہ اس سب میں ترتیب کی کمی پاتا ہے لیکن جب وہی آدمی ایک بڑے آسمانی علاقہ کو اپنے سامنے رکھتا ہے تو بنانے والے کی حکمت پر عش عش کر اٹھتا ہے۔ دراصل آسمانی دنیاؤں میں ایک ایسا باطنی

marfat.com

ربط ہے کہ جوں جوں سائنس دان آگے بڑھ رہے ہیں انہیں وہ خوبصورتی نظر آتی ہے جس کا تصور بھی محال ہے۔ ایک اور مثال خود بنی نوع انسان کی ہے۔ زمین پر پانچ ارب انسان بستے ہیں۔ فرداً فرداً محال ہے کہ کوئی ایک بھی ہو بہو دوسرے جیسا ہو۔ لیکن اس ظاہراً اختلاف اور بے ربطی میں ایک عظیم ربط پوشیدہ ہے۔ جس کا ایک پہلو خاندان، معاشرہ، قومیں اور ملک ہیں۔ لیکن اس ربط کو دیکھنے کے لئے بصارت سے زیادہ بصیرت کی ضرورت ہے۔

8.3 کلام اللہ کا ربط

بعینہٖ ہی کلام اللہ کی حیثیت ہے۔ اس کا حرف حرف، لفظ لفظ، آیت آیت، رکوع رکوع، سورۃ سورۃ، منزل منزل سبھی ایک نہائت خوبصورتی اور ربط کے ساتھ ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ لیکن اس کو دیکھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے اولی الالباب کا قلب چاہیے۔ یہ سب کام ایسے عظیم حساب سے طے ہوا ہے۔ جس پر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک تعالیٰ اس حساب سے کچھ پردے کھول رہا ہے۔ اور کتاب کے آئندہ ابواب میں آپ اس کی چند حیرت انگیز جھلکیاں دیکھیں گے جن کی طرف پیش لفظ میں اشارہ کر دیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ ایک زندہ معجزہ ہے جس کے سامنے انسانی حساب بے حیثیت رہ جاتا ہے۔

اب یہ سوال کہ قرآن پاک کی آیات مبارکہ میں کیا ربط ہے اس کو سمجھنے کے لیے دماغ سے زیادہ قلب کی ضرورت ہے اور اگر عقل سلیم سے کوئی کلام اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو قرآن حکیم ایک مہربان دوست کی طرح از خود یہ راز اسے بتاتا ہے۔ اور یہ ربط اس قدر دلچسپ ہے، کہ بار بار پڑھنے سے بھی دل نہیں بھرتا۔ ایک ہی آیت مبارک کی بار بار کی تلاوت روح کے لئے ترقیوں کے زینے چڑھنے کی مانند ہے۔ ہر آگے

marfat.com

والا زینہ پہلے والے سے زیادہ مسحور کن ہے اور یہی وجہ ہے، کہ لوگ ساری عمر انتہائی شوق اور خشوع و خضوع کے ساتھ کلام اللہ کو ہزاروں بار پڑھتے ہیں لیکن جب بھی قرآن پاک کو نئے سرے سے پڑھنا شروع کرتے ہیں تو یہ ہر بار ایک نئی تازگی شان سے اپنے قاری کا استقبال کرتی ہے۔

ربط کے ضمن میں یہ حقیقت بھی اہم ہے کہ جس طرح آپ کے اپنے جسم کے اعضا میں ربط، پورے جسم کی زندگی ہے۔اسی طرح قرآن پاک بھی ایک زندہ وحدت ہے۔ لیکن اس حقیقت کا ادراک بھی تبھی ہو سکتا ہے۔جب قاری تلاوت کے ساتھ ساتھ آیات کے مقصد کو سمجھنے کی کوشش کرے اور جب تک سمجھ نہ جائے آگے نہ بڑھے یہ تجربہ کی بات ہے کہ جب سمجھنے کے لیے عالم شوق میں کوئی قاری انہی آیات کو بار بار پڑھتا جائے تو معنی کا نور خود بخود اس کے قلب پر نازل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

8.4 تقویٰ اور اولی الالباب

اے اولی الالباب خوب جان لو، کہ اس عظیم کتاب کی آیات میں کوئی شک و شبہ نہیں ۔ یہ رب العالمین کا کلام ہے ۔اس میں زمان و مکان کے ہر مقام کے لئے انسان کی رہنمائی کا سامان ہے ۔ لیکن یہ بات ہر ایک کے بس کی نہیں کہ وہ اس سے راستہ پاسکے ۔اس سے مستفید ہونے کے لئے لازمی شرط یہ ہے کہ آدمی تقویٰ کے مقام پر پہنچا ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے میڈیکل کی کتب سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو میڈیکل کالج میں داخلہ لے چکا ہے۔ تقویٰ کے مقام کے حصول کے لیے جو نہایت ضروری شرائط ہیں ان کا سورۃ بقرۃ کی پہلی چھ آیات مبارکہ میں اعلان کر دیا گیا ہے۔ان میں سے اول یہ ہے کہ آدمی قلب سلیم کے ساتھ برائی سے بچنے کی خواہش رکھتا ہو۔ بن دیکھے باطن کی دنیا پر ایمان لائے ۔ نماز قائم کرے ۔اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے ۔ اور اللہ

marfat.com

کے حبیبؐ پر قرآن پاک کے علاوہ بھی جو کچھ بھیجا گیا تھا یعنی آپ کی سنت مبارکہ پر بلاچوں وچراں ایمان لائے۔ اور آپؐ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے گئے تھے۔ جن میں سے بعض کا ذکر کلام اللہ میں موجود ہے۔ ان کی تصدیق کرے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ موت کے بعد آنے والی زندگی کی حقیقت کو تسلیم کرے۔ جو لوگ ان بنیادی شرائط پر پورا اترتے ہیں ان خوش قسمت انسانوں کو تقویٰ کی ڈگری عطا ہو جاتی ہے اور یوں وہ اس اہلیت کے حامل ہو جاتے ہیں جس کی بنا پر وہ قرآن حکیم کی صراط مستقیم پر چل کر دنیا و آخرت کی منزل پر مزید کامیابیاں حاصل کر لیتے ہیں۔

8.5 جمع القرآن اور ترتیب کا مسئلہ

قرآن حکیم کس نے جمع کیا؟ کس نے ترتیب دیا؟ کسی عقل سلیم والے مسلمان کے لئے تو یہ سوال ہی بے معنی ہے۔ اسے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ اسلام کی تکمیل (الیوم اکملت) کا مطلب ہی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کا ہر چھوٹا بڑا جز مکمل ہو گیا۔ تو پھر قرآن حکیم جو پورے اسلام کی بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے۔ اسے ادھورا کیسے چھوڑ دیا جاتا۔

لیکن افسوس کہ منافقین نے جن کی اسلام کے زمانہ اقتدار میں کمی نہیں تھی، اس سیدھے سادھے مسئلہ کو بھی وجہ نزاع بنا دیا۔ اور اسلام کی معتبر ترین ہستیوں یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام پر جمع القرآن کے مسئلہ کو اتنا الجھا دیا، کہ تبع تابعین کے زمانہ میں جمع القران ایک سیاسی فضیلت کا ذریعہ بن گیا۔ حتیٰ کہ حجاج بن یوسف جو اموی خلیفہ عبد المالک کی جانب سے حجاز کا گورنر تھا اور جس کے ظلم کے قصے اب تک دل کو لرزا دیتے ہیں۔ اس کو بھی قرآن حکیم کی ترتیب اور جمع میں حصہ دار بنا دیا گیا۔ اور آج تک یہ مسئلہ الجھا

marfat.com

ہوا ہے۔ اور اب مسلمانوں کے دشمن اسی اختلاف اور جھوٹی سچی روایات کو ملا کر یہ ثابت کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں کہ قرآن پاک حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے کافی عرصہ بعد کتابی شکل میں لایا گیا۔ لہذا اس دوران کتاب اللہ کے کچھ حصے ضائع ہونا بعید از قیاس نہیں (نعوذ باللہ) اور بعض آیات جو دراصل قرآن پاک نہیں ہیں۔ سیاسی مفاد اور شخصی تقدس کی بنیاد پر قرآن پاک میں شامل کر دینا بھی ناممکنات سے نہیں (نعوذ باللہ) لہذا مسلمانوں کا یہ دعویٰ کہ کلام اللہ ہو بہو اور حرف بحرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا صحیح نہیں (نعوذ باللہ)۔ لیکن یہ سب خرافات ہیں جو منافقین کے اذہان کی پیداوار اور مسلمانوں کے مخالفوں کا پراپیگنڈا ہے۔ جس میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں۔ سبحان اللہ کہ مالک کائنات نے قرآن حکیم کے آغاز ہی میں اپنی کتاب کے متعلق ایسے تمام فضول مسائل کا قلع قمع کر دیا۔ فرمایا:۔

ذالک الکتاب لا ریب فیھا۔

اس عظیم خوشخبری اور دعویٰ کے بعد قرآن حکیم کی جمع اور ترتیب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے کسی اور کے نام لگانا صریح کفر ہو گا۔

ایسا خیال دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (نعوذ باللہ) اعتراض ہے کہ آپؐ نے اپنا فرض منصبی پورا نہ کیا۔ جبکہ اشرف الانبیاء آخرت کو رخت سفر کے موقع (ہماری زندگی و آخرت آپؐ پر قربان ہو) یہ فرماتے ہیں۔

"مسلمانو! میں تم سے رخصت ہو رہا ہوں اور تم میں دو چیزیں بطور یادگار چھوڑے جا رہا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرا اہل بیت۔" (متفق علیہ)

کسی بھی شیعہ سنی یا کسی فرقہ کو اس حدیث مبارکہ پر شک نہیں جو اس بات کا پختہ ثبوت ہے۔ کہ حضور پاکؐ کے سامنے قرآن حکیم ایک کتاب کی شکل میں موجود

marfat.com

تھا۔ اسی نسبت سے سورۃ فاتحہ جسے سورۃ حمد بھی کہا جاتا ہے۔ کو فاتحہ الکتاب قرار دیا۔ حالانکہ اپنے نزول کے اعتبار سے یہ بعد کی سورت ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ سے روائت ہے کہ قرآن حکیم کو کتابی شکل میں جمع کرنے کے لئے سرور کائنات نے حضرت علیؑ کو حکم دیا۔ حضرت علیؑ اس کام پر لگ گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر نگرانی ایک زرد رنگ کے پارچے میں قرآن پاک کو جمع کیا اور پھر اس پر مہر لگا دی۔(حوالہ تاریخ القران۔ابو عبید اللہ زنجانی)

اہل سنت کے مشہور مؤلف حاکم نے اپنی کتاب مستدرک میں حضرت زیدؓ بن ثابت کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ "ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قرآن حکیم جو ریشم کے ٹکڑوں۔ کاغذ کے پرزوں اور لکھنے والی ایسی کئی دوسری چیزوں میں منتشر تھا۔ جمع کرتے اور ہر آیت و سورۃ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اس کے مناسب محل و مقام پر رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی یہ تحریریں متفرق تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ وہ انہیں ایک جگہ کتابی شکل میں جمع کریں اور اسے جمع کرنے کے بعد حضرت علیؑ ہمیں اسے ضائع کرنے سے ڈراتے تھے۔(حوالہ تاریخ القران ابو عبید اللہ زنجانی۔ معرفت تفسیر نمونہ)

دراصل حضورؐ پاک کے سامنے کئی صحابہ کرامؓ اس عظیم خدمت میں لگے رہتے تھے۔ چنانچہ طبرانیؒ اور عساکرؒ نے حضرت شعبیؒ سے روایت کی ہے۔ انصار میں کم از کم چھ افراد نے قرآن پاک کو حضور پاک کے سامنے جمع کیا تھا(حوالہ منتخب کنزالعمال جلد دوم حصہ ۵۲ معرفت تفسیر نمونہ) اسی سلسلہ میں حضرت ابو قتادہؓ، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انصار میں سے حضرت ابیؓ بن کعب، حضرت معاذؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت اور حضرت ابو زیدؓ نے حضور پاک کے سامنے کلام اللہ کو کتابی شکل میں جمع کیا تھا(حوالہ صحیح بخاری جلد ۶۔ معرفت تفسیر نمونہ)۔

ان تمام آیات و روایات اور ان دلائل کے بعد یہ کہنا، کہ حضور صلی اللہ علیہ

marfat.com

وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور قرآن کریم جمع نہیں ہوا تھا۔ ایک بہت بڑا جھوٹ اور باطل کلمات میں سے ہے۔ بلکہ یہ قرآن حکیم کی تکذیب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان کہ اپنے فرض منصبی کو پورا کیے بغیر چلے گئے۔ چنانچہ آئندہ ابواب میں قرآن حکیم کے متعلق جمع القرآن کے بارے میں جو اختلاف پھیلائے گئے ہیں ان پر مزید بحث کی جائے گی۔

اگر بفرض محال قرآن حکیم کی آیات اور سورتوں کی ترتیب حضور پاکؐ کے بعد کی ہوتی، تو اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے کفار کو یہ چیلنج نہ ہوتا۔ کہ

"اگر تمہیں قرآن کے کلام اللہ ہونے میں شک ہے تو اس جیسی ایک ہی سورۃ بنالاو"۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۳)

۲۲ وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِۦ وَادْعُوا
شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳- اللہ تعالیٰ کی باتوں کی وسعت کیا ہے

اور اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو (اور) اسکے بعد سات سمندر اور (سیاہی ہو جائیں) تو اللہ کی باتیں (یعنی اُس کی صفتیں) ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(۳۱ : ۲۷)

۳- ماذا سعة كلام الله

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝

(۳۱ : ۲۷)

کہدو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ (یہ کہ) میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اُس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے (اللہ کیطرف سے) آتا ہے۔ کہدو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والا برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور (کیوں) نہیں کرتے؟

(۶ : ۵۰)

قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝

(۶ : ۵۰)

marfat.com

نواں باب

قرآن حکیم کی معجزانہ ترتیب

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا

"آپ فرما دیں کہ اگر تمام انسان اور جنات اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو وہ اس جیسا نہ لا سکیں گے۔
اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی کیوں نہ ہوں"
(سورۃ بنی اسرائیل۔آیت مبارکہ ۸۸)

9.1 دشمن کے جارحانہ اقدام

اس سے پہلے ہم قرآن پاک کی ترتیب کے سلسلہ میں کچھ جھلکیاں دے چکے ہیں۔لیکن اس سلسلہ کی سازش کے اثرات کو سمجھنے کی ضرورت ہے جس کے سہارے آج کل کے منافقین ، محققین کے لبادہ میں آکر کلام اللہ کی بنیادوں پر حملہ کر رہے ہیں اور اپنے اس مذموم پراپیگنڈا کو جدید ذرائع ابلاغ مثلاً انٹرنیٹ (Internet) کے ذریعہ پھیلا رہے ہیں۔افسوسناک بات یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خلاف اپنے جارحانہ اقدام کا دفاع اسلامی ادب میں پھیلی ہوئی روایات سے ہی کرتے ہیں۔اور کچھ قدیم علماء اور کمزور روایات کا سہارا لے کر اکثر یہ کہتے ہیں کہ قرآن حکیم میں سورتوں اور سپاروں کی ترتیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کا کارنامہ ہے۔ان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک کو بکھرے ہوئے اجزا میں چھوڑ گئے۔جنہیں ابتداً حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کے اصرار پر اکٹھا کیا اور یہ صحیفہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ تک ام المومنین حضرت حفصہؓ جو حضرت عمرؓ کی صاحبزادی بھی ہیں کی حفاظت

marfat.com

میں رہا۔ اور آخر کار خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اس صحیفہ کی دوبارہ اصلاح کی اور اس سے مصدقہ کاپیاں بنا کر اسلامی سلطنت کے صوبائی دارالحکومتوں میں معیاری کاپی کے طور پر عوام کی سہولت کے لئے بھیج دیں۔

ان کا کہنا ہے اور اپنے اس دعوے کے قول میں وہ کئی روایات پیش کرتے ہیں کہ سورتوں کی موجودہ ترتیب اور بعض آیات مبارکہ کی ترتیب بھی حضرت ابو بکرؓ کی مقرر شدہ کمیٹی کے زیر نگرانی حضرت زیدؓ بن ثابت انصاری نے کی۔ اور ان لوگوں کے مطابق قرآن حکیم کی تیس سپاروں میں تقسیم اس سے بھی بہت بعد کے زمانے کی بات ہے۔ اور اس فضیلت کا حقدار حجاج بن یوسف کو قرار دیتے ہیں۔ جس نے اموی خلیفہ عبدالمالک کے حکم پر یہ کام کیا تھا۔ بعض مستشرقین کا یہ کہنا ہے۔ کہ تیس سپاروں کی تقسیم کسی نامعلوم عالم کی ہے۔ اور اس کی وجہ صرف پڑھنے کی سہولت ہے۔ تاکہ روزانہ ایک سپارہ کے حساب سے مہینہ میں ایک دفعہ قرآن حکیم پڑھا جاسکے۔ سپاروں ہی کے بارے کچھ شرانگیز روایات ایسی بھی آئی ہیں۔ کہ حضرت علیؓ نے حضور پاک کی ہدایت کے مطابق جو قرآن پاک کا مجموعہ تیار کیا تھا۔ اسمیں چالیس سپارے تھے۔ لیکن بعد میں اس میں سے دس سپارے ضائع ہو گئے (نعوذ باللہ)۔ لیکن کوئی ان لوگوں سے پوچھے کہ جب حضرت علیؓ خود خلیفہ بن گئے تو پھر ان دس سپاروں کو بحال کیوں نہ کیا۔

9.2 معجزہ ترتیب کی دریافت

یہ تو مشرکین اور منافقین کا واویلا ہے۔ جن کے مذموم مقاصد سے ہم اچھی طرح آگاہ ہیں۔ لیکن قرآن حکیم میں سورتوں کی ترتیب کچھ اس طرح ہے، کہ بعض اوقات ایک سوچنے والا مخلص مسلمان بھی حیران ہو جاتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ کلام اللہ

marfat.com

کی بعض سورتیں بہت لمبی ہیں۔جیسے سورہ البقرہ جو ڈھائی سپاروں پر محیط ہے اور بعض اس قدر چھوٹی مثلاً سورۃ کوثر جہاں صرف تین آیات پر اکتفا کیا گیا ہے یعنی سورتوں کے حجم میں واضح اختلاف کی وجہ کیا ہے

دوسرا سوال سپاروں اور سورتوں کی ترتیب کے متعلق اٹھتا ہے۔اس میں کیا خاص حکمت ہے، کہ پہلی سورۃ فاتحہ سات آیات کی ایک چھوٹی سورۃ ہے۔لیکن اس کے بعد یکے بعد دیگرے لمبی لمبی سورتیں رکھی گئی ہیں ۔درمیانی سپاروں میں سورتیں بھی درمیانی لمبائی کی ہیں۔اور آخر قرآن پاک میں چھوٹی چھوٹی سورتیں سجائی گئی ہیں ۔لیکن اس میں بھی کئی جگہ استثنا.فرمایا گیا ہے۔

یہ سوال ایک عرصہ سے مصنفین میں سے ایک (سلطان بشیر محمود) کے ذہن میں بھی تھا۔اس کی وجہ صرف تجسس اور ایک محقق کی نظر سے تھی ۔ورنہ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن حکیم کی جو ترتیب بھی ہے وہ وحی الہی کے مطابق ہے۔

اس الجھن کا ایک عام سا جواب تو یہ دیا جاتا ہے، کہ قرآن پاک میں سورتوں کی ترتیب قاری کی سہولت کی خاطر رکھی گئی ہے۔نماز کی قرات میں اکثر پڑھی جانے والی سورتیں آخری پاروں میں کر دی گئیں ۔اور قانون ، سماجی انصاف اعتقادات اور دیگر انسانی مسائل پر مشتمل سورتوں کو پہلے سپاروں میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ سوسائٹی کی پہلی ضرورت ہیں۔لیکن یہ دلیل کوئی زیادہ وزنی معلوم نہیں ہوتی اس لیے کہ نماز میں پڑھنے کے لئے کوئی خاص سورۃ مخصوص نہیں۔اور قرآن پاک کی حکمت ساری کتاب میں برابر ملتی ہے۔سوسائٹی کے لیے بھی احکامات جگہ جگہ آتے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ مدنی سورتیں اکثر لمبی تھیں اور مکی چھوٹی ۔اور ترتیب کے وقت میں مدنی سورتوں کو فوقیت دی گئی ۔لیکن اس بات میں بھی کوئی وزن نہیں ۔ قرآن حکیم کی ترتیب مکی یا مدنی سورتوں کے لحاظ سے نہیں ہے۔اور مکی سورتوں میں سورۃ اعراف اور سورۃ انعام خاصی لمبی ہیں۔جو ترتیب کے لحاظ سے ابتدا. میں رکھی گئی

marfat.com

ہیں اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ قرآن حکیم کی ترتیب نزولی نہیں بلکہ بسا اوقات ایک ہی سورۃ میں مکی اور مدنی آیات شامل ہیں اور سورتوں کی ترتیب کا نزول کے ساتھ کوئی ربط نہیں۔

غرض اوپر دی گئی تمام تر توضیحات غیر حقیقی معلوم ہوتی ہیں۔ اور ماسوائے اس کے کہ یہ ترتیب قرآن اللہ تعالیٰ کا اپنا ہی راز ہے۔ کچھ اور نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن چند بے ادب قسم کے دانشور جب اپنی عقل سے کوئی اطمینان بخش جواب نہ پا سکے۔ تو یہ رائے گھڑ دی کہ (نعوذ باللہ) قرآن پاک کے جمع کرنے میں کسی خاص ترتیب کو مدنظر نہیں رکھا گیا تھا۔ بلکہ جہاں اور جیسے جمع کرنے والوں کو آسان نظر آیا، انہوں نے ویسے ہی ان کو لکھ دیا یعنی موجودہ ترتیب بلا حکمت ہے۔

جہلا اور منافقین کا یہ گروہ اپنی اس بے تکی رائے کے وقت یہ بھول جاتا ہے یا دل سے مانتا ہی نہیں کہ قرآن حکیم جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور اس کی حفاظت خود خالق کائنات نے اپنے ذمہ لی ہے۔ اس لیے اس کے متعلق ایسی لغو بات ہرگز زیب نہیں دیتی۔

مصنف (سلطان بشیر محمود) کو کلام اللہ کے دشمنوں کی پھیلائی جانے والی اس سازش سے نہ صرف قلق تھا بلکہ وہ فکر مند بھی تھا کہ قرآن پاک کی ترتیب میں جو حکمت پنہاں ہے وہ کھل کر سامنے آجانی چاہیے تاکہ مسلم نوجوان منافقین کے پراپیگنڈہ کے خلاف اپنے ایمان کا دفاع کر سکیں۔ یہ اللہ تبارک تعالیٰ کا فضل تھا کہ اس کی دعا سنی گئی اور قرآن حکیم کی ترتیب کے کچھ معجزانہ پہلو اس پر آشکارا کر دیے گئے۔ چنانچہ ۱۹۹۴ کی ایک رات جب وہ نماز عشاء ادا کر رہا تھا تو وتروں کی آخری رکعت میں اس نے سورۃ الکوثر پڑھی اور ساتھ ہی خیال آیا۔ یا اللہ اپنی حکمت تو ہی جانتا ہے۔ لیکن حیران ہوں۔ کہ تین آیات کی یہ سب سے چھوٹی سورۃ بھی آخری نہیں۔ اس فکر کے نتیجہ میں دوران نماز ہی خیال آیا کہ ہو نہ ہو یہ ایک عمیق حسابی مسئلہ ہو اس لیے قرآن حکیم کے

marfat.com

سپاروں اور سورتوں کے درمیان ایک گراف لگاؤ اور پھر دیکھو تو بات سمجھ آجائے گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور جب رات ڈھائی بجے نقاط کے درمیان گراف کھینچا گیا۔ تو جو کچھ سامنے نظر آیا عقل حیران تھی۔اس قدر خوبصورت گراف جیسے لڑی میں ہیرے پروئے ہوں۔گراف کیا ہے حساب کا ایک لاجواب کلیہ ہے جو قارئین کے لئے اگلے صفحات میں پیش کیا جاتا ہے اور اس کو گراف نمبر 1 پر ظاہر کیا جاتا ہے۔

9.3 معجزانہ ترتیب کا تجزیہ اور عظیم حکمتیں

اس معجزانہ ترتیب کو سمجھنے کے لئے پہلے آپ جدول نمبر1 پر غور فرمائیں۔یہ جدول اللہ کی کتاب کے تیس پاروں اور ایک سو چودہ سورتوں کے درمیان ہے۔ فہرست ب۔ا سپاروں کو ظاہر کرتی ہے اور ج۔ا ہر سپارے کے سامنے شروع سے اس پارے کے اخیر تک سورتوں کی تعداد ہے۔مثلاً پہلے پارہ میں دو سورتیں ہیں اور دوسرے پارے کے اخیر تک بھی صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں۔البتہ تیسرے پارے میں سورۃ ال عمران کا آغاز ہوا۔یوں تیسرے پارے کے اخیر تک قرآن حکیم کی سورتوں کی تعداد تین ہو گئی۔یہ سورۃ چوتھے پارہ میں ختم ہو جاتی ہے اس لیے اب تک تین سورتیں ہی ہیں۔سورۃ النسا.چوتھے سپارے سے شروع ہوتی ہے اور پانچویں سپارے کو بھی کراس کر جاتی ہے اور چھٹے سپارے میں ختم ہوتی ہے اور یہاں سے ایک اور نئی سورۃ شروع ہوئی اور یوں اس سپارے کے آخر تک قرآن حکیم کی صرف پانچ سورتوں کا اختتام اور آغاز ہوا۔یوں یہ سلسلہ چلتا جاتا ہے۔اور بارہویں پارے کے آخر تک بارہ سورتوں کا اجرا. ہو چکا ہوتا ہے۔لیکن اس کے بعد کی سورتیں جلدی جلدی جاری ہو جاتی ہیں۔بیسویں پارے تک انتیس ۲۹ سورتیں آچکی ہوتی ہیں۔اکیسویں پارے کے اخیر تک تینتیس (۳۳) ہو گئیں۔اور بائیسویں کے اخیر تک چھتیس (۳۶)

marfat.com

جدول نمبرا

قرآن کریم میں سورتوں اور پاروں کی ترتیب

پارہ نمبر	آخر پارہ تک سورتوں کا نمبر شمار	پارہ نمبر	آخر پارہ تک سورتوں کا نمبر شمار
ا - ب	ا - ج	ا - ب	ا - ج
1	2	16	20
2	2	17	22
3	3	18	25
4	4	19	27
5	4	20	29
6	5	21	33
7	6	22	36
8	7	23	39
9	8	24	41
10	9	25	45
11	11	26	51
12	12	27	57
13	14	28	66
14	16	29	77
15	18	30	114

marfat.com

گراف نمبرا

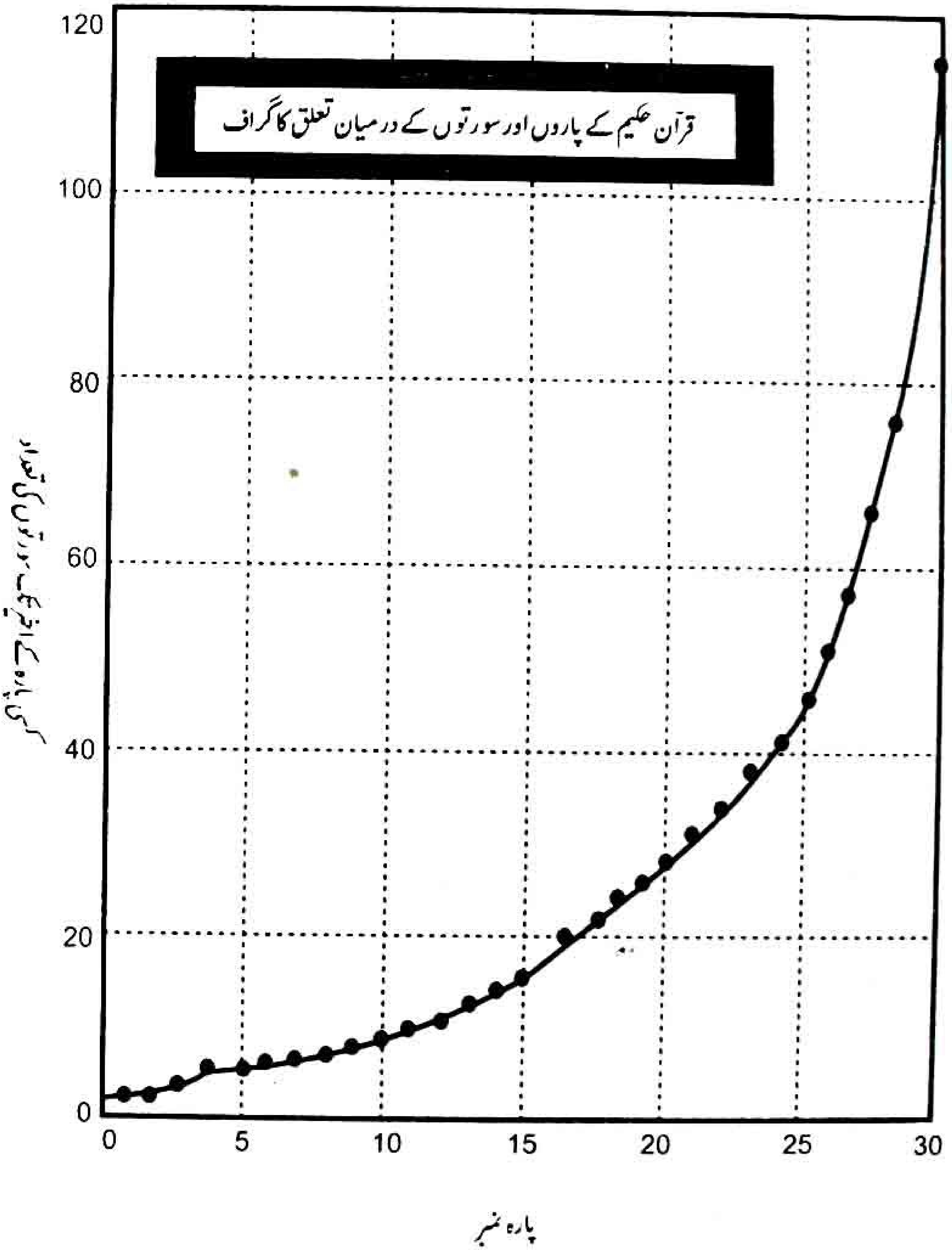

marfat.com

پچیسویں تک پینتالیس (۴۵) اور اٹھائیسویں تک چھیاسٹھ (۶۶) اور اگلے دو سپاروں یعنی تیسویں (۳۰) کے اخیر تک پوری ایک سوچودہ سورتیں مکمل ہوئیں۔

9.4 معجزانہ گراف

شاید ابھی تک آپ نے اس حساب میں کوئی خاص بات محسوس نہ کی ہوگی ماسوائے یہ کہ شروع میں سپارے زیادہ ہیں اور سورتیں کم اور بعد میں سورتوں کی آمد میں تیزی آتی جاتی ہے۔ اس کی صحیح صورت اس وقت واضح ہوتی ہے جب سورتوں اور سپاروں کی اس ترتیب کے درمیان حسابی گراف کھینچا جاتا ہے۔ جو کہ شکل نمبر 1 پر دکھایا گیا ہے۔ یہ گراف ترتیب کا ایک معجزہ ہے جو عقل کو مبہوت کرنے کے لیے کافی ہے۔ یہ ایک بالکل عجیب اور غیر متوقع صورت حال کی نمائندگی کرتا ہے۔ نقاط کو جوڑنے سے کوئی بے جھول خطوط کی شکل نہیں بنتی بلکہ ایک نہایت خوبصورت قوس بنتی ہے۔ ایسی قوس کا بننا ایک دور از قیاس بات ہے۔ اس لیے کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ سائنسی تجزیوں میں نہایت احتیاط سے نکالے ہوئے تجرباتی نقاط بھی ایک اوسط قوس کے ارد اگرد بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن قرآن پاک کی ترتیب میں اس قوس پر نقاط موتیوں کے ایک ہار کی مانند یکے بعد دیگرے انتہائی متناسب طور پر آرہے ہیں۔ ایک سائنس دان اور حساب دان اس حسین تناسب کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ اس کے لیے یہ گراف اس بات کی منہ بولتی تصویر ہے کہ قرآن حکیم کی سورتوں اور سپاروں میں ایک معجزانہ تعلق ہے، جو کسی مخصوص حکیمانہ حسابی کلیہ کے مطابق ہے اور اس لحاظ سے سورتوں اور سپاروں میں اس کی تقسیم بے مثل بھی ہے اور عجیب بھی۔ یعنی سورتوں اور سپاروں کے درمیان قرآنی ترتیب میں کچھ گہرے راز پنہاں ہیں۔ جو ابھی تک انسان کی نظروں سے پوشیدہ تھے، اور ہم عاجز اللہ تبارک تعالیٰ کا شکر ادا

marfat.com

کرتے ہیں کہ تاریخ عالم میں پہلی دفعہ اس عظیم حکمت کو دیکھنے کی ہمیں سعادت نصیب ہوئی۔

اس معجزانہ ترتیب میں کیا حکمتیں پنہاں ہیں اس تجزیہ کی طرف تو ہم بعد میں آئیں گے لیکن ایک بات بالکل صاف ظاہر ہے کہ قرآن حکیم کی سورتوں اور سپاروں میں تقسیم انسانی نہیں بلکہ ام الکتاب کے مطابق ہے۔یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں . کہ وہ اس طرح کے دقیق اور ناقابل سمجھ حساب . جس کی صحیح مساوات بھی دریافت نہیں ہوئیں ان کے مطابق سورتوں کو آگے پیچھے ترتیب دیتا اور پھر پورے قرآن پاک کو تیس برابر حصوں میں تقسیم کر دیتا. کہ ہر پارے کے آخر تک آنے والی سورتوں کی تعداد نقطہ نقطہ مل کر اس طرح اٹھتا ہوا گراف بن جاتا کہ کوئی نقطہ بھی ادھر ادھر نہ ہوتا۔

آپ میں سے جو سائنس کے طالب علم ہیں۔انہوں نے مختلف سائنسی تجربات کے دوران کئی گراف بنائے ہوں گے اور ان کا اپنا مشاہدہ ہو گا. کہ گراف کے نقاط ہمیشہ ہی ادھر ادھر ہوتے ہیں۔اور پھر ان کے درمیان ہلکے ہاتھ سے ایک لائن کھینچ دی جاتی ہے۔جو مقادیر کے درمیان اوسط تعلق کی شکل کو ظاہر کرتی ہے۔لیکن اس کے مقابلے میں قرآنی ترتیب کے اس گراف نمبر1 کے تمام نقاط حیرت انگیز صحت کے ساتھ حسابی لڑی میں پروئے گئے ہیں جو اس بات کا کھل کر ثبوت ہے. کہ قرآن پاک کو اس طرح ترتیب دینا کسی انسانی دماغ کے لئے چودہ سو سال پہلے تو کیا آج بھی بہت مشکل ہوتا۔لیکن چودہ صدیاں پہلے کی سائنس اور حساب کی دنیا میں جا کر یہ اگر سوچا جائے. کہ یہ کیسے ہوا تو عقل مبہوت رہ جاتی ہے۔اور دل بے اختیار اس کی سچائی کی گواہی دے گا۔

اس دریافت کے بعد یہ کہنا یا سوچنا کہ قرآن حکیم کی سورتوں کی ترتیب اور سپاروں کی تقسیم حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور عظیم المرتبت

marfat.com

صحابی یا دانشور کا کام ہے۔ انتہائی مضحکہ خیز اور لغو معلوم ہوتا ہے۔ چودہ سو سال پہلے اگر سارے انسان مل کر بھی ایسی ترتیب دینا چاہتے تو نہ دے سکتے۔ حتیٰ کہ آج کے اس سائنسی اور حسابی دور میں بھی یہ کام ناممکنات میں سے معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شک کرے کہ اللہ کی کتاب میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل ہے تو اس کے نفاق پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جس عظیم کتاب کی فہرست مضامین، اس قدر پر حکمت ہو، اسکے مضامین آیات اور رکوعات میں جو احتیاط اور شان ہو گی اسکے کیا کہنے۔

9.5 ترتیب اور روحانی ترقی

اب ہم گراف نمبرا کے حوالہ سے کلام اللہ کی اس معجزانہ ترتیب کے روحانی پہلوؤں کے سلسلہ میں کچھ سوچیں گے، چنانچہ جیسا پہلے کہا گیا ہے۔ انسان کے بس کی بات نہیں، کہ اللہ تبارک تعالیٰ کی حکمتوں کی تہہ تک پہنچ سکے۔ (لیکن جتنا اللہ تعالیٰ چاہے) مندرجہ ذیل صرف مصنف (سلطان بشیر محمود) کے اپنے خیالات ہیں۔ قرآن حکیم کی اس سائنسی اور حسابی ترتیب میں کئی حکمتیں چھپی نظر آتی ہیں جس میں حساب دانوں، سائنس دانوں، دانشوروں اور علماء کی سوچ بچار کے لیے میدان کھلا ہے۔ اللہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ان عظیم رازوں پر سے ہم پردہ اٹھا سکیں اور دنیا جو جہالت، منافقت اور شرک کے گہرے اندھیرے میں بھٹک رہی ہے۔ اس کی سیاہ راتوں کو ہم قرآن حکیم کی روشنی سے منور کر سکیں۔

ہماری عقل ناقص کے مطابق سورتوں اور سپاروں میں یہ معجزانہ ترتیب قرآن حکیم کی روحانی تصویر ہے۔ یہ بات بھی معنی خیز ہے، کہ آغاز میں گراف کی قوس صفر سے شروع نہیں ہوتی (ملاحظہ ہو گراف نمبرا) جس کا یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ جب

marfat.com

کوئی قاری قرآن حکیم کی طرف رجوع کرتا ہے۔تو نیت کے ساتھ ہی اسے ایک روحانی بلندی حاصل ہو جاتی ہے۔اور یہ بات بھی ہے کہ بلالحاظ مذہب و ملت ہر آدمی میں ایک بنیادی خیر کا پہلو بھی ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے مستفید ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور جب وہ راہ پر چل پڑتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی برکت سے اس کی یہ صلاحیت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

اب جیسے جیسے آدمی قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھتا جاتا ہے اس پر اس کے روحانی اثرات بڑھتے جاتے ہیں۔شروع شروع میں بلندیوں کا حصول نسبتاً آہستہ ہوتا ہے۔شاید یہ وقت بنیاد مضبوط کرنے کا ہے۔اپنے مقام سے آگاہی کا وقت ہے۔جس میں آدمی اپنی زندگی کی سمت سیدھا کرنا سیکھتا ہے اور پھر صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتا ہے اور باطل جذبوں سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے۔لیکن صحیح فکر اور عمل کے ساتھ جیسے جیسے انسان قرآن پاک کی منزلیں طے کرتا جاتا ہے اس کی روح اپنے رب کی طرف وفا کا پیکر بن کر سفر جاری رکھتی ہے۔اور اعلیٰ سے اعلیٰ نت نئے سے نئے مقامات عالیہ سے لطف اندوز ہوتی ہے۔اس کی ایک وجہ یہ دی جا سکتی ہے، کہ ابتدائی سورتیں کسی فرد کی ظاہری تطہیر پر مرکوز رہتی ہیں اور وہ بتاتی ہیں کہ انسان کے لیے زندگی کی گھما گھی میں کیا کچھ کرنا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے۔وہ اسلامی شریعت کی عام زندگی پر حاوی شقیں کھول کر بیان کرتی ہیں کہ وہ سوسائٹی کے عمرانی اور اخلاقی پہلوؤں پر بحث کرتی ہیں اور آدمی کو صحیح انسان بناتی ہیں۔اگر قاری اپنی زندگی ان کے مطابق ڈھالتا جائے تو جیسے وہ قرات میں آگے بڑھتا ہے، تو بعد میں آنے والی سورتیں اسے ظاہر کی دنیا سے زیادہ باطن کی دنیا کی تطہیر کے متعلق دعوت دیتی ہیں۔یوں جب ایک قاری ابتدائے قرآن کی تلاوت کرتا جاتا ہے۔اور اپنی زندگی کا اس کے مطابق رخ موڑتا جاتا ہے اور اپنی ظاہری زندگی کو قرآنی رنگ میں رنگ لیتا ہے۔تو مزید آگے بڑھتے ہوئے وہ اس قابل ہو جاتا ہے، کہ قرآن حکیم کی باطنی روشنی سے بھی بہرہ اندوز ہو۔باہر والا رنگ پھر اس کے

marfat.com

باطن پر اترتا جاتا ھے اور روح اس سے طاقت حاصل کرتی جاتی ہے اور یوں قرآن کریم کے آخری حصوں تک پہنچتے پہنچتے قاری کی روح اس قدر طاقتور ہو جاتی ہے کہ سورتوں اور سپاروں کے درمیان اس گراف کی مانند وہ ملائے اعلیٰ کی طرف عمودی اڑان لے لیتی ہے۔

اس طریقہ تلاوت کی خاص بات قرآن حکیم کو ختم کرنا نہیں (جو ہمارا رواج ہے اور ہم فخر سے کہتے ہیں میں نے اتنے قرآن ختم کر لیے) بلکہ اس کو سمجھ کر دل پر اتارنا ہے۔ یعنی قاری محسوس کرنے لگے کہ قرآن پاک کی آیات اس پر نازل ہو رہی ہیں۔ یہ وہ کیفیت ہے جب قرآن پاک قاری کی روح کی غذا بن جاتا ہے۔ شاید اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سمجھ آجائے کہ آپ نے فرمایا میں نے سورۃ بقرہ کو پڑھنے کے لیے سات سال لیے۔ مطلب یہ ہے کہ ترتیل، فکر و تدبر اور عمل کے ساتھ اگر اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت کی جائے تو قرآن حکیم کی معیت میں قاری کے روحانی سفر کی کوئی انتہا نہیں۔ جیسے جیسے قاری آگے بڑھتا جاتا ہے۔ روحانی بلندیوں میں مسلسل اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ بیسویں سپارے کے بعد اضافہ کی شرح بے مثال ہے۔

ان روحانی ترقیوں کو عددی لحاظ سے جدول نمبر ا اور گراف نمبر ا میں دیکھیں تو پہلے سپاروں کے اختتام پر اضافہ کی شرح سست ہے۔ اس کی مثال وہ بے شمار اینٹیں اور مسالہ ہے جو کسی مضبوط مکان کی بنیادوں میں چھپ جاتا ہے یعنی ابتدائے قرآن روح کی اڑان نہیں بلکہ پرورش کا دور ہے۔ اگلے پانچ سپاروں میں بھی یہی ہے۔ ۱۰ سے پندرہ پاروں تک اضافہ ۸ گنا ہے اور ۱۵ سے ۲۰ تک اضافہ کی شرح ۱۱ گنا ہے۔ لیکن اس کے بعد روحانی بلندیوں میں بہت تیزی آجاتی ہے۔ یعنی ۲۰ سے پچیس پاروں تک ترقی ۱۶ گنا ہے۔ لیکن آخر میں جا کر قرآن کے طالب علم کی روحانی ترقی کی اڑان تقریباً عمودی ہو جاتی ہے۔ یعنی روحانی فیصلے جو مہینوں میں طے ہوتے تھے اب وہ گھنٹوں میں طے ہونے لگتے ہیں۔

marfat.com

قرآن حکیم کی تلاوت کی ایسی برکات کے متعلق حضرت عبداللہؓ بن عمروؓ بن العاص روائت کرتے ہیں ۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"وہ شخص جس کی زندگی میں قرآن حکیم کی تلاوت معمول رہا ہے ۔ روز جزا اس شخص کو کہا جائے گا۔ قرآن پاک پڑھتے جاؤ اور اوپر چڑھتے جاؤ۔ تم آہستہ آہستہ پڑھو چونکہ تمہاری منزل وہ مقام ہو گا جہاں تمہاری تلاوت کا آخری لفظ ختم ہو گا۔ (حوالہ ابو داود ۔ ترمذی)

9.6 حق کے لیے جدو جہد اور کامیابی کا فارمولا

یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم کی یہ حیرت انگیز ترتیب صاحب قرآن پاکؐ کی جدوجہد کی عملی تصویر ہے ۔ ابتداً دعوت بہت ہی کٹھن کام تھا ۔ ابتدائی مکی دور میں تو اسلام قبول کرنے والوں کی شرح زیادتی بہت آہستہ تھی ۔ لیکن پھر ہر آنے والا دن پہلے کی نسبت زیادہ کامیاب تھا ۔ ہجرت تک مکی مسلمانوں کی تعداد ڈیڑھ سو افراد سے بھی کم تھی ۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک تعالیٰ حضور پاکؐ کی جدوجہد کے ثمر میں برکت ڈالتا گیا، حتیٰ کہ فتح مکہ کے دن آپ کے ساتھ دس ہزار جانثار تھے ۔ اور اگلے تین سالوں میں یہ تعداد بڑھ کر ایک لاکھ سے زیادہ ہو گئی ۔ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے ۔ جس کا اللہ تبارک تعالیٰ نے سورۃ نصر میں ارشاد فرمایا ہے

إِذَا جَآءَ نَصۡرُ ٱللَّهِ وَٱلۡفَتۡحُ ﴿١﴾	جب اللہ تبارک تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی اور فتح ملی
وَرَأَيۡتَ ٱلنَّاسَ يَدۡخُلُونَ فِي دِينِ ٱللَّهِ أَفۡوَاجٗا ﴿٢﴾	تو تم نے دیکھا لوگوں کو فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے (سورۃ نصر ۔ آیت مبارکہ ا تا ۲)

یہ آیت مبارک حضور پاک کی جدوجہد کے اس دور کے متعلق ہے، جب

marfat.com

جدول نمبر ۲

عیسوی سال بعثت نبوی	اہم واقعہ	مسلمان مردوں کی تعداد
610	بعثت طیبہ	1
622	ہجرت	150
623	بدر	313
624	احد	700
627	خندق	1000
628	حدیبیہ	1400
628	خیبر	1600
629	موتہ	3000
630	فتح مکہ	10000
630	حنین اور طائف	14000
631	تبوک	30000
632	حجتہ الوداع	124000

marfat.com

گراف جدول نمبر۲

قرآن حکیم کی منازل اور سورتوں کے درمیان تعلق کا گراف

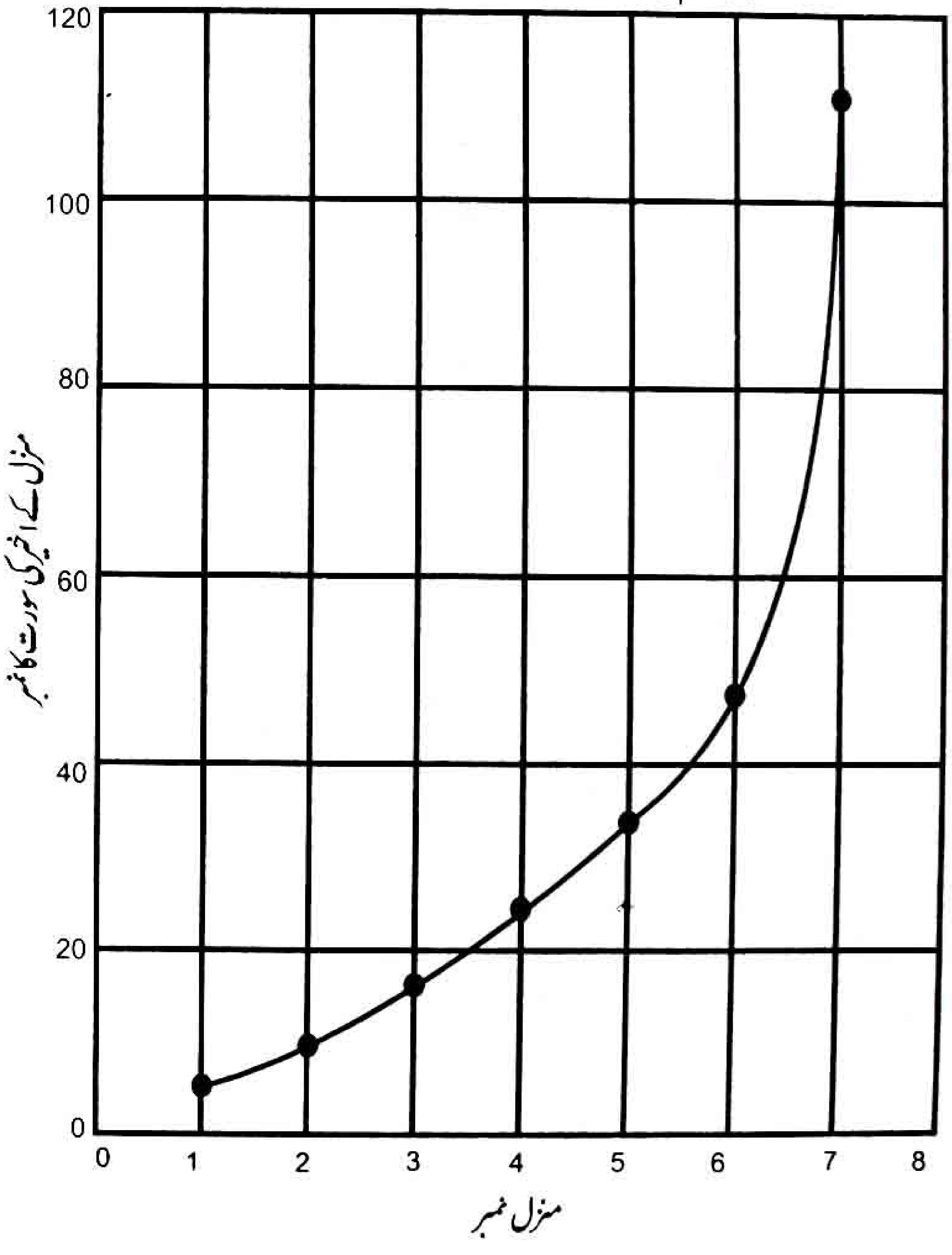

marfat.com

کامیابی عمودی طور پر بلندیوں کو چھو رہی تھی ۔ بالکل ایسے ہی جیسے قرآن حکیم کی سورتوں اور سپاروں کا گراف آخر پہنچ کر عمودی ہو جاتا ہے ۔ دراصل جدوجہد اور کامیابی ان تمام صبر آزما مرحلوں سے گزرتی ہے ۔ جو ہمارے نبی پاکؐ کی سنت ہیں ۔ اور قرآن پاک کی ترتیب اس جدوجہد کی سنت کی ایک جہت ہے

آیئے اب اس تناظر میں ذرا سورۃ نصر کی تفسیر سائنسی اور حسابی طریقہ سے کریں اور دیکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد اور اللہ تبارک تعالیٰ کی مدد میں تعلق کی کیسی تصویر ظاہر ہوتی ہے ۔

سیرت طیبہ کے مطالعہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بعثت کے مکی دور میں کئی ایسے لمحات آتے تھے جب حضور پاکؐ کے کچھ پیروکار فکر مند ہو جاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ اکرام کی دلجوئی فرماتے تھے ۔ چنانچہ قرآن پاک میں اس سلسلہ میں حوصلہ افزائی کے لیے جو آیات مبارکہ نازل ہوئی ہیں دراصل ان آیات مبارکہ سے اللہ تعالیٰ آپؐ کے صحابہ کرامؓ کی دلجوئی فرما رہے ہوتے تھے ۔ اشرف الانبیاءؐ (ہمارا سب کچھ آپؐ پر قربان ہو) کی ۲۳ سالہ جدوجہد میں مسلمان مرد جو اسلام کے حصار میں داخل ہوئے تھے ان کا تقریباً شمار جدول نمبر ۲ میں دیا گیا ہے ۔

جدول نمبر ۲ کی وضاحت گراف نمبر ۲ میں ہے ۔ جس میں وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کی تصویر نظر آتی ہے ۔ اس عظیم جدوجہد میں صلح حدیبیہ وہ اہم موڑ ہے جسے اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے فتح مبین کہا گیا ہے اور اس فتح کے ساتھ ہی نصرت اللہ تعالیٰ شامل حال ہو جاتی ہے چنانچہ اس مقام کے بعد اسلام کی افرادی قوت میں اضافہ کی شرح تیزی سے بڑھتی ہے ۔ گراف نمبر دو میں 629 سے 632 کا زمانہ "ید خلون فی دین اللہ افواجا" کی حسابی تصویر ہے ۔ یوں یہ سارا گراف حضور صلی اللہ علیہ کی جدوجہد کی صحیح صحیح عکاسی ہے اور آپؐ کے بعد حق کے لیے جدوجہد کرنے والوں کے راہ کا تعین کرتا ہے ۔

اس کے مطابق حق کی جدوجہد کے تین ادوار ہیں ۔ مکی دور جو بہت تنہائی اور

marfat.com

مایوسی کا دور ہے یہ دور ٹوٹل جدوجہد کے تقریباً ۵۵ فیصد طویل دور پر شامل ہے۔ اس کے بعد امید اور خطرات کا دور شروع ہوتا ہے۔ جو جدوجہد کے تقریباً ۲۵ فیصد حصہ پر مشتمل ہے۔ امید اور خطرات کے دور کے بعد وہ دور آتا ہے جب حق کے شیدائیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح کا اعلان اور نصرت کا آغاز شروع ہوتا ہے اور اس آخری ۲۰ فیصد دور میں جدوجہد مکمل کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ حق جیت جاتا ہے اس کے مقابل باطل بری طرح ہار جاتا ہے۔

گراف نمبر ا میں قرآن حکیم کی ترتیب بھی حق کے لیے جدوجہد کی تصویر ہے۔ یعنی آپ حضورؐ کی جدوجہد اور کلام اللہ کی ترتیبی گراف یعنی گراف نمبر ا اور گراف نمبر دو کا موازنہ کر کے دیکھیں تو ایک ہی صورت نظر آتی ہے۔ دونوں ہی میں بالاخر وہ وقت ضرور آتا ہے جب اللہ تعالیٰ کی رحمت موسلا دھار برستی نظر آتی ہے اور بے مثال روحانی اور دنیاوی کامیابی عطا ہوتی ہے۔

9.7 تلاوت کا بہتر طریقہ

قرآن پاک کی معجزانہ ترتیب کا گراف یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ زیادہ برکات کے لئے قرآن حکیم کی تلاوت شروع سے اخیر تک بالترتیب کرنا چاہیے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن پاک ایک بڑی شاہراہ کی مانند ہے جو بلندیوں کی طرف جاتی ہے۔ اس میں جس مقام سے چاہا سفر کرنے والا بھی انتہائی ثواب کا حق دار تو ہے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، کہ اسکے ایک ایک حرف کے پڑھنے میں دس نیکیاں ہیں اور آپؐ نے تشریح فرمائی کہ میں نہیں کہتا ہوں کہ الم ایک حرف ہے بلکہ "الف"، "لام" اور "م" تین الگ الگ حروف ہیں اور یوں الم کی تلاوت سے قاری کو تیس نیکیاں انعام میں ملتی ہیں۔) البتہ قرآن پاک کا صحیح حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب ہم کلام اللہ کو اس کی

marfat.com

ترتیب کے حساب سے پڑھیں۔ صحابہ کرام ایسا ہی کرتے تھے۔ جب ہم ان کی مانند شروع سے آخر تک قرآن حکیم کی تلاوت کو اپنی زندگی کا معمول بنائیں گے، تو تلاوت کے ساتھ ساتھ ثواب کے علاوہ روحانی ارتقا بھی حاصل ہوتا جاتا ہے۔ ہر اگلی آیت مبارکہ کا ثواب اس سے پہلی آیت مبارکہ سے زیادہ ہوگا اور اخیر میں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حساب نہیں اور یوں قاری نہایت تھوڑے عرصہ میں انتہائی زیادہ بلندیاں حاصل کرتا جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ ان ترقیوں کے لیے خالص نیت اور عمل لازمی شرط ہیں۔

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کا ایک اقتباس

فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الهدی هدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (متفق علیہ)

تمام باتوں سے بہتر اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن پاک) ہے اور تمام راستوں سے بہتر راستہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

(۱) **تمام جہانوں کے لئے باعث رحمت**	(۱) **رحمۃ للعالمین**
اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام جہان کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○
(۲۱ : ۱۰۷)	(۲۱ : ۱۰۷)
اور (اے محمدؐ) ہم نے تم کو تمام لوگوں کیلئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ○
(۳۴ : ۲۸)	(۳۴ : ۲۸)

marfat.com

دسواں باب

قرآن حکیم کی منازل
کا حیرت انگیز معجزہ

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا
فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا
شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

"اور اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے بندے
(محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی ہے کچھ شک
ہو تو ایک ہی ایسی سورت لے آؤ
اور اللہ کے سوا تمہارے جو مددگار ہیں ان کو بھی بلا لاؤ
اگر تم سچے ہو"
(سورۃ بقرۃ - آیت مبارکہ ۲۳)

پچھلے ابواب میں ہم نے دیکھا ہے، کہ قرآن حکیم کی سورتوں اور پاروں کی تقسیم حسابی زبان میں ترتیب کا ایک معجزہ ہے۔ اور اس بات کا واضح اور غیر مبہم ثبوت ہے۔ کہ انسانیت کے لیئے ہدایت کی اس عظیم کتاب کی ترتیب تک بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اب ہم قرآن پاک کی منازل کے سلسلہ میں یہ واضح کریں گے اس میں بھی ایک معجزہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ہر چیز انسانی ذہن سے ماورا بات ہے۔ اور منازل کی تقسیم بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

10.1 پس منظر

جہاں قرآن حکیم تقریباً برابر کے تیس پاروں میں بانٹا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ

marfat.com

اس کی تلاوت کے لئے سات منازل بھی مقرر کی گئی ہیں۔ بعض صحابہ کرامؓ کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھنے کا شوق رہتا تھا۔ وہ دل و جان سے چاہتے تھے کہ روزانہ ایک قرآن پاک ختم کر لیا کریں۔ یہ غالباً اس زمانہ کا واقعہ ہے جب وحی الٰہی اپنی تکمیل کو پہنچ چکی تھی، یا پہنچنے والی تھی اور صحابہ کرامؓ جلد از جلد پورے قرآن پاک کا دورہ کرنے کا نہایت شوق رکھتے تھے۔

چنانچہ شوق کے عالم میں چند صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا کہ "یا رسول اللہ، ہم قرآن مجید کی تلاوت کس طرح کریں۔" چونکہ اسلام اعتدال کا دین ہے۔ آقاؐ نے فرمایا۔ "مہینہ میں ایک بار یعنی روزانہ تقریباً ایک پارہ۔" صحابہ کرامؓ میں سے ایک جوان نے کہا کہ "حضور ہم میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔ مزید اجازت دیں۔" ان کے شوق کو مدنظر رکھتے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔ "بہتر ہے تم لوگ پندرہ دن میں ختم کر لیا کرو۔" لیکن کلام اللہ کے ان عاشقوں کے لئے یہ بھی کافی نہیں تھا۔ دوبارہ عرض کیا "یا رسول اور رحمت فرمایئے۔" سرور کائناتؐ نے ان کے اصرار پر فرمایا۔ "تم قرآن حکیم کو سات منزلوں میں پڑھ لیا کرو۔" (حوالہ ابو داود۔ بحوالہ مولانا عبدالقیوم ندوی "قرآن پاک اور اس کی حکایات" صفحہ ۵۷)۔

10.2 سات منازل کی ترتیب

روایات اور احادیث مبارک کے مطابق قرآن حکیم کی منازل حسب ذیل ہیں۔

جدول نمبر ۳
سات منازل ترتیب کا خاکہ

منازل	سورت سے سورت	تعداد سورتیں	آخری سورت نمبر
1	سورۃ بقرۃ سے سورۃ النساء	3	4

marfat.com

2	سورۃ مائدہ سے سورۃ التوبہ	5	9
3	سورۃ یونس سے سورۃ النحل	7	16
4	سورۃ الاسراء سے سورۃ الفرقان	9	25
5	سورۃ الشعراء سے سورۃ یسین	11	36
6	سورۃ الصافات سے سورۃ الحجرات	13	49
7	سورۃ ق سے سورۃ الناس	65	114

نوٹ: سورۃ فاتحہ پہلی منزل ہی میں شامل ہے۔

10.3 منازل میں ترتیب کا معجزہ

جیسا کہ پہلے گزارش ہو چکی ہے کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن حکیم کے متعلق کوئی بھی بات اللہ تبارک تعالی کی رضا کے بغیر نہیں ہو سکتی۔اس لیے لازمی ہے کہ حضور پاکؐ نے جو قرآن حکیم کو سات منازل میں تقسیم کیا تو اسکے پیچھے بھی کوئی بہت بڑا راز اور اللہ تعالیٰ کی حکمت ہو گی۔وہ راز کیا ہے اور ان سات منازل کی اہمیت کیا ہے۔حضور پاکؐ کے اس غلام (بشیر محمود) نےیہاں بھی وہی حسابی طریقہ استعمال کیا جو وہ پہلے سورتوں اور سپاروں کے متعلق کر چکا تھا۔چنانچہ حضور پاکؐ کی منازل اور سورتوں کی نسبت کے درمیان جب گراف بنایا گیا، تو آنکھیں حیران رہ گئیں۔ عقل دنگ رہ گئی، کہ قرآن پاک کی یہ ترتیب بھی اپنے اندر ایک معجزانہ حساب چھپائے ہوئے تھی۔اس کے لیے قارئین کو جدول نمبر۳ اور گراف نمبر تین کے ملاحظہ کی زحمت دی جا رہی ہے۔وہ دیکھیں گے جس طرح سپاروں اور سورتوں کے درمیان خوبصورت قوس تھی، ویسا ہی حیران کن نظم سورتوں اور منازل کے درمیان ہے۔ شروع میں گراف کی عمودی شرح قدرے کم ہے لیکن جیسے جیسے تلاوت میں قاری آگے بڑھتا ہے۔بلندیوں کی طرف اڑان میں تیزی آتی جاتی ہے اور ساتویں دن جب وہ آخری

marfat.com

منزل میں سے گزرتا ہے تو روحانی ترقیوں کا کیا کہنا۔ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے ساتویں منزل کی انتہا عرش بریں ہے۔آخر میں جا کر گراف روحانی بلندیوں کو عمودی طور پر چھوتا ہے۔(سبحان اللہ)

اگر منازل اور سورتوں کی تعداد کے جدول نمبر ۳ پر آپ غور فرمائیں تو معلوم ہو گا کہ ہر منزل کے ساتھ دو سورتوں کا مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔لیکن آخری منزل میں 65 سورتیں ہیں جو کہ منزل 6 کی مجموعی 13 سورتوں کا حاصل ضرب ہے۔یعنی 65=5x13 سورتوں اور منازل کی یہ ترتیب کچھ مندرجہ ذیل فارمولا کے تحت آرہی ہے۔

کسی منزل میں تعداد سورۃ = 2 x منزل +1

منزل 1	سورتیں	1 x 2 + 1 = 3
منزل 2	سورتیں	2 x 2 + 1 = 5
منزل 3	سورتیں	3 x 2 + 1 = 7
منزل 4	سورتیں	4 x 2 + 1 = 9
منزل 5	سورتیں	5 x 2+ 1 = 11
منزل 6	سورتیں	6 x 2 + 1 = 13
منزل 7	باقی 65 سورتیں	

ان قرآنی حسابات میں اللہ تعالیٰ کے کیا راز ہیں۔جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے یہاں اولی الالباب کے لیے فکر و تدبر کا بہت بڑا موقع ہے۔مصنف کی استدعا ہے کہ آج کے حسابی دور کی نسبت سے قرآن حکیم کے ایسے معجزات کو مسلم نوجوانوں کے علم میں تو ضرور ہی لایا جائے، تاکہ یقین کی دولت سے مالا مال وہ الحاد کے خلاف دلیل اور ایمان کی قوت سے جارحانہ مقابلہ کر سکیں۔

marfat.com

گراف نمبر ۳

اور جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ پہنچی

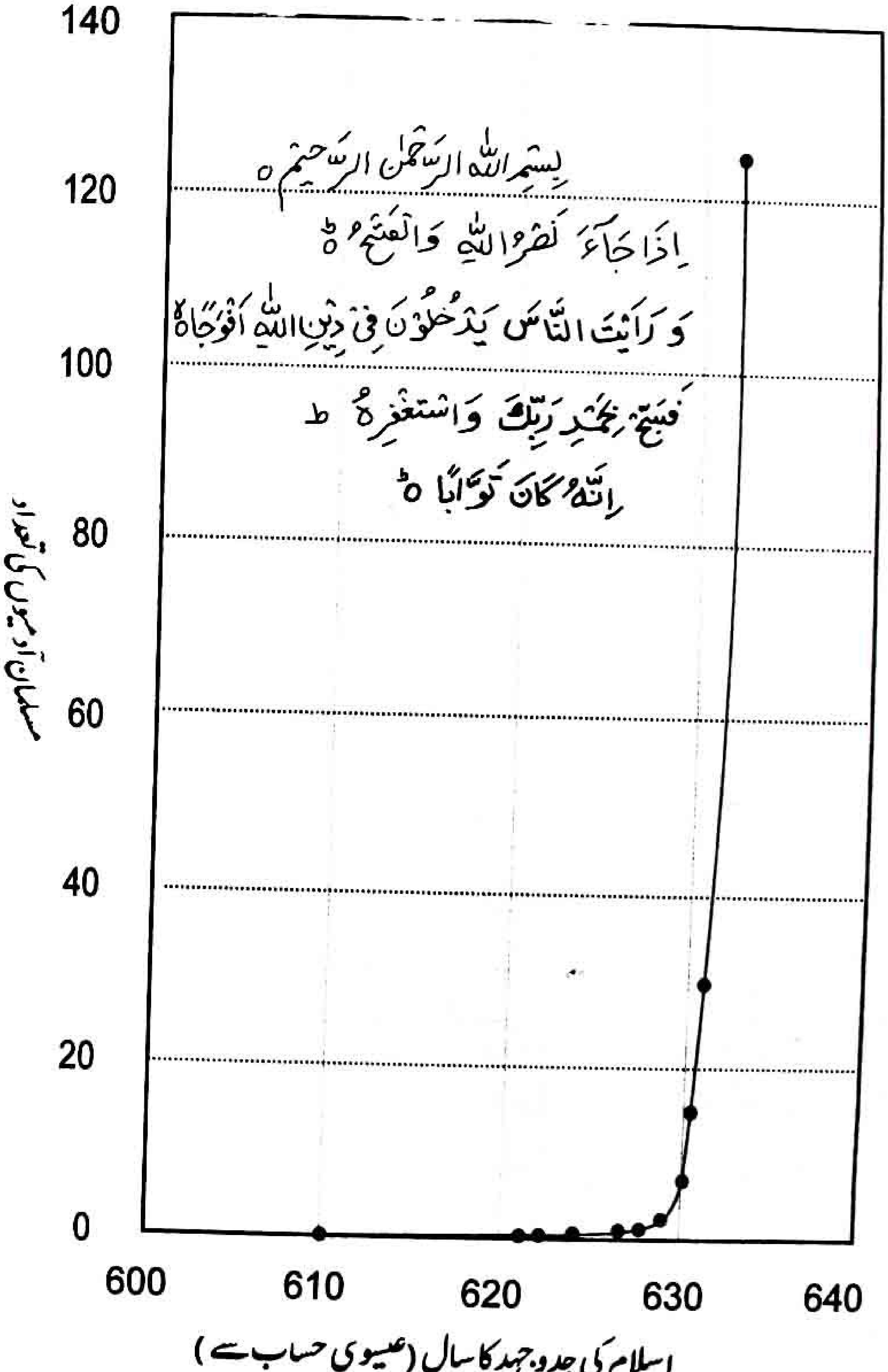

marfat.com

توحید — التوحید

سائنس کی بنیاد

۱۔ اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق و کارساز ہے

بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور (کس نے) تمہارے لئے آسمان سے پانی برسایا۔ (ہم نے) پھر ہم نے اُس سے سرسبز باغ اُگائے....... ۶۰

بھلا کس نے زمین کو قرارگاہ بنایا اور اس کے بیچ نہریں بنائیں اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور (کس نے) دو دریاؤں کے بیچ اوٹ بنائی...... ۶۱

بھلا کون بیقرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اُس سے دُعا کرتا ہے اور (کون اُس کی) تکلیف کو دُور کرتا ہے۔ اور (کون) تُم کو زمین میں (اگلوں کا) جانشین بناتا ہے...... ۶۲

بھلا کون تُم کو جنگل اور دریا کے اندھیروں میں رستہ بتاتا اور (کون) ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے.... ۶۳ بھلا کون خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا۔ پھر اُس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔ اور (کون) تُم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ (یہ سب کچھ اللہ کرتا ہے) تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) کہدو کہ (مشرکو) اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ ۶۴

(۲۷ : ۶۰-۶۴)

۱۔ اللہ ھو خالق کل شیئ

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ.... ۶۰

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ.... ۶۱

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ.... ۶۲

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۗ..... ۶۳

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۶۴

(۲۷ : ۶۰-۶۴)

marfat.com

گیارھواں باب

قرآن پاک اور سائنس

11.1 پس منظر

موجودہ سائنسی دور میں ہر چیز کی سچائی کا معیار سائنس کو سمجھا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مذہب کی سچائی کو بھی بعض لوگ سائنس کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں۔ انیسویں صدی میں جب مغربی دنیا میں سائنسی علوم نئے نئے متعارف ہوئے، تو وہاں بھی Atheisism کی ایک لہر اٹھ کھڑی ہوئی تھی، جس کا نظریہ یہ تھا کہ جو چیز تجربہ سے ٹیسٹ نہیں ہو سکتی یا حساب سے ثابت نہیں ہو سکتی وہ باطل ہے۔ اب مذہبی نظریات اور روحانی تجربات نہ تو حساب کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ نہ ہی کسی لیبارٹری میں قابل تجزیہ ہیں۔ چنانچہ سائنس سے مرعوب بے شمار لوگوں نے مذہب کو محض ڈھکوسلا (Myth) قرار دیتے ہوئے اللہ تبارک تعالیٰ کے وجود سے بھی انکار کر دیا۔ لیکن جوں جوں یہ ثابت ہونے لگا، کہ سائنس بھی کوئی حتمی علم نہیں بلکہ یہ بھی بے شمار غیر ثابت شدہ مفروضوں پر قائم ہے۔ تو بیسویں صدی کے شروع میں اللہ تبارک تعالیٰ کی ذات مبارک سے روگردانی کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا۔ اس میں اب کسی قدر کمی آنے لگی ہے۔ لیکن سائنس نے آزادی رائے، تحقیق اور تقلید کے خلاف جو فضا پیدا کی تھی۔ مذاہب اس کی زد سے بچ نہ سکے۔ چنانچہ مغربی سکالرز نے جب عیسائی اور یہودی مذہبی کتابوں یعنی موجودہ انجیل اور تورات کا سائنسی انداز میں تجزیہ کیا تو ان میں بے شمار غلطیاں اور بنیادی قدرتی اصولوں کے خلاف نظریات پائے گئے۔ جس کا یہ

marfat.com

مطلب لیا گیا کہ یہ کتابیں خالق کائنات سے نہیں ہو سکتیں ۔ بلکہ اپنے وقت کے انسانوں کی تخلیق ہیں ۔ چرچ کے لیے یہ ایک بہت دھچکا تھا۔ ایسے میں اپنے سنبھالے کے لیے عیسائی چرچ نے نئی سوچ نکالی کہ جہاں تک سائنسی اصولوں اور مادی حقائق کا تعلق ہے یہ اسی زمانہ کے مطابق تھے ۔ جب یہ کتابیں لکھی گئی تھیں ۔ لیکن ان کے اخلاقی ضابطے اٹل ہیں ۔ اس لیے اخلاقی اور مذہبی طور پر انجیل اور تورات وغیرہ پر اعتبار کیا جا سکتا ہے ۔ لیکن یہ توضیح لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کافی نہیں ۔ لہذا جدید سائنسی افکار کے زیر اثر عیسائی دنیا کی اکثریت مذہبی طور پر اب عیسائی نہیں رہی ۔ اور عیسائیت کی جگہ مغربی تہذیب نے لے لی ہے ۔ جس کی بنیاد Secularism یعنی لادینیت ہے ۔ اور جیسے کبھی مغرب عیسائیت کے لئے کوشاں (Crusade wars) تھا اب اہل مغرب ، مغربی تہذیب کو اسی مذہبی جنون سے بقیہ دنیا پر نافذ کرنے کے لیے تلے ہوئے ہیں ۔

11.2 اسلامی دانشور اور سائنس

اسلامی دنیا کے دانشوروں (Intellectual) کا بھی جدید سائنس سے متاثر ہونا فطری عمل ہے ۔ ان میں اب دو گروپ بن گئے ہیں ۔ (Conservative) گروپ جس میں زیادہ تر پرانی طرح کے علماء ہیں وہ تو سائنس کے خلاف کھلی نفرت کا اظہار کرتے ہیں ۔ اور قرآن حکیم کے متعلق کسی قسم کے سائنسی تجزیہ کی کھلی مخالفت کرتے ہیں ۔ اس گروپ کی قابل ذکر مثال سعودی عرب کے ایک بہت بڑے عالم الشیخ بن باز صاحب کی ہے ۔ جنہوں نے جب انسان کے چاند پر پہنچنے کا اعلان ہوا تو اس کو ماننے سے صاف انکار کر دیا بلکہ فتویٰ دیا کہ اس کا اقرار کفر ہے ۔ وہ سائنسی حقائق کو مذہب سے دور رکھنا چاہتے ہیں ان کا موقف یہ ہے ، کہ قرآن حکیم کی حقانیت اپنی جگہ

marfat.com

مسلمہ ہے۔اس کے لئے کسی سائنسی شہادت کی ضرورت نہیں۔لہذا ان کے نزدیک قرآن پاک اور سائنس کا موضوع نہ صرف یہ کہ فضول بات ہے بلکہ ایک خطرناک بدعت ہے۔جس میں مسلمانوں کو ہرگز نہیں پڑنا چاہیے۔یہ تقریباً وہی بات ہے، جو سترھویں صدی کے عیسائی پادریوں کا مؤقف تھا۔مثلاً جب پہلی دفعہ سائنس دانوں نے سمجھا کہ زمین اپنی تخلیق میں اربوں سال پرانی ہے تو انگلینڈ کے لارڈ بشپ نے نہ صرف اس نظریہ کی پرزور مذمت کی بلکہ یہ بھی بتایا کہ زمین کی عمر صرف چھ ہزار سال ہے۔اس سے پہلے جب گلیلو نے کہا تھا کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے تو چرچ نے اسے سزائے موت دی اور زندگی کی بھیک کی خاطر بیچارے گلیلو نے معافی نامہ لکھ کر دیا اور اپنے نظریہ سے توبہ کی۔لیکن بالاخر سائنس جیت گئی۔چرچ کی یہ ہار عیسائیت کی ہار ثابت ہوئی جس کا نتیجہ آج کل کی مغربی لادینیت کی شکل میں ساری دنیا بھگت رہی ہے۔اب یہی ٹکر اسلامی دنیا میں شروع ہوئی ہے۔دیکھنا یہ ہے کہ جدید ذہن کو پرانی سوچ کے اسلامی علماء کیسے مطمئن کرتے ہیں۔

ان بزرگوں کے برعکس ایک دوسرا گروپ ان دانشوروں کا ہے۔جو اس مفروضہ پر کام کر رہے ہیں کہ جلد ہی مسلمانوں کو سائنس کی طرف سے قرآن حکیم کے بارے وہی چیلنج پیش آئے گا۔جو انیسویں بیسویں صدی میں انجیل اور تورات کو پیش آیا تھا۔لہذا لادین (Secular) دانشور نقادوں کا انتظار کئے بغیر اسلام کے یہ علماء از خود قرآن حکیم پر سائنسی کام کر رہے ہیں۔اور دنیا پر قرآن پاک کی سائنسی عظمت واضح کر رہے ہیں۔ان کے اس نظریہ کی بنیاد یہ ہے۔کہ قرآن حکیم، انجیل کی طرح انسانی تخلیق نہیں بلکہ یہ ہو بہو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔اس لیے اس میں کوئی حقیقی سائنسی غلطی ہو ہی نہیں سکتی اور مسلمانوں کو اس لیے سائنس سے بھی ڈرنے کی ضرورت نہیں کہ قرآن پاک جھوٹا ثابت ہو جائے گا۔بلکہ سائنس کا کوئی مفروضہ قرآن حکیم کے خلاف ہے تو وہاں سائنس غلطی پر ہے۔ان کا خیال ہے کہ سائنس اور قرآن پاک کے

marfat.com

درمیان موافقت پا کر مشرق ہو یا مغرب ہر جگہ کے عقل سلیم رکھنے والے دانشور اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہیں گے ۔اور یوں فی زمانہ قرآن پاک پر سائنس کے حوالہ سے ریسرچ اسلام کی بہت بڑی خدمت ہو گی۔

11.3 وقت کی اہم ضرورت

دیکھا جائے تو دونوں قسم کے اسلامی دانشور اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں ۔اس میں کوئی شک نہیں، کہ کسی مسلمان کے لئے قرآن حکیم کی حقانیت پر ایمان کے لئے اسے کسی سائنسی یا غیر سائنسی شہادت کی ضرورت نہیں ۔ لیکن قرآن پاک بذات خود یہ چاہتا ہے کہ اس کی آیات پر خوب غور و فکر کیا جائے بلکہ تقریباً ایک چوتھائی کلام پاک تو انسان کو صحیفہ فطرت پر غور کی دعوت ہے ۔اس طرح کی فکر کا ہی دوسرا نام سائنس ہے ۔ لہذا قرآن حکیم پر غور و فکر نہ صرف کہ ایک سائنسی کام ہے بلکہ ایک عبادت بھی ہے ۔ لیکن اس کام میں کم علمی یا بے صبری خطرناک ہو سکتی ہے اس لیے یہ کام ایسے لوگوں کو کرنا چاہیے جو ایک خاص علمی مرتبہ رکھتے ہوں۔ قرآن حکیم انہیں اولی الالباب کا اعلیٰ خطاب دیتا ہے ۔ یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، صحیفہ قدرت میں خوب غور کرنے والے بہادر مسلمان ہیں جو کسی دوسری ازم یا سائنس سے مرعوب نہیں۔

لیکن افسوس کہ آج کل قرآن پاک اور سائنس جیسے نازک موضوع پر لکھنا ایک فیشن سا بن گیا ہے اور حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اس مضمون پر لکھنے والے اکثر وہ ہیں جن کا سائنسی علم بالکل سطحی ہے ۔ صاف ظاہر ہے کہ اس طرح کے کم علم اور کم فہم لوگ جو نہ سائنس کو جانتے ہیں نہ اللہ تبارک تعالیٰ کی کتاب کے اسلوب کو سمجھتے ہیں ۔ وہ اس موضوع پر ایسی فحش غلطیاں کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں ۔ جو کلام اللہ کے متعلق کئی ایک غلط فہمیوں کو جنم دے سکتی ہے ۔ ایسے لوگوں کے بارے میں یہی کہا

marfat.com

جا سکتا ہے ۔ کہ کاش! وہ قرآن پاک اور سائنس دونوں کو معاف رکھیں ۔ شاید اسلام کے لئے ان کی یہی بڑی خدمت ہو کہ وہ یہ کام نہ کریں ۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ ایسے لوگوں کو نئی نئی تھیوریاں نکالنے کا شوق ہوتا ہے اور اپنے اس شوق کی تکمیل کے لئے کوئی نہ کوئی قرآنی آیت مبارکہ پیش کر کے دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے کوئی نیا اصول دریافت کر لیا ہے ۔ مثلاً ایک صاحب نے حال ہی میں اپنی کتاب " قرآن اور سائنس " میں شمسی نظام کے بارہویں سیارے کی دریافت کا اعلان کیا ہے بلکہ یہ تک کہہ دیا کہ عرش بریں اسی سیارہ پر ہے ۔ حالانکہ قرآن پاک کے مطابق اللہ تعالیٰ عرش بریں پر ضرور استویٰ ہے لیکن اس کی کرسی کی وسعت بھی تمام آسمانوں اور زمین سے زیادہ ہے اس لیے عرش معلیٰ جس پر یہ کرسی ہے کو زمان و مکان کی حدود میں لانا ایک فحش غلطی ہو گی ۔ ایک اور صاحب جن کی تعلیم B.A. ہے ۔ وہ قرآن حکیم کی چند آیات کے حوالہ سے آئین سٹائن کے نظریہ اضافت (Theory of Relative) کا انکار کرتے ہیں ۔ حالانکہ اس نظریہ اضافت کے سلسلہ میں قرآن پاک سے ثبوت پیش کیے جا سکتے ہیں ۔ ان سب حضرات میں قدر مشترک یہ ہے، کہ عام طور پر وہ سائنس نہیں جانتے ، مغرب سے بے حد مرعوب ہیں ، مسلمانوں کی سائنسی پس ماندگی کو وہ محسوس کرتے ہیں چنانچہ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے وہ پہلے اپنے ذہن میں، کوئی نام نہاد (Pseudo) سائنسی تھیوری بنا لیتے ہیں اور اس کے ثبوت کے لئے قرآن کریم سے آیات ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں ۔

قرآن کریم کے حوالہ سے اس طرح کا کام نہائت ہی خطرناک بات ہے ۔ اور ایسا کام کرنے والوں کو اللہ تبارک سے ڈرنا چاہیے ۔ کہ رب العزت کا نام استعمال کر کے اپنے نفس کو خوش کرنا چاہتے ہیں ۔ جب لوگ ان کی بنائی ہوئی سائنسی تھیوری کو جھٹلائیں گے یا مذاق اڑائیں گے تو بے سوچے وہ قرآن حکیم کو بھی جھٹلائیں گے ۔ اس لیے قرآن حکیم کے حوالہ سے جدید علوم ایک نازک مسئلہ ہے جس پر کام

marfat.com

نہایت محتاط طریقہ سے اولی الالباب ہی کو زیب ہے۔ایسے لوگوں کا کام جدید دور کے لیے بھی قابل قدر خدمت ہوگی۔

11.4 سائنس کی حدود

اب ہم اس سوال کی طرف آتے ہیں کہ قرآن پاک اور سائنس میں کیا تعلق ہے۔اس سوال کا جواب یہ ہے، کہ قرآن حکیم حق ہے اور سائنس مادی ذرائع سے حق کی تلاش ہے۔ لیکن جدید سائنس کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ حق کی تلاش کے لئے صرف مادی ذرائع پر انحصار کرتی ہے۔ جن کی دسترس کائنات میں بہت محدود ہے چنانچہ موجودہ سائنسی طریقہ خود ہی سائنس کی ترقی پر بہت بڑی حد ہے۔آئن سٹائن کے نظریہ اضافت کے مطابق رفتار کی آخری حد خلا میں روشنی کی رفتار یعنی ۳ لاکھ کلو میٹر فی سیکنڈ ہے۔ دیکھنے میں یہ بہت بڑی رفتار ہے لیکن کائنات کی وسعتوں کے اعتبار سے یہ اس قدر کم ہے کہ بفرض محال انسان یہ رفتار حاصل کر بھی لے تب بھی وہ پوری حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔اس طرح سائنس نے اپنی پہنچ کی حدود خود ہی متعین کر دیں کہ وہ پوری حقیقت کا تجرباتی طور پر ادراک کبھی بھی نہیں کر سکتی۔

جس طرح بڑی سے بڑی حقیقت کے سلسلہ میں سائنس محدود ہے۔اسی طرح چھوٹی سے چھوٹی حقیقت کی پہچان کے لئے بھی سائنسی دریافتیں کافی نہیں۔ مشہور سائنسدان ہیزن برگ (Heizen Berg) کا نظریہ بے یقینی (Law of Uncertainty) یہ ہے کہ انتہائی باریک اور چھوٹی چیزوں کی ہیت کو صحیح طور پر سمجھنا سائنس کے دائرہ کار سے باہر ہے اس لیے کہ ایک خاص حد کے بعد ہمارے پاس مزید پیمائش کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہ جاتا۔ بلکہ جس چیز کی مدد سے پیمائش کی جاتی ھے اس کے اپنے اثرات زیر تجربہ چیزوں کی ہیت کو تبدیل کر دیتے ہیں۔

marfat.com

اوپر کی تفصیل بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دونوں طرف انتہا کے حقائق سائنس کی بساط سے باہر ہیں اس لیے جو لوگ سائنس کو حرف آخر سمجھتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی یہ سوچ خود سائنس کے خلاف جاتی ہے۔ سائنس کی جدوجہد کا محور اجزا (Parts) ہیں۔ کل یعنی ٹوٹل (Total) کی حقیقت اس کے ادراک سے باہر ہے۔ اس لئے سائنس کے ذریعہ ٹوٹل سچائی کو جاننا ناممکن ہے۔ اور نہ ہی کبھی سائنس اس بات کی دعویدار ہے۔ سائنس کا دائرہ کار صرف عالم شہود تک ہے لیکن عالم الغیب اس کی دسترس سے باہر ہے۔ زندگی اور موت کا درمیانی وقفہ تو کسی حد تک سائنس کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ لیکن زندگی سے پہلے اور موت کے بعد کے حقائق اس کے بس کی بات نہیں۔ یہ مخلوق کو سمجھنے کی تو کسی حد تک دعویدار ہے۔ لیکن خالق کے بارے میں خاموش ہے۔ جسم کا تو تھوڑا بہت علم رکھتی ہے۔ لیکن نفس اور روح کے معاملات اس کی پہنچ سے باہر ہیں۔ یعنی ٹوٹل حقیقت کی تلاش میں سائنس ایک محدود ذریعہ علم ہے۔ ان حالات (Situation) میں یہ سوال اہم ہے کہ سائنس کے دائرہ کار سے باہر کے حقائق کا انسان کو کیسے علم ہو۔ اس کا جواب وحی ہے۔ یعنی زمین پر آسان زندگی گزارنے کے لیے تو رب العالمین نے انسان کو سائنس کا علم دیا۔ لیکن اس کی روحانی بالیدگی کے لیے اس نے وحی کا انتظام کیا۔

وحی اور سائنس میں فرق یہ ہے کہ سائنس عالم شہود کا علم ہے اور وحی عالم غیب کا علم ہے۔ ہر دور میں سائنس اور وحی کے علوم ساتھ ساتھ اترتے رہے۔ جبکہ سائنس کے لیے اللہ تعالیٰ نے سائنسدان پیدا کیے وحی کے لیے وہ اپنے مخصوص بندے جنہیں پیغمبر یا رسول کہتے ہیں بھیجتا رہا۔ اس علم کو اللہ تبارک تعالیٰ نے آخری نبی اور ہمارے آقائے مولا حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل کر دیا۔ اور انسانیت کی انتہائی خوش قسمتی ہے۔ کہ سو فیصد شک وشبہ سے بالاتر یہ علم قرآن حکیم کی شکل میں محفوظ ہے۔ اور اس کی تفصیلات اور جزئیات حامل وحی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں موجود

marfat.com

ہیں۔

11.5 قرآن پاک سائنس کی انتہا ہے

سائنس اور قرآن حکیم کے دائرہ کار کو سمجھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو سائنس کی انتہا ہے وہ کلام اللہ کی ابتدا ہے۔ جب کہ قرآن "کل" ہے سائنس جز ہے۔

ذالک الکتاب لا ریب فیہ۔ ھدی اللمتقین الذین یومنون بالغیب

حقیقت یہ ہے کہ کلام اللہ سائنس کے دائرہ کار سے باہر ہے۔ لیکن سائنس کلام اللہ کے دائرہ کار سے باہر نہیں۔ بلکہ یوں کہیے۔ کہ زمان و مکان کا کوئی بھی خطہ اس کی پہنچ سے باہر نہیں۔ یہ ایک ٹوٹل حقیقت (Superset) ہے وہ اس کا ایک ادنیٰ حصہ ہے۔ جبکہ سائنس دنیا کے لئے ہے۔ قرآن دنیا و آخرت دونوں میں رہنمائی کرتا ہے اسی لیے مومن قرآن کے ذریعہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی کا متلاشی ہے۔ اس کی دعا ہے۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ (سورۃ بقرۃ۔ آیت مبارکہ ۲۰۱)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق علم مومن کا ہتھیار ہے اور اس کی دعا ہے۔ رب زدنی علما (سورۃ طہٰ آیت ۱۱۴) اس دعا میں علم وحی اور علم سائنس اور علم کی باقی تمام اقسام شامل ہیں۔

اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ قرآن حکیم میں کس قدر سائنس ہے۔ اس سوال کو سمجھنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے، کہ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کے فرق کو سمجھیں۔ سائنس دراصل قدرت کے اصولوں سے آگاہی کا نام ہے۔ جبکہ ٹیکنالوجی ان اصولوں کے استعمال کا نام ہے۔ مثلاً موجودہ زمانہ الیکٹرانک کمیونیکیشن (Electronic Communication) کا حیران کن دور ہے۔ ٹیلی فون، ریڈیو،

marfat.com

ٹی وی اور سیٹلائٹ ذرائع ابلاغ وغیرہ نے دنیا بھر میں ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ یہ ٹیکنالوجی کا نتیجہ ہیں لیکن ان سب کے کام کرنے کا بنیادی اصول الیکٹرو میگنیٹک ریڈیشن (Electromegnetic Radiation) ہے۔ جس کو میکسویل (Maxwell) نے ۱۸۶۰ میں دریافت کیا تھا۔ ایک اور مثال ایٹمی توانائی کی ہے۔ جس کے مرہون منت دنیا بھر میں چلنے والے ایٹمی ری ایکٹر ہر طرح کے ایٹمی ہتھیار اور تمام طرح کی ریڈیشن پر چلنے والے آلات ہیں۔ ان سب کا بنیادی عنصر یہ سائنسی اصول ہے، کہ مادہ توانائی میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ اور یہ کچھ آئن سٹائن نے ۱۹۰۶ میں دریافت کیا تھا۔ مزید آگے بڑھیں تو معلوم ہو گا کہ ان دونوں اصولوں کا تعلق بھی دراصل ایٹم کی ساخت سے ہی ہے کہ ہر چیز انتہائی چھوٹے چھوٹے ذرات سے بنی ہے جو اپنی ہیئت میں کبھی مادہ کبھی توانائی ہوتے ہیں اور توانائی کی تمام اشکال ان کے مختلف حالات کا اظہار ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ ایک وحدت (Singularity) کا حصہ ہے جو درحقیقت کائنات کی اصل حقیقت ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ سائنس کا تمام کاروبار چند بنیادی سچائیوں پر قائم ہے۔ اور یہی وہ قدرتی قانون ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ میں محرک نظر آتے ہیں۔ ان کی دریافت اور سمجھ بوجھ ہی اصل سائنس ہے۔ باقی جو کچھ نظر آرہا ہے۔ وہ انہی اصولوں کی عملی اشکال اور تفصیلات ہیں۔ وحدت کے معیار کے مطابق قرآن حکیم کائنات میں سب سے بڑی سائنسی کتاب ہے۔ جس میں اللہ تبارک تعالیٰ نے ہر چیز کی بنیاد فراہم فرما دی ہے۔ اس کتاب میں خالق کائنات نے ہر طرح کی مادی، عمرانی، معاشی، اخلاقی اور روحانی سائنسوں کی بنیاد ڈال دی ہے۔ تفصیلات کا کام انسان پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ لیکن وہ علوم جن کی تفصیل کا مادی ذرائع سے جاننا انسانی بس سے باہر ہے۔ مثلاً عالم غیب کے حقائق یا اخلاقیات کے اٹل اصول یا روحانیت وغیرہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاکؐ پر وحی کے ذریعے مفصل طور پر سمجھا دیا۔

marfat.com

11.6 بنیادی سوال

اس ضمن میں سب سے اہم سوال خود انسان کی اپنی حقیقت ہے۔ سائنس نے اس کے جسم کے مادی اجزاء پر تو خوب بحث کی ہے لیکن انسان بحیثیت انسان کا جواب سائنس کی کسی کتاب میں نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سائنس کا علم صرف مادیات تک محدود ہے یعنی "سائنس کے لیے انسان کائنات کا ایک حصہ ہے۔ جب کہ وحی کے مطابق کائنات انسان کا ایک حصہ ہے" اور یہی دونوں کی سوچ میں بنیادی فرق ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا فرق ہے۔ اس کے مطابق "سائنس کا انسان مادہ کا غلام ہے جب کہ قرآن کا انسان کائنات کا حکمران ہے" جیسے فرمایا

سخر لکم مافی السموت
ومافی الارض ومابینھما

اور تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کو مسخر کر دیا ہے۔
(سورۃ جاثیہ - آیت مبارکہ ۱۳)

قرآن پاک کا انسان کائنات میں ایک مکرم ہستی ہے فرمایا "ولقد کرمنا بنی آدم" (سورۃ بنی اسرائیل آیت مبارکہ ۷۰) یعنی "بلا استثناء ہم نے آدم کی اولاد کو قابل عزت بنایا ہے" قرآن پاک کا انسان نہ صرف مکرم ہے بلکہ کائنات اس کے سامنے سرنگوں کر دی گئی ہے۔ یہ آیت مبارک انسان کے لیے خداوند کائنات کی طرف سے گویا لیٹر آف اتھارٹی (Letter of Authority) ہے۔ اس عظیم اصول کے مطابق تمام کی تمام کائنات کو انسان کے مقابلہ میں ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ کہ کائنات کا مرکز انسانی نفس ہے اور اس کائنات میں انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے گزر گاہیں بنا دی ہیں۔ چونکہ قرآن حکیم خود اپنا مفسر ہے۔ اس لیے انسان کی لامحدود صلاحیتوں والے اس قانون کی تشریح قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ اسلام کے ظہور کے متعلق قرآنی آیات کے ذریعہ اچھی طرح کر دی گئی ہے۔ سورۃ بقرہ کی آیات مبارکہ

marfat.com

۳۱ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی ہر تخلیق کا علم بخشا۔ اور فرشتوں پر اپنی اس نئی تخلیق کی برتری ثابت کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی بنائی ہوئی تمام اشیاء کو بطور امتحان آگے رکھ دیا اور دونوں سے ان کے خواص کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت آدمؑ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کے مطابق ہر چیز کے متعلق صحیح صحیح جواب دیا جبکہ فرشتوں نے اپنی کم فہمی کا کھلے بندوں اعتراف بھی کر لیا۔ اس امتحانی کامیابی کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو مسجود ملائک ہونے کا عظیم شرف عطا فرمایا۔

علم حاصل کرنے کی وہ صلاحیت آج بھی اولاد آدم کے جین (Gene) میں چلی آتی ہے۔ اور اس کے دماغ کی صلاحیتوں کا یہ حال ہے۔ کہ ایک عام آدمی اپنی زندگی میں ۵% سے زیادہ دماغی صلاحیتوں کو استعمال نہیں کرتا۔ اور بہت لائق اور عظیم لوگ شاید دس سے پندرہ فیصد نہیں کر پاتے۔ آیت مبارک "سخر لکم ما فی السموات ومافی الارض ومابینھا" انسان کو ودیعت کی گئی بے مثل صلاحیتوں کا اعلان ہے، اور فرشتوں سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرانا انسان کی برتری کا عملی اعتراف ہے۔

اس کا یہ بھی مطلب ہے، کہ قدرت کے قوانین، انسان کی گرفت سے باہر نہیں ہو سکتے۔ بحیثیت مجموعی قرآن کے انسان کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں۔ قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے تمام کائنات کو اس حد تک زیر نگوں کر سکتا ہے جس تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو۔

"سخر لکم" والا قانون ہمیں یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ کائنات میں ہر چیز اگرچہ ظاہراً خواہ انسان کے لئے خطرناک بھی کیوں نہ ہو، دراصل کسی نہ کسی پہلو سے انسانی بقا اور ترقی کے لئے کام کر رہی ہے۔ لہذا زہر میں بھی تریاق ہے۔

قرآن حکیم انسان کو یہ مقام بھی بخشتا ہے کہ اس کی روح امر ربی ہے۔ اس لحاظ

marfat.com

ہے وہ اپنی حد تک تمام خدائی صفات اور طاقتوں کا مظہر ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ خالق ہے اس لیے اپنی حد تک انسان بھی خالق ہو گا۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس لیے اپنی حد تک آدمی بھی حکمت رکھتا ہے۔ امر ربی کی بنا پر خدائی صفات کا مظہر ہونا انسان کے لیے اتنا بڑا اعجاز ہے کہ جس کی کائنات میں کوئی دوسری مثال نہیں۔ افسوس ہمارے ان دانشوروں پر جو اہل مغرب کی نقالی کر کے انسان کو بھی حیوانوں کے زمرہ میں ڈال دیتے ہیں۔

11.7 قرآن پاک میں سائنس کی تلاش

قرآن حکیم کی حکمت اور سائنس کو سمجھنے کے لیے اس بات پر غور فرمائیں کہ بڑے آدمیوں کی بڑی باتیں ہوتی ہیں۔ جتنا بڑا آدمی اتنی بڑی اس کی باتیں۔ ان کی باتیں دنیا جہان کے علوم کی مثالوں اور معلومات سے بھری ہوتی ہیں۔ جن میں سے سننے والا اپنی سمجھ شوق اور ہمت کے مطابق بہت کچھ پالیتا ہے۔

اب فرض کریں کہ وہ ہستی جو آپ سے باتیں کر رہی ہے۔ ساری کائنات کی حکمران بلکہ اس کی خالق بھی ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل کے تمام راز اس کے سامنے ظاہر ہیں۔ وہ لوگوں کے اندر کے خوف اور غم اور اس کی سوچوں سے آگاہ ہے تو اس ہستی کے کلام میں کیسی کیسی حکمت اور سائنس ہو گی۔

اس دلیل کے مطابق قرآن حکیم جو خالق کون و مکان کا کلام ہے اس کی حکمت اور سائنس کا بھلا کیا مقام ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ سمجھنے والے کے لیے اس کی باتوں میں وہ گہرائی ہے۔ جو کسی سمندر میں نہیں۔ اس میں وہ خوبصورتی ہے جو کسی پھول میں نہیں۔ وہ معلومات ہیں۔ جو کسی انسائیکلوپیڈیا میں نہیں۔ یہ تو سراسر حکمت ہے۔ جو ہمیشہ ہی انسان کے ذہن کو متاثر کرتا رہے گا۔ یہ ایک معجزہ ہے جس کی مثال

marfat.com

نہیں۔ گزشتہ انبیاء کو بھی معجزات ملے تھے۔ لیکن وہ انسان کے ذہن کان اور آنکھ کو وقتی طور پر مسخر کرتے تھے۔ لیکن قرآن پاک رب العالمین کی طرف سے رحمت للعالمین پر ذکر للعالمین کے طور پر نازل ہوا۔ جب تک اور جب سے عالمین یعنی تمام کائنات قائم دائم ہے۔ نہ رب کی ربوبیت مین نہ رحمت للعالمین کی رحمت میں اور نہ ذکر للعالمین کے ذکر میں کمی ہو گی۔ چنانچہ قرآن پاک وہ زندہ حقیقت ہے جو دنیا و آخرت یعنی زمان و مکان کے تمام مقامات پر انسان کی رہنمائی کرتا رہے گا۔ اور جو کوئی بھی ہدایت کے لئے اس کی طرف آئے گا۔ یہ اس کے ذہن، فکر، قلب اور روح کو متاثر کئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ اسی کی برکت اور اس کا فضل، زمان و مکان کے اوپر سدا جاری و ساری ہے۔ اور یوں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبین اور رحمۃ للعالمین ہونے کا معجزانہ ثبوت ہے۔ ضرورت صرف یہ ہے کہ ہم طالب علم بن کر کھلے دل اور عقل سے اس پر غور کریں اور اپنی باتوں کو چھوڑ کر اس کی باتیں سمجھیں، پھر ہمیں اس کی سمجھ آئے گی پھر ہمیں اس میں دنیا اور آخرت کے ایسے ایسے حقائق کا پتہ چلے گا جن کو ماہرین عمرانیات، معاشیات، اخلاقیات غرض ہر طرح کے سائنس دان سمجھنے سے قاصر ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ جہاں انسانی عقل کی انتہا ہے وہاں قرآن پاک کی ابتدا ہے جہاں فزکس کے ماہرین نہ پہنچ سکے وہ راز یہاں ہیں۔ جو فلاسفر کی عقلوں سے بالاتر ہے وہ حکمت کی باتیں اس میں ہیں۔ غرض دنیا جہاں کے ہر علم کی بنیاد اس میں موجود ہے۔ سمجھنے کے لیے صرف ایک قلب سلیم کی ضرورت ہے۔

11.8 قرآن فہمی کے اصول

قرآن پاک سے حکمت کے موتی چننے کے لئے مندرجہ ذیل اصول لازمی ہیں۔

marfat.com

ا۔ پہلی بات پختہ یقین ہے، کہ یہ کتاب رب العالمین کا کلام ہے اس لیے اس کا حرف حرف حق ہے۔اور لفظ لفظ سچ ہے۔ ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے اس کی آیت آیت حکمت ہے۔اس ذہن اور صدق دل سے اگر ہم رجوع کریں تو تھوڑی سی محنت کے بعد قرآن حکیم اپنی حکمت ہم پر کھول کر رکھ دے گا۔(ان شاء اللہ)

ب۔ قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے دوسری اہم بات یہ ہے کہ مولا کریم کا شریک بننے سے ہر صورت میں بچا جائے۔ بد قسمتی سے کئی علماء اور مفسرین اس عظیم گناہ میں مبتلا ہیں۔اس کی پہچان یہ ہے کہ قاری قرآن پاک میں اپنے رب کی حکمت کی بجائے اپنے ذہن کو تلاش کر رہا ہوتا ہے۔وہ اپنے گھڑے ہوئے مفروضوں کو قرآن پاک کی آیات سے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کلام اللہ کی بجائے وہ قرآن پاک کی آیات کے ذریعہ اپنی سوچوں اور عقائد کا پرچار کرتے ہیں۔ یہ طریقہ نہ صرف انتہائی غیر ذمہ دارانہ ہے بلکہ بہت خطرناک ہے۔جو آدمی قرآن پاک پر جھوٹ بولتا ہے۔اس کے لئے جہنم ہے۔ (اعوذ باللہ)

اس ضمن میں بہت سے "بیوقوف دوست" بھی آتے ہیں، جو مخلص تو ہوں گے لیکن ان کا علم بہت محدود ہوتا ہے۔وہ نہ سائنسدان ہوتے ہیں اور نہ قرآن فہمی کے عالم ہوتے ہیں۔بس سائنس سے مرعوب ہو کر قرآن پاک کی عظمت کو سائنس کی مدد سے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اپنی جہالت کی بنا پر کلام اللہ میں سے کسی آیت کو عجیب سا معنیٰ دے کر بلا تحقیق اپنے وہم کا فوری اعلان کر دیتے ہیں۔قرآن فہمی کا یہ طریقہ انتہائی بے ادبی اور غیر ذمہ دارانہ رویہ کا مظہر ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی جہالت سے بچائے۔

marfat.com

ج۔ ایسے غیر ذمہ دارانہ نتائج سے بچنے کے لئے قرآن فہی کا مناسب طریقہ یہ ہے کہ تقویٰ کے بغیر قرآن کی تفسیر نہ کی جائے، اور قاری ہر ممکنہ حد تک کلام الٰہی کے الفاظ کے قریب ترین رہے۔اور ان میں اپنے ذہن کے معنی تلاش نہ کرے۔ بلکہ دیکھے، کہ قرآن پاک اسے کیا کہہ رہا ہے۔اگر بات سمجھ نہیں آتی، تو کسی مستند لغت سے الفاظ کے معنی لے۔ لیکن صرف اپنے من پسند معنوں پر اتفاق نہ کرے بلکہ الفاظ کے تمام معنوں پر برابر کاوش کر کے نہایت تقویٰ اور اخلاص سے اپنی رائے بنائے۔

د۔ چونکہ قرآن حکیم میں اللہ تبارک تعالیٰ نے کوئی کجی نہیں رکھی۔اور اللہ تعالیٰ اپنی بات کرنا خوب جانتا ہے۔اس لیے اگر کسی لفظ کے دو معنی ہوں۔تو زیادہ ممکن یہی ہے کہ دونوں ٹھیک ہوں گے۔یاد رہے کہ قرآن پاک اپنی تفسیر آپ ہے اور اس کی بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ مشکل مقامات یا اکثر نظریات اور عقائد کو مختلف اسلوب سے قرآن پاک میں کئی تناظر میں دہرایا گیا ہے تاکہ قاری اپنے رب کی منشا کی تہہ تک بغیر کسی غلطی کے پہنچ سکے۔لہذا کسی خاص مضمون پر جس قدر آیات ہوں۔ان پر علیحدہ علیحدہ اور اکٹھا بھی غور کیا جائے اور پھر نتیجہ نکالا جائے اس لیے جن مفسرین کے سامنے پورا قرآن پاک اکٹھا ہو کر کھل نہیں جاتا وہ کافی غلطیاں کرتے ہیں۔

ر۔ یہ بھی یاد رہے کہ قرآن پاک کو جناب صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک شخصیت کو سمجھے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔اس لیے قرآن فہی کے لیے ایک طرف اگر سارے قرآن پاک پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے، تو دوسری طرف سیرت طیبہؐ ، احادیث مبارکہ اور تاریخ اسلام کی کتابوں پر عبور ہونا بھی بہت ضروری ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جدید ترین سائنسی علوم کا صحیح صحیح ادراک

marfat.com

بھی قرآن فہمی کے لیے ضروری امر ہے۔

11.9 قرآن پاک اور سائنس کی بنیادیں

جہاں تک کائنات میں سائنسی رازوں اور اس کے پیچھے کیوں اور کیسے کو سمجھنے کا اصول ہے، تو قرآن حکیم چونکہ علیم البصیر، عزیزالحکیم خالق السموت والارض وما بینھما کا کلام ہے۔اس لیے گا ہے گاہے، اس میں کائنات کے متعلق کیوں اور کیسے کے جواب بھی مل جاتے ہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ کے کلام میں کائنات کی سائنس کے متعلق ایسے ایسے نکات کا ذکر ہو جاتا ہے۔ جن کی سائنسی اہمیت بھی بے پایاں ہے۔ اس لئے قرآن حکیم سائنسدانوں کے لئے بھی علم کا ایک نہایت قیمتی خزانہ ہے۔اس کی روشنی میں قوانین قدرت کو جاننے اور سمجھنے میں وہ بہت زیادہ مدد حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ خیال رکھنا پڑے گا کہ بھرپور سائنسی انکشافات کی طرف اشاروں کے باوجود قرآن پاک کسی لحاظ سے بھی سائنس کی درسی کتاب نہیں۔

یہ بات بھی غور طلب ہے، کہ درحقیقت سائنس یعنی علم الاشیاء کوئی ایسی بات نہیں کہ اس پر وحی بھیجی جاتی بلکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہی میں اس علم کو رکھ دیا تھا۔لہذا سائنسی علوم تمام بنی آدم کی میراث ہیں اور جو کوئی بھی محنت کرے گا ضرور سمجھ جائے گا۔لیکن اصل جاننے کی بات یہ ہے، کہ سائنس کا اپنا مقصد کیا ہے یہ وہ بات ہے جو کوئی محنت نہیں سکھا سکتی اور دراصل یہی جدید دور کا سب سے بڑا مسئلہ ہے کہ " سائنس برائے انسان " کی بجائے سائنس برائے تجارت یا" سائنس برائے سائنس " ہے۔قرآن حکیم جہاں زندگی کے دیگر تمام مسائل کے لیے صراط مستقیم ہے۔ وہاں سائنس کی بھی صحیح سمت رہنمائی کرتا ہے۔ کہ

marfat.com

سائنس برائے انسان کو سمجھو۔ کہ ایمان کا ایک درجہ ہے کہ سب علوم انسان کے سامنے آ کر کھڑے ہو جاتے ہیں کہ انسان ان سے استفادہ کرے۔ افسوس کہ سائنسدان اس بات سے ابھی تک اچھی طرح آگاہ نہیں۔

11.10 قرآن پاک کا ظاہر و باطن

فہم قرآن کے لیے اسلوب قرآن سے بھی آگاہ ہونا بہت ضروری ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں سے پہیلیوں میں باتیں نہیں کرتا۔اسکی باتیں صاف ظاہر اور مکمل ہوتی ہیں۔یہ کوئی شاعری نہیں، نہ ہی جادو ٹونے کے جملے ہیں جن میں دقیق اور ناقابل سمجھ جملوں میں اصل کو نقل اور سچ کو جھوٹ سے ملا کر پیش کیا جاتا ھے۔بلکہ اس کی ہر آیت مبارکہ بذات خود ایک کھلی دلیل جچے تلے الفاظ اور انتہائی ذمہ دارانہ کلام ہے۔ اس لیے قرآن حکیم کی آیات مبارکہ میں باطنی معنی تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔اس کا ظاہر و باطن ایک ہی ہے۔نہ ہی اس میں عوام اور خواص کی تفریق کی گئی ہے۔کہ کچھ حکم عوام کے لئے ہیں اور کچھ خواص کے لئے۔یا ظاہر معنی عوام کے لئے ہیں اور باطنی معنی فقرا یا صوفیا کے لئے ہیں۔ایسا ہرگز نہیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک ہدایت کے لئے اس کے سبھی بندے برابر ہیں۔وہ غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔اور علی الاعلان بتاتا ہے کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہو سکتے۔یعنی قرآن حکیم میں ظاہر باطن والی بات نہیں۔بلکہ جاننے یا نہ جاننے کی بات ہے۔اس کی آیات مبارکہ انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔اور جسقدر کوئی گہرا غوطہ زن ہو گا، علم کے اس وسیع و عریض و عمیق سمندر میں سے وہ اپنی استطاعت اور ہمت کے مطابق موتی چن لے گا۔حتیٰ کہ جو کنارے پر کھڑے صرف دیدار کرنے والے ہیں۔وہ بھی اس رحمت کی پھوار سے مستفید ہو جاتے ہیں۔

marfat.com

قرآن حکیم کی سورۃ الکہف میں فرمان ہے کہ "اگر سمندر سیاہی بن جائیں ۔ یہ ختم ہو جائیں گے ۔ لیکن میرے رب کی باتیں لکھتے ختم نہیں ہوں گی "۔ اور اسی بارے میں عظیم مفسر قرآن حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا قول " القرآن یفسیرہ الزمان " (حوالہ تفسیر نمونہ مقدمہ جلدا) یعنی زمانہ قرآن پاک کی تفسیر کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ جوں جوں علوم انسانی ترقی کریں گے قرآن حکیم کی حکمت، انسان پر مزید واضح ہوتی جائے گی ۔ اور کلام اللہ خود اس پر شاہد ہے کہ قیامت سے پہلے انسان کی اپنے اندر اور باہر کی دنیا میں قرآن پاک کی سچائی کے متعلق بکھرے ہوئے تمام شواہد سائنس کی صورت میں ہویدا ہو جائیں گے ۔ اس لیے کہ قرآن پاک زمان و مکان سے بالاتر حقیقت ہے ۔ اس کی خوبیاں کبھی ختم نہ ہوں گی اس کی باتیں کبھی پرانی نہ ہوں گی اور قیامت تک ہر آنے والا مفسر اپنے زمانہ کی استعداد کے مطابق اس میں سے حکمت کے موتی چنتا رہے گا ۔

11.11 مفسرین کی ذمہ داری

اس سب کا مطلب یہ ہے کہ سائنسی علوم اللہ تبارک تعالیٰ کی کتاب پر غور و فکر اور تلاوت کا حصہ ہیں اور مفسرین کی ذمہ داری ہے، کہ فی زمانہ تقویٰ کی حدود میں رہتے ہوئے وہ محکم سائنسی علوم کے حوالہ سے قرآن پاک کی تفسیر کریں اگر ایک محقق اور مفسر خالص نیتی اور علم کی پیاس سے قرآن پاک کی طرف رجوع کرے گا تو اللہ تبارک تعالیٰ ضرور اس پر اپنی حکمت واضح کرے گا ۔ لہذا سائنس کے حوالہ سے جو قاری قرآن پاک پڑھنا چاہتا ہے ۔ متقی بن کر اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو بھول جائے، قرآن پاک میں غوطہ زن ہو، اور اس میں اپنا ذہن ڈھونڈنے کی بجائے اللہ تبارک تعالیٰ کی حکمت تلاش کرے ۔ اپنی مدد کے لیے جدید علوم اور سائنس کے محکم حقائق کو زیر نظر رکھے ۔

marfat.com

بارھواں باب

قرآن حکیم کا معجزاتی حسابی نظام

12.1 کائنات اور حساب

علوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے کئی نئے نئے رنگ سامنے آ رہے ہیں، جن میں ہر ایک منفرد معجزہ ہے۔ لیکن بیسویں صدی کے آخر میں قرآن حکیم کا جو حسابی نظام سامنے آرہا ہے اس کے سامنے انسانی عقل بالکل عاجز ہو کر رہ گئی ہے۔

پیشتر اس کے کہ ہم اس معجزانہ حسابی نظام کی طرف آئیں، ہمیں معلوم ہونا چاہیے، کہ کائنات کے سارے نظام کا دارومدار حساب پر ہی چل رہا ہے۔ بلکہ یہ کہنا حقیقت کے زیادہ قریب ہو گا کہ کائنات خالق کے حساب کی کتاب ہے۔ جس کی بنیاد کچھ عجیب و غریب اعداد پر رکھی گئی ہے جن کو موجودہ سائنس کی زبان میں قدرتی اکائیوں (Constants of Nature) کہا جاتا ہے۔ جن میں سرمو تفاوت کی گنجائش نہیں مثلاً کائنات 92 عناصر پر مشتمل ہے جن میں ہر ایک اپنے اپنے الگ اٹل خصوصیات رکھتے ہیں۔ اگرچہ ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ایٹمی وزن اور نمبر ہے لیکن ہر عنصر کے ایٹمی نمبر گرام میں ایٹموں کی تعداد ہمیشہ ہی $6.24x10^{23}$ ہو گی۔ اسی طرح کی ایک مثال کائنات کی کشش ثقل کی اکائی ہے۔ یہ اس کے کونے کونے میں ایک ہی ہے اور اگر بفرض محال کچھ ادنیٰ سا بھی فرق ہوتا تو کائنات میں ستاروں اور زمینوں کا وجود ناممکن ہو جاتا۔ اگر یہ تھوڑا کم ہوتی، تو یہ گیس کے گولے کی طرح پھیل کر ختم ہو جاتی اور اگر تھوڑا زیادہ ہوتی تو پھر کائنات اپنے ابتدائی دور ہی میں ایک انتہائی

marfat.com

ٹھوس گولہ بن کر اپنے اوپر بھینچ بھینچ کر ختم ہو گئی ہوتی ۔ ایک اور عام فہم مثال الیکٹران اور پروٹوں پر برقی چڑھاؤ(Electric Charge) کی ہے ۔ ان دونوں کے برابر ہونے کی وجہ سے مجموعی حیثیت سے ایٹم کا برقی چڑھاؤ صفر ہے ۔ اگر بفرض محال ان میں، نہایت معمولی سا بھی فرق ہوتا تو باہمی مناؤ(Repulsion) کی وجہ سے مادی اجسام نہ بن سکتے ۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں ۔ اس طرح جس چیز کا بھی تجزیہ کیا جائے سائنس ۔یہی دیکھ رہی ہے کہ خالق کائنات کے قانون میں کسی جگہ پر تبدیلی نہیں (لا کلمة الله تبدیلاً) اس نے جو کچھ بھی بنا دیا ہے وہی حرف آخر ہے ۔ اور کائنات کی اکائیاں آپس میں ایک انتہائی حساس نظام سے مربوط ہیں جن میں کسی ایک کو بھی اپنی جگہ سے ہلایا نہیں جا سکتا ۔ مثلاً روشنی کی رفتار خلا میں ہر طرف $3x10^8$ میٹر فی سیکنڈ ہی رہے گی ۔ نظام شمسی میں سیاروں کے آپس کے فاصلے مقرر ہیں ۔ اگر ان میں کوئی تبدیلی آئے تو قیامت آجائے ۔ پانی سطح سمندر پر ہمیشہ $100\ C^0$ پر ہی ابلے گا اور صفر درجہ پر جم جائے گا، ہر عنصر کا ایٹم منفرد ہے اور اس کے اندر بنیادی ذرات کی قیمت بھی مقرر ہے ، جس میں ذرہ بھر تبدیلی اس کی تمام تر خصوصیات کو بدل کر رکھ دے گی ۔ زمین اپنے محور پر ساڑھے 67 ڈگری پر جھکی ہوئی ہے اور سورج کے گرد 365 دن 6 گھنٹے اور 44 سیکنڈ میں ایک چکر لگاتی ہے یوں ہر چیز کی تقدیر مقرر شدہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ جو کائنات کا خالق ہے اس کا کوئی کام حساب سے خالی نہیں اور وہ خود اپنے آپ کو قرآن حکیم میں نہایت تیز حساب دان کا نام دیتا ہے ۔

ان اللہ سریع الحساب — بے شک اللہ تعالیٰ نہایت تیز حساب کرنے والا ہے ۔

اس مناظر میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن حکیم جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اللہ تعالیٰ کی باقی تخلیقات کی طرح یہ بھی حساب سے خالی نہیں ہو سکتی اس کی بنیاد میں بھی

marfat.com

ضرور کوئی بڑا حساب کار فرما ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا امر خالی الفاظ کا مجموعہ نہیں ہو سکتا۔ اس حقیقت سے قرآن حکیم کے اولین مفسرین مثلاً حضرت علی رضی اللہ عنہ بخوبی آگاہ تھے۔ اور اعداد قرآن پاک کو بڑی اہمیت دیتے تھے لیکن وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ اس دور کے علوم کلام اللہ کی تفسیر کے لیے ناکافی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ فرماتے تھے کہ زمانہ قرآن پاک کی تفسیر ہے۔ یعنی زمانہ کے ساتھ ساتھ اللہ کی کتاب کی تفسیر کا علم بھی ترقی کرتا جائے گا۔

12.2 قرآن حکیم کی حسابی ترتیب

یہ کہ قرآن حکیم میں حساب ہے اس کی پہلی جھلک تو اس کی ترتیب ہی سے عیاں ہے۔ یہ چھوٹی بڑی 114 سورتوں کا مجموعہ ہے جو تقریباً تیس برابر کے پاروں میں ترتیب دی گئی ہیں۔ عموماً لمبی سورتیں پہلے رکھی گئی ہیں اور چھوٹی سورتیں آخر میں۔ لیکن آپ پچھلے ابواب میں سورتوں اور پاروں کی ترتیب کے گراف سے دیکھ چکے ہیں کہ یہ ترتیب بھی یونہی نہیں بلکہ ایک نہایت صاف ستھرے حسابی نظام کے تحت رکھی گئی ہے جس کی مثال ملنا ناممکن ہے۔ سورتوں اور پاروں کے درمیان گراف کس حسابی مساوات کے مطابق ہے۔ یہ کام تو ابھی زیر غور ہے اور امید ہے کہ اس کی دریافت مزید اہم حقائق کو آشکارا کرے گی لیکن گراف کی شکل یعنی اس کا شروع میں آہستہ آہستہ اٹھنا اور آخر میں اچانک عمودی جست لگانا سے ظاہر ہے یہ دیگر قدرتی نظام کی ترقی کا عکس ضرور ہے۔ مثلاً ایٹمی ری ایکٹروں میں عمل در عمل یا کرہ ارض پر انسانی آبادی میں اضافے کا انداز بھی کچھ ایسے ہی ہے۔ اس کے علاوہ ہم میں سے مصنف بشیر محمود نے پچھلے سات ہزار سالوں کے اہم تاریخی واقعات کا تجزیہ کیا تو معلوم ہوا کہ وقت کے ساتھ ساتھ واقعات میں تیزی کا گراف بھی تقریباً قرآن الحکیم کی سورتوں اور سپاروں

marfat.com

کے گراف سے نسبت رکھتا ہے۔اسی طرح بشیر محمود نے قرآن پاک کی سورۃ نصر کی سائنسی انداز میں تفسیر کی تحقیق کے دوران دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام کی 23 سالہ جدوجہد کے نتیجہ میں مسلمانوں کی تعداد اور اللہ تعالیٰ کی نصرت کا گراف بھی قرآن پاک کی سورتوں اور سپاروں کے گراف کا عکس ہے۔یوں قرآن حکیم کا ترتیبی اعجاز ہر لحاظ سے قاری کے لیے سوچنے کی دعوت ہے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کے بڑے بڑے واقعات اسی حساب کے مطابق طے پا رہے ہیں۔

12.3 کمپیوٹر پر نئی دریافتیں

قرآن پاک اور بعض ہندسوں مثلاً 19 کے عجیب وغریب تعلق کا ذکر پہلے بھی ہو چکا ہے اس کام کا سہرا ایک مصری ڈاکٹر راشد خلیفہ کے سر ہے جو امریکہ میں آباد ہو گئے تھے، جیسا کہ انہوں نے خود اپنی کتابوں میں لکھا ہے ڈاکٹر راشد خلیفہ نے 1968 میں سارے کے سارے قرآن حکیم کے حروف اور الفاظ و آیات بالترتیب کمپیوٹر پر چڑھا دیے اور اپنے شوق کے لیے ان میں کوئی تعلق تلاش کرنا شروع کیا۔رفتہ رفتہ اس تحقیق میں ان کے ساتھ اور بھی لوگ شامل ہوتے رہے۔1976 تک یہ ایک باقاعدہ سکول بن چکا تھا۔اس دوران انہوں نے یہ حیرت انگیز دریافت کی کہ قرآن مجید کے حروف ۔الفاظ ،آیات اور سورتوں کی ترتیب ایک معجزانہ حساب کے مطابق ہے جس کے پورے ادراک کے لیے اس وقت تک بنے ہوئے کمپیوٹر بھی کافی نہیں تھے۔راشد خلیفہ نے اس موضوع پر کئی ایک کتابیں اور بے شمار پرچے (Papers) لکھے اور باقاعدہ ایک اکیڈمی بنا دی لیکن اس شخص کے ساتھ سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہوئی کہ اپنی اس عظیم دریافت کے بعد وہ بہک گیا اور شیطان نے اس کے علمی غزور سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے ذہن میں آخری نبی ہونے کا فتور ڈال دیا اور بالآخر وہ اسی گمراہی

marfat.com

میں 1990 میں واصل جہنم ہوا۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے اور خاتم النبین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مارے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا کہ وہ قرآن حکیم سے اکثر کو گمراہ کرتا ہے اور ایک اکثریت کو ھدایت بخشتا ہے۔ لیکن گمراہ ہونے کی وجہ لوگوں کو اپنا ہی فسق ہوتا ہے۔

"یضل بہ کثیر اً و یھدی بہ کثیر اً۔

راشد خلیفہ کی گمراہی کی وجہ سے بعض مسلمان علما اس کے کام سے بھی انکاری ہیں اور اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جس سے چاہے کام لے سکتا ہے۔ وہ کفار کے ہاتھوں سے بھی ایسے کام کرا سکتا ہے جو اسلام کی شان و شوکت کا باعث بنتے ہیں۔ مثلاً یورپی زبانوں میں قرآن کریم کے تمام کے تمام اولین مترجم اسلام کے کٹر دشمن پادری ہی تھے۔ صلح حدیبیہ میں کفار مکہ کا سفیر سہیل بن عمرو تھا اور اس صلح کی شرائط اس کی حسب مرضی لکھی گئیں جنہیں فتح مبین کہا گیا۔ حالانکہ اس وقت صحابہ کرامؓ پر ان کا ماننا بہت شاق تھا۔ قرآن کریم کے حسابی نظام کی دریافت کا ماجرہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ راشد خلیفہ ابتداً وہابی خیالات کا پیروکار تھا۔ یوں سرور کائنات کے مقامات کو سمجھنے سے وہ شروع ہی سے عاری تھا۔ لیکن قرآن حکیم میں حیران کن حسابی نظام کی دریافت نے تو اس کا دماغ خراب کر دیا اور وہ بد قسمت حضور پاکؐ کی ہم سری کا دعویٰ کرنے لگا اور بزعم خود آخری رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اب وہ واصل جہنم ہے لیکن اس کے گناہ اور بد عقیدہ ہونے کے باوجود اس کی تحقیقات فی زمانہ قرآن حکیم کے حسابی نظام کے متعلق بے شک ایک بہت بڑی دریافت ہیں۔ جو جدید ذہن کے لیے قرآن پاک کی سچائی پر حجت ہے۔ اگلے صفحات میں ان خاص خاص دریافتوں پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔ جن کا سمجھنا نسبتاً آسان ہے اور قاری اگر ہمت کرے تو خود بھی کلام

marfat.com

اللہ سے ان کی جانچ پڑتال کر سکتا ہے۔

12.4 قرآن حکیم کا ہندسی نظام

اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے کلام میں مختلف موقعوں پر 30 ہندسوں کا ذکر کیا ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1، 2، 3، 4، 5، 6، 7، 8، 9، 10

11، 12، 19، 20، 30، 40، 50، 60، 70، 80، 99، 100

200، 300، 1000، 2000، 3000، 5000، 50000، 100000

ان میں ہر عدد کی اس لحاظ سے تو خاص اہمیت ہے ہی کہ وہ اللہ کا کلام ہیں اور کسی نہ کسی بہت بڑی حقیقت کی تفصیل ہیں۔ مثلاً چھ کا ہندسہ زمین و آسمان یعنی سب کائنات کے سلسلہ میں اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ ایام میں ان سب کو تخلیق کیا۔ سات کا ہندسہ سات آسمانوں کے حوالہ سے کلام اللہ میں کئی بار آیا ہے۔ لیکن ہمارے پاس اس مضمون میں یہ موقع نہیں کہ ان ہندسوں میں سے ایک ایک کی تفصیل میں جائیں اگرچہ ان میں سے ہر ایک کے مفصل فوائد ایک بہت اچھی تحقیق ہو گی اور کسی باہمت قاری کو یہ کام ضرور کرنا چاہیے۔ اس وقت جو ہماری دلچسپی کا حامل ہے وہ 19 کا ہندسہ ہے چونکہ قرآن حکیم کی حسابی ترتیب میں اس کی بنیادی حیثیت ثابت شدہ ہے۔ کلام اللہ میں 19 کے ہندسہ کا صرف ایک دفعہ ذکر آیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوزخ کے اوپر ہم نے 19 فرشتوں کی گارڈ مقرر کی ہے۔ (سورۃ المدثر۔ ۳۰)

دوزخ ایک جیل کی مانند ہے جس میں گنہگار انسان۔ شریر جنات اور شیاطین ڈالے جائیں گے۔ یقیناً وہ وہاں سے فرار کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ان کو روکنے کے لیے 19 فرشتوں کو ڈیوٹی پر لگایا گیا ہے۔

marfat.com

اس میں کیا راز ہے یہ تو بتانے والا ہی بہتر جانتا ہے لیکن ایک بات ظاہر ہے کہ ۱۹ کا تعلق حفاظت سے ہے۔ قرآن حکیم کے متعلق ۱۹ کے ہندسے سے متعلقہ جس قدر بھی دریافتیں ہوئی ہیں ان سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک کا حسابی نظام اٹل ہے اور قرآن کریم میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی یہاں تک کہ اگر کسی آیت کے کسی حرف کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیا جائے تو یہ نظام فوری بتائے گا کہ تبدیلی لائی گئی ہے۔ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ جو خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے شاید 19 کا ہندسہ اسی حفاظتی نظام کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ اس کے نزول میں جو احتیاطی انتظامات کیے گئے وہ حیران کن ہیں مثلاً قرآن کریم اور احادیث مبارکہ ہی سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر کلام اللہ بے شمار فرشتوں کی معیت میں اترا کرتا تھا۔ اور جب قرآن حکیم کی آیات کا نزول ہو رہا تھا تو شیاطین کی کوشش ہوتی کہ معلوم کریں کہ رب کائنات کی طرف سے کیا پیغام اتارا جا رہا ہے لیکن جب وہ اس کی طرف بڑھتے تو شہاب ثاقب ان کا پیچھا کرتے اور یوں حرف حرف لفظ لفظ اللہ کا کلام محفوظ شکل میں اس کے پیارے حبیب کے قلب پر ثبت ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ تردد ہوا کہ کہیں میں بھول نہ جاؤں تو جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے بھی دہرانا شروع کر دیا تو فوراً وحی کے مضمون کو روک کر آپؐ کو بتایا گیا کہ دہرانے کی ضرورت نہیں۔ کلام اللہ کا خالق خود آپؐ کے قلب مبارک پر اسے یوں ثبت کرتا ہے کہ بھولنے کا ہرگز کوئی امکان نہیں۔

12.5 قرآن حکیم اور انیس کا ہندسہ

19 کے ہندسہ کی حسابی کلیہ اللہ کی کتاب کی پہلی آیت یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اندر پنہاں ہے۔ یہ آیت مبارک مندرجہ ذیل حروف پر مشتمل ہے۔

marfat.com

ب	س	م	ا	ل	ل	ہ
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷

ا	ل	ر	ح	م	ن
۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳

ا	ل	ر	ح	ی	م
۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹

ان حروف کی تعداد 19 ہے۔خلیفہ راشد نے کمپیوٹر پر حساب لگا کر دیکھا کہ ان میں سے ایک ایک حرف جس تعداد میں قرآن حکیم میں آیا ہے وہ بھی ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہے اور اس کے الفاظ اسم ۔اللہ ۔رحمن ۔رحیم بھی جتنی بار نازل ہوئے ہیں وہ بھی 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہیں۔یہاں سے اس نے اندازہ لگایا کہ 19 کا ہندسہ قرآن کریم کی ساخت میں کوئی کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

12.6 حیران کن معجزے

انیسویں ہندسہ کے حساب کے مطابق قرآن کریم کی ترتیب و تکمیل کی معجزانہ ساخت مندرجہ ذیل چند ایک مثالوں سے عیاں ہو جائے گی۔لیکن یہ سب کچھ برفانی تودہ (Ice Berg) کا بیرونی نظر آنے والا معمولی سا حصہ ہے۔نظر سے اوجھل حقائق اس سے بھی بہت زیادہ حیران کن ہیں۔جن کی تفاصیل راشد خلیفہ کی کتابوں میں دی گئی ہیں۔مندرجہ ذیل وہ عجیب وغریب حقائق ہیں جن کو کوئی بھی قاری خود

marfat.com

آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔

1۔ قرآن حکیم کی سورتوں کی تعداد 114 ہے جو 19 کا حاصل ضرب ہے۔

114 = 19x6 ۔

اس کے علاوہ 114 کے ہندسوں کی کلی حاصل جمع 4+1+1 = 6 ہے۔

اور یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے 6 ایام میں کائنات کی تخلیق اور تکمیل کی ہے یعنی 114 میں 6 اور 19 کا جو تعلق ہے وہ قرآن حکیم اور کائنات کے آپس کے تعلق کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

2۔ بسم اللہ کا اعجاز:۔

ماسوائے سورۃ توبہ (9) قرآن حکیم کی ہر سورت بسم اللہ سے شروع ہوتی ہے یوں سورتوں کے آغاز میں 113 دفعہ بسم اللہ شریف آتی ہے لیکن سورۃ نمل (27) کے اندر آیت مبارکہ 30 میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کے حوالہ سے پوری بسم اللہ شریف دہرائی گئی یوں سورۃ توبہ والی کمی وہاں پوری کر دی اور حساب برابر کر دیا یعنی 6x19 = 114

3۔ یہ بات بھی عجیب ہے کہ سورۃ توبہ نمبر 9 ہے جو بسم اللہ کی آیت سے شروع نہیں ہوتی اور سورۃ نمل (27) جس میں بسم اللہ دو دفعہ آتی ہے ان کے درمیان سورتوں کے نمبروں کی جمع یعنی

(9+ 10+ 11+ 12+ 13+ 14+ 15+ 16+ 17+ 18+

19+ 20+ 21+ 22+ 23+ 24+ 25+ 26+ 27) = 342

بھی 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہے یعنی 3x6x19 = 342

مزید برآں یہ کہ 342 = 3x114 یعنی قرآن پاک کی کل سورتوں کا بھی حاصل ضرب ہے۔

4۔ یہ بات بھی حیران کن ہے کہ سورۃ نمل کی پہلی بسم اللہ اور دوسری بسم اللہ کے

marfat.com

درمیان الفاظ کا مجموعہ بھی 342 ہی ہے جو کہ 19 کا بھی حاصل ضرب ہے۔

5۔ پہلی وحی کا اعجاز:۔

قرآن حکیم میں 19 کی کلیدی حیثیت کلام اللہ کی پہلی وحی سے بھی ظاہر ہے پہلی وحی "اقرا باسم ربک الذی ......" سورۃ 96 کی آیات ایک تا پانچ تھی۔ اگر آپ گنیں تو پہلی وحی کے 19 الفاظ تھے اور ان الفاظ کے 76 حروف تھے جو کہ 19 کا ہی حاصل ضرب ہیں 4x19=76 ۔ اور یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چالیس (40) سال کی عمر میں نبوت کے منصب پر فائز ہوئے اور 40 کا 4 سے تعلق ظاہر ہے۔

6۔ یہ بھی حیران کن ہے کہ سورۃ 96 (جس کی پہلی 5 آیات پہلی وحی ہیں) کی کل آیات بھی 19 ہیں۔

یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ آخر قرآن پاک سے الٹا گنیں تو 96 ویں سورۃ 19 ویں ہے اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ شروع قرآن سے 96 تک 95 سورتیں ہیں جو کہ 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہے یعنی 95=5x19

7۔ یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کہ سورۃ 96 کے کل حروف 304 ہیں جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے 4x4x19=304

یہاں بھی چار کے ہندسہ کی تکرار قابل غور ہے اور حیران کن بات یہ بھی ہے کہ اللہ ۔ محمد ۔ قرآن کے ناموں میں ہر ایک چار حروف پر مشتمل ہے۔

8۔ آخری سورۃ کا اعجاز:۔

غرض قرآن حکیم کی پہلی وحی والی سورۃ مبارک ہر لحاظ سے 19 کے حسابی ہندسہ کا معجزہ ہے اور قرآن پاک کی بقیہ تشکیل میں 19 کی جو اہمیت ہے وہ یہیں سے شروع ہو گئی ۔ اس حسابی کلیہ کے ساتھ پورے 23 سال قرآن کریم اپنے حروف اور الفاظ اور سورتوں کے ساتھ اترتا رہا۔ نبی کریم صلی اللہ

marfat.com

علیہ وسلم کاتبان وحی سے فرمادیتے کہ فلاں آیت کی فلاں سورۃ فلاں آیت کے بعد لکھ لیں۔ کوئی کمپیوٹر نہیں کوئی حساب دان نہیں لیکن حساب کے انسانی آلات اور کتاب کے بغیر قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کے حساب کے ساتھ ترتیب پاتا گیا۔ حتیٰ کہ آخری سورۃ نصر نمبر 110 کا نزول ہوا۔ اور یہ بھی ٹھیک 19 الفاظ پر مشتمل تھی اور اس کی پہلی آیت جس میں اللہ کی نصرت اور اسلام کی فتح کی بشارت ہے ۔ "اذا جاء نصر اللہ والفتح" بھی ٹھیک 19 حروف کا مرکب ہے۔ یوں کلام اللہ کی پہلی اور آخری سورۃ ایک ہی حسابی قاعدہ کے لحاظ سے مرتب ہوئیں (سبحان اللہ)

مزید حیران کن حسابی نظام

یہ تو چند ایک سادہ سے وہ حقائق ہیں جنہیں ہر قاری آسانی سے خود دیکھ سکتا ہے لیکن اصل حسابی معجزہ تو اللہ کی کتاب کے اندر ہے۔ ایسا کمال جس کے سامنے انسانی عقل انگشت بدنداں رہ جاتی ہے اور جانچ پڑتال بجز طاقتور کمپیوٹروں کے ناممکن ہے۔ ہم مندرجہ ذیل میں ان معجزات کے صرف چند نمونے پیش کریں گے۔

1۔ اللہ کا نام:۔

اللہ تبارک تعالیٰ کے اسم ذاتی کا ذکر کلام اللہ میں 2698 دفعہ ہوا ہے اور یہ عدد بھی 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہے یعنی

$$19 \times 2 \times 71 = 19 \times 142 = 2698$$

لیکن اس سے بھی عجیب تر یہ بات ہے کہ وہ تمام آیات جن میں اللہ سبحانہ کا نام مبارک آیا ہے اگر ان آیات کے نمبروں کو جمع کریں تو مجموعہ 118123 ہے اور وہ بھی 19 کا حاصل ضرب ہے یعنی $118123 = 19 \times 6217$ ۔

2۔ سورتوں کا اعجاز:۔

ہم پہلے دیکھ چکے ہیں کہ کلام اللہ کی 114 سورتیں تو 19 کا حاصل ضرب ہیں

marfat.com

ہی لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ تمام سورتوں کا مجموعی عدد

(6555=114 .....4+3+2+1)

یعنی سورتوں کے اعداد کو اگر جمع کرتے جائیں تو 6555 بنتا ہے جو کہ 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہے۔ 6555=19x345 ۔ یوں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی 114 سورتوں پر حسابی مہر ثبت کر دی اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی سورت کم یا زیادہ ہے۔

3۔ قرآن کے لفظ کا اعجاز:۔

قرآن حکیم کا اپنا نام مبارک "قرآن" ساری کتاب میں 58 دفعہ آیا ہے لیکن سورۃ یونس کی آیت نمبر 15 میں جس لفظ قرآن کا ذکر آیا وہ "بقرآن غیر هذا" یعنی اس قرآن کے علاوہ کے الفاظ کے ساتھ آیا ہے یعنی اس لفظ قرآن کو ہم اصل قرآن کے حساب سے غیر کریں گے یعنی مستثنیٰ۔ یوں کلام اللہ کے قرآن کے اعداد 57 ہی ہیں جو کہ ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہیں

(57=19x3)

4۔ بسم اللہ کا اعجاز:۔

یہ ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم 19 حروف پر مشتمل ہے جو قرآن پاک کے حسابی نظام کی بنیاد ہے۔ لیکن کلام اللہ کی یہ پہلی آیت بھی اپنے اندر ایک عجیب حسابی نظام کا سمندر چھپائے ہوئی ہے۔ یہ آیت مبارک چار الفاظ پر مشتمل ہے اور ان میں ہر ایک لفظ جتنی جتنی دفعہ کل قرآن پاک میں آیا ہے وہ تعداد ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہے۔ مثلاً

marfat.com

جدول نمبر ۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم کا حسابی نظام

الفاظ بسم اللہ	سارے قرآن میں تعداد	19 کا حاصل ضرب
اسم	19	1 x 19
اللہ	2698	142 x 19
الرحمن	57	3 x 19
الرحیم	114	6 x 19

5۔ بعض صفاتی نام

یہ بات بھی قارئین کے لیے دلچسپی سے خالی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل صفاتی نام بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ کی تعداد کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔

جدول نمبر ۵

اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام کا حسابی نظام

صفاتی نام مبارک	کل تعداد	بسم اللہ کی مطابقت
واحد	19 دفعہ	اسم ـــ 19
ذالفضل العظیم	2698 دفعہ	اللہ ـــ 2698
مجید	57 دفعہ	الرحمن ـــ 57
جامع	114 دفعہ	الرحیم ـــ 114

marfat.com

6۔ لا الہ الا اللہ کا معجزہ:۔

لا الہ الا اللہ کلمہ شہادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے "یا ایھا الناس" قولو لا الہ الا اللہ و تفلحو "یعنی انسانی فلاح اس کلمہ کے اندر پنہاں ہے۔ معجزہ کی بات یہ ہے کہ یہ اہم ترین کلمہ بھی قرآن پاک کی ٹھیک 19 سورتوں میں آیا ہے۔ پہلی دفعہ سورۃ بقرہ کی آیت مبارک 163 میں آیا اور آخری دفعہ یہ سورۃ (مزمل) 73 کی آیت مبارک 9 میں ہے (9)73 یہ بات بھی کم حیران کن نہیں کہ جن سورتوں میں کلمہ شہادت آیا ہے اور کلمہ شہادت والی آیات کے اعداد کی جمع بھی 19 کا ہی حاصل ضرب ہے۔ یہ بات مندرجہ ذیل جدول سے ظاہر ہے۔

جدول نمبر ۶

قرآن کریم میں کلمہ شہادت کا حسابی نظام

نمبر شمار	سورۃ نمبر	کلمہ شہادت والی آیات	سورۃ میں کلمہ شہادت کی تعداد
1	2 بقرۃ	163، 255	2
2	3 عمران	2،6،18،18	4
3	4 النساء	87	1
4	6 انعام	102، 106	2
5	7 اعراف	158	1
6	9 توبہ	31	1
7	11 ھود	13	1
8	13 رعد	30	1

marfat.com

9	20	طٰہٰ	8، 98	2
10	23	مومنون	116	1
11	27	نمل	26	1
12	28	قصص	70، 88	2
13	35	فاطر	3	1
14	39	زمر	6	1
15	40	مومن	3، 62، 65	3
16	44	دخان	8	1
17	59	حشر	22، 23	2
18	64	التغابن	13	1
19	73	مزل	9	1
	507	حاصل جمع	1592	29

اگر ہم 507+1592+29 کو جمع کریں تو یہ 2128 بنتا ہے جو کہ پھر سے 19 کا حاصل ضرب ہے یعنی 2128=19x112

7۔ صلوۃ:۔(اختصار کی وجہ سے جدول نہیں بنایا)

اسی طرح لفظ صلوۃ جو کہ اسلام کا دوسرا ستون ہے سارے قرآن حکیم میں 67 دفعہ آیا ہے اب اگر اس میں ہم ان سورتوں کے نمبر اور آیات کے نمبر جن میں لفظ صلوۃ آتا ہے سب کو جمع کریں (یعنی ایسا ہی جدول بنائیں جیسا جدول ۶ ہے) تو ٹوٹل 4674 بنتا ہے جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے

4674=19x246

marfat.com

12.7 حروف مقطعات کا معجزہ:۔

حروف مقطعات قرآن پاک کا راز ہیں یہ اس کی 29 سورتوں کے آغاز پر آتے ہیں ان کی تعداد 14 ہے جو کہ عربی حروف کا نصف ہے اور 14 مرکبات کی شکل میں یہ لکھے گئے ہیں۔ کمپیوٹروں کی مدد سے کیے گئے تجزیوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ حروف قرآن حکیم کی حسابی نظام کا ہمیشہ زندہ رہنے والا معجزہ ہے۔

مندرجہ ذیل میں ہم صرف چند ایک سادہ باتوں کا ذکر کریں گے۔

"اگر ہم 14 حروف مقطعات ان کے 14 مرکبات اور معقطعات والی 29 سورتوں کے اعداد کو جمع کریں یعنی 14+14+29 تو یہ 57 بنتا ہے جو کہ ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہے۔

اگر ان تمام سورتوں کے نمبروں کو جن کا آغاز حروف مقطعات سے ہوتا ہے سب کو جمع کریں مثلاً (2+3+7 .... 50+68) تو یہ حاصل جمع 822 ہے جس میں اگر 14 حروف مقطعات کو بھی جمع کر دیں تو مجموعہ 836 ہے جو ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہے 836 = 44x19

یہی نہیں بلکہ حروف مقطبعات والی پہلی سورۃ نمبر 2 اور آخری سورۃ نمبر 68 کے درمیان اللہ تعالیٰ نے جو 38 غیر مقطعات حروف والی سورتیں رکھی ہیں ان کی تعداد بھی 19 کا حاصل ضرب ہے 38 = 2x19

حروف مقطعات کے متعلق اوپر دی گئی چند باتیں تو صرف ابتدائیہ ہے۔ اصل معجزہ تو ان کے اندر ہے جس کے سامنے بڑے سے بڑے دماغ ششدر ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ کسی کتاب میں اس قدر پیچیدہ اور دشوار حساب ڈال دیا گیا جو بے مثل ہے۔ آیئے ہم صرف سورۃ بقرہ کے مقطیعات ال م کے حسابی نظام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ ال م کے جو کچھ بھی معنی ہیں وہ اپنی جگہ پر لیکن ان تین حروف نے دنیا

marfat.com

بھر کے علماء ، سائنسدانوں اور دانشوروں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت قائم کر دی ہے کہ وہ قرآن حکیم کو عام کتاب نہ سمجھیں اور اس کی آیات پر سے یونہی گذر نہ جائیں بلکہ رب کائنات کی اپنی نازل شدہ کتاب ہے جس کے تمام احکامات خالق کائنات کے ہیں اور ان پر عمل کرنا خالق کائنات کی خاص اطاعت ہے اور اس حجت کی بنیاد ان میں پنہاں کلیدی 19 کا ہندسہ ہے ۔ جس کا ذکر پیش لفظ میں ہو چکا ہے کہ حرف "م" کی تعداد کو لفظ مکہ کے ہجوں کو کم کر کے پورا کیا گیا۔

اگر ہم سارے قرآن حکیم کے حروف مقطعات والی سورتوں اور اس کے اندر حروف مقطعات میں سے ہر ایک کی تعداد کو جمع کریں تو یہ ٹوٹل بھی 19 کا حاصل ضرب ہے ۔ (مثلاً سورۃ بقرہ میں تین حروف ال م مقطعات ہیں اور علیحدہ علیحدہ ا ، ل ، م کل 9899 دفعہ اس سورۃ مبارکہ میں لکھے گئے ہیں)۔

12.8 مقطعاتی سورتوں کا اپنا معجزانہ حسابی نظام

مقطعات کے حسابی نظام پر راشد خلیفہ کی کتاب

"Computer Speaks"

پبلشر اسلامک پروڈکشن ۔ سات سو انتالیس ۔ای ۔ سکستھ سٹریٹ ۔ ٹکسن اے زیڈ ۸۵۷۱۶ ۔یو ۔ایس ۔اے

ایک نہایت تفصیلی کتاب ہے اور یہاں اس کی ساری تفصیلات دینے کا موقع نہیں ۔ اس کتاب میں سے ہم صرف سادہ حروف مقطعات والی چند ایک سورتوں کے حوالہ سے قرآن حکیم کے اس عظیم اور ششدر کرنے والے حسابی نظام کی کچھ مزید جھلکیاں پیش کر رہے ہیں۔

marfat.com

ق :۔ قرآن کریم کی سورۃ 42 (شوریٰ) کے مقطعات حم اور عسق ہیں جن میں حرف "ق" ہے اور سورۃ 50 (ق) حرف مقطعات ق سے شروع ہوتی ہیں۔ ان دونوں سورتوں کے تمام الفاظ میں حرف ق 57 57 دفعہ استعمال ہوا ہے۔

سورۃ 50 (ق) میں پہلی آیت ق کے فوری اور دوسری آیت "والقرآن المجید" ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے "ق" قرآن کے لیے آیا ہے۔ اب ق کے حرف مقطعات والی دونوں سورتوں میں ٹوٹل ق کی تعداد 114 (57+57=114) بنتی ہے جو کہ کلام اللہ کی کل سورتوں کی تعداد ہے۔ یاد رہے کہ بذات خود لفظ قرآن بھی کلام اللہ میں 57 دفعہ آیا ہے اور لفظ مجید بھی 57 = 19x3 دفعہ ہی دہرایا گیا ہے۔

ع، س، ق سے شروع ہونے والی دوسری سورت 42 (شوریٰ) کل 53 آیات پر مشتمل ہے اور یوں اس سورت کا نمبر اور آیات کا مجموعہ 95 بنتا ہے (53+42=95) جو کہ پھر سے 19 کا حاصل ضرب ہے 95=19x5

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ سورۃ نمبر 50 (ق) کی آیات 45 ہیں جن کا مجموعہ بھی 45+50=95 ہی ہے۔

ق کے متعلق ایک اور عجیب معجزہ یہ دریافت ہوا ہے کہ قرآن کریم کی ہر سورۃ کی 19 ویں آیات میں آنے والے تمام "ق" کا مجموعہ 76 ہے جو کہ ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہے۔

2۔ **نون** :۔ سورۃ نمبر 68 (القلم) کی پہلی آیت "نون" ہے۔ اس سورۃ میں بھی کل نونوں کی تعداد 133 ہے جو 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہے

133 = 19 x 7

یاد رہے کہ سورۃ نمبر 68 (القلم) حروف مقطعات سے شروع

marfat.com

ہونے والی آخری سورۃ ہے اور پہلی مقطعاتی سورت 2 تھی ۔ راشد خلیفہ کے مطابق ان دونوں سورتوں کے درمیان قرآن حکیم کی آیات کی تعداد 5263 بنتی ہے جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے ۔

5263 = 19 x 277

ص :۔ قرآن حکیم کی تین سورتوں 7 (اعراف) ، 19 (مریم) ، 38 (ص) میں حرف مقطعات " ص " موجود ہے ۔ ان تینوں سورتوں میں حرف " ص " 152 یعنی 19x8 دفعہ آیا ہے ۔ جس کی وضاحت یہ ہے ۔

سورۃ نمبر	سورۃ	" ص " کی تعداد
7	اعراف	97
19	مریم	26
38	ص	29
کل		8x19=152

یسین :۔ سورۃ 36 یسین مقطعات " ی س " سے شروع ہوتی ہے اس سورۃ مبارکہ میں حرف ی 237 دفعہ اور حرف س 48 دفعہ ہے ۔ ان دونوں کا مجموعہ 48+ 237= 285 جو کہ 19 کا حاصل ضرب ہے 285=19x15

5 ۔ حم :۔ حم دو حروف مقطعات پر مشتمل ہے اور قرآن حکیم کی کل سات سورتوں کا اس لفظ سے آغاز ہوتا ہے ۔ (سورۃ 40 سے 46) اور ان میں ح اور م کے حروف کی کل تعداد 2147 ہے جو کہ پھر سے 19 کا حاصل ضرب ہے ۔

marfat.com

19 x 113 = 2147

مندرجہ ذیل جدول اس حساب کو دکھاتی ہے۔

سورۃ نمبر	ح کی تعداد	م کی تعداد	کل ح۔م
40 مومن	64	380	444
41 حم سجدہ	48	276	324
42 شوریٰ	53	300	353
43 زخرف	44	324	368
44 دخان	16	150	166
45 جاثیہ	31	200	261
46 احقاف	36	225	261
کل	292	1855	2147

یاد رہے کہ ح م کا یہ مجموعہ (292 + 1855) = 2147 ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہے 113 x 19 = 2147

عسق:۔ عسق حروف مقطعات سورۃ نمبر 42 (شوریٰ) کی دوسری آیت ہے۔اس سورۃ مقدسہ میں حروف ع، س، ق بالترتیب 57،54،98 دفعہ آئے ہیں جن کا کل مجموعہ 209 ہے جو کہ 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہے

209 = 19 x 11

یہ تو چند ایک آسان مثالیں تھیں لیکن جیسا کہ اسلامک پروڈکشن ٹوکسن یو ایس اے میں کی گئی تحقیقات سے ظاہر ہوتا ہے یہ تو قرآن پاک کے حسابی معجزہ کے ایک چھوٹے سے حصہ کی تصویر ہے۔ مجموعی حیثیت میں حروف مقطعات میں قرآن

marfat.com

حکیم کے حسابی معنوں کا ایک دریا چھپا ہوا ہے ۔ جیسے جیسے زیادہ طاقتوراور تیز کمپیوٹروں کی لیجاد ہو رہی ہے ویسے ویسے ہی قرآن حکیم میں پنہاں معجزہ کے مزید پہلو سامنے آرہے ہیں ۔

12.9 چیلنج

یوں قرآن حکیم کا حسابی نظام کلام اللہ کا ابدی زندہ معجزہ ہے جسے قیامت تک آنے والا ہر آدمی دیکھ سکے گا۔ بیسویں صدی کے آخر میں اس کی دریافت دنیا بھر کے سائنسدانوں کے لیے چیلنج اور عام انسانوں پر حجت ہے کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور بلا حیل و حجت اب اپنی زندگیوں کو قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق بدل ڈالیں۔

قرآن حکیم کے حسابی نظام میں اس بات کی ہرگز تخصیص نہیں کہ 19 کا عدد یا کوئی اور ہندسہ کسی قسم کی مقدس خصوصیات کا حامل ہے۔ بلکہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ آج سے چودہ سو سال پہلے جب کہ اس وقت کے حساب دانوں کا بھی حساب کا علم آج کل کے پرائمری سکول کے بچوں سے کم تھا۔ عرب کے صحراؤں میں ایک شخص اٹھتا ہے جو کسی سکول کا تعلیم یافتہ بھی نہیں۔ کسی عالم سے بھی اس کی مجلس نہیں ۔ جب وہ چالیس سال کا ہو جاتا ہے تو اس کی زبان مبارک (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایسے کلمات نکلنا شروع ہو جاتے ہیں جن کا عربوں کے نزدیک فصاحت و بلاغت میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ وہ کلام ایسا زوردار پراثر اور انقلاب خیز تھا کہ جو کوئی اسے سنتا اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا اور عرب کا بڑے سے بڑا عالم یا شاعر باوجود کھلے چیلنج کے ایک آیت بھی اس کے مقابلہ میں نہ لا سکا۔ پھر جب ان عربوں نے اپنی زندگی کو اس کے مطابق ڈھال لیا تو بدوؤں سے اٹھ کر وہ مہذب ترین انسان بن گئے۔ اور

marfat.com

آہستہ آہستہ جب قرآنی سوچ والے چند سو لوگ تیار ہو گئے تو انہوں نے بیس سالوں کے اندر اندر اس وقت کی تمام معلوم شدہ دنیا کا نقشہ تبدیل کر کے رکھ دیا۔ اور آج دنیا کا ہر تیسرا آدمی قرآن پاک پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے ماننے والوں کی یہ تعداد مخالفوں کے پراپیگنڈہ کے باوجود بڑھتی ہی جاتی ہے۔ کیا ان حیران کن خوبیوں اور بے مثل عظیم اثرات کے بعد بھی کوئی سلیم القلب اس کتاب کے من جانب اللہ تعالیٰ ہونے کے بارے میں شک کر سکتا ہے؟ لیکن قرآن پاک تمام زمان و مکان میں ایسا معجزہ ہے جو ہر قسم کی عقل و دانش والے انسانوں سے اپنے آپ کو منواتا ہے۔ تاکہ حق ظاہر ہو اور حجت قائم رہے۔ چنانچہ چودھویں صدی ہجری کے آخر میں قرآن حکیم کے 19 والے حسابی نظام کی دریافت اسی معجزہ کا ایک نظارہ ہے۔ اور اس سائنسی دور کے لیے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔

حساب دان ۔ سائنسدان ۔ دانشور ۔ علما۔ حکما۔ ہر خاص و عام ، مومن اور منافق ، مسلمان اور کافر سبھی سوچنے پر مجبور ہیں کہ کجا چودہ سو سال پہلے آج بھی کسی کتاب میں ایسا حسابی نظام ڈالنا انسانی بساط سے باہر ہے۔ طاقتور کمپیوٹروں کی مدد سے بھی اس جیسے حسابی نظام کے مطابق کسی کتاب کی تشکیل انتہائی مشکل ہو گی۔ لیکن چودہ سو سال پہلے تو یہ ہر لحاظ سے ناممکن تھا۔ خاص طور پر یہ ، کہ قرآن حکیم کوئی ایسی کتاب نہیں تھی جسے بیٹھ کر کسی مصنف نے لکھ دیا ہو یہ تو پورے 23 سال کی لاثانی جدوجہد اور انتہائی فعال زندگی کے دوران ٹکڑے ٹکڑے نازل ہوتا رہا ایسی زندگی جس میں ایک دن بھی ایسا نہیں تھا کہ صاحب قرآن ﷺ آرام سے بیٹھ کر کچھ لکھ لیتے۔ ایسا شاہکار معجزہ ماسوائے کلام اللہ کے کچھ اور نہیں ہو سکتا۔ اور جو اس کو نہیں مانتا یا ایمان لانے کے بعد اس پر عمل نہیں کرتا اس سے بڑھ کر اپنی ہی جان کا کوئی اور دشمن نہیں ہو گا۔ بے شک جو زندگی قرآن حکیم کے بغیر گزر گئی وہ بری طرح ناکام ہو گئی۔

marfat.com

12.10 19 کا ہندسہ کیوں ؟

قرآن کریم کی حسابی ترکیب میں صرف 19 کا ہندسہ کیوں اس قدر معتبر ہے یہ سوال اپنی جگہ کافی دلچسپی کا حامل ہے ۔ سیدھا سادا جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی ہندسہ اہم نہیں وہ جو چاہے استعمال کرے ۔ یہ تو اس کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ کسی چھوٹی سے چھوٹی ، کم تر سے کم تر چیز کو عزت بخش دے ۔ اس لحاظ سے 19 کے ہندسہ کی ماسوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اسے مخصوص کر لیا، اس کی کوئی اور مذہبی اہمیت نہیں ۔ پھر بھی ایک حسابدان یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی اور ہندسہ کیوں نہ چن لیا۔ اس سوال کا اصل جواب تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن عام حسابی قاعدوں کے مطابق 19 کے عدد کی کچھ ایسی خصوصیات ہیں جو دوسرے کسی عدد میں نہیں پائی جاتیں ۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ہندسہ ایک اور نو کا مرکب ہے جو کہ ہندسوں میں اول اور آخر ہیں ۔ اس کے ہندسوں کی جمع دس ہے (1+9=10) جس کے اعداد کی جمع ایک ہے (0+1=1) یعنی 19 کا ہندسہ اپنے اندر وحدت کو چھپائے ہوئے ہے ۔

کائنات کے نظام میں بھی 19 کے ہندسہ کی اہمیت بہت واضح ہے

(1) مثلاً سورج ۔ چاند اور زمین انسان کے لیے اہم ترین فلکی نظام ہیں ۔ یہ تینوں ہر 19 سال بعد ایک دوسرے کے آمنے سامنے ایک لائن والی پوزیشن بناتے ہیں ۔ (Ref: Encyclopeadia Judaica calender)

(2) مشہور سیارچہ جسے Halley Comet کہا جاتا ہے ہر 76 سال بعد زمین پر ظاہر ہوتا ہے جو کہ 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہے (19x4=76)

(3) ہر انسان کے اندر 209 ہڈیاں ہوتی ہیں جو کہ ٹھیک 19 کا حاصل ضرب ہیں 11 x 19 = 209

marfat.com

(4) تخلیق کے لمحات کے بعد بچہ ماں کے پیٹ میں 266 دن یا 38 ہفتے رہتا ہے جو کہ 19 کا ٹھیک حاصل ضرب ہیں 14x19=266، 2x19=38

(Ref: Longman Medical Embryology)

اوپر کی مثالیں یہ واضح کرتی ہیں کہ یہ انسان کی تخلیق اور اس کی دنیا کے اندر بھی 19 کا ہندسہ اللہ تعالیٰ کی مہر کی مانند ہے۔شاید اسی لیے کلام اللہ کی تخلیق و ترتیب میں بھی یہی ہندسہ بنیادی نوعیت کا ہے۔

12.11 یااولی الالباب

یہ سب باتیں یقیناً حیران کن ہیں لیکن حیرانگی ہمارے مسائل کا علاج نہیں اصل بات ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ ہم کائنات کے اس عظیم ترین معجزہ یعنی قرآن کریم کے احکامات پر دل وجان سے عمل کریں تاکہ دنیاوی زندگی کے امتحان کے بعد اس کی رہنمائی میں خوشی خوشی ہمیشگی کی زندگی میں داخل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہمیں قرآن ہی کے الفاظ میں یوں خوش آمدید کہیں۔

اے نفس مطمئنہ

اپنے رب کی طرف پلٹ آ

وہ تم سے راضی

تم اس سے راضی

وہ تمھیں خوش خبری سناتا ہے کہ

میرے خاص بندوں میں داخل ہو جاؤ

میری خاص جنت میں داخل ہو جاؤ

marfat.com

حوالہ جات

1. Laura Veccia Verlier, "Apologie de L'Islamism". France (pp 57-59).
2. Dr. Hart Wig Hiraschfeld, "New researchers in the composition and Exegesis of the Quran" London 1902 (P-2).
3. F.F. Arbuthnot, "The construction of the Bible and the Quran". London 1885. (P-5)
4. Henry Gaylord Dorman, "Towards Understanding Islam." New York 1948. (P-3)
5. Prof. A. G. Arberry, "The Holy Quran. An Introduction with Selections." London 1953. (P-17)
6. Prof. Ziauddin Ahmed, "Al-Quran: Divine Book of Eternal Value," Royal Book Company Karachi, 1989.
7. Maurice Bucaille. "The Bible, the Quran and Science." Pakistani edition, Karachi, 1989.
8. Muhammad Maraduke Pickthall. "The Glorious Quran: Text and Translation," Islamic Research Institute Press, Islamabad, 1936.
9. Afzalur Rehman. "Muhammad Encyclopaedia of Seerah." Vol. 1. Muslim School Trust London, 1981.
10. Dr. Lal Muhammad Chowala. "A Study of Al-Quran Karim". Islamic Publications Ltd. Lahore, 1991.
11. Abu Doud, " Abu Doud's Book of the Traditions of the Messenger of Allah."
12. Kenneth Gragg. "The Call of the Minarat." Oxford University Press, 1956.
13. S Bashir-ud-Din Mahmood, "Doomsday and life after Death." Holy Quran Research Foundation, Islamabad, 1991.
14. Abdul Wadood. " Phonomena of Nature and the Quran." Syed Abdul Wadood, Lahore, 1971.
15. Allama Syed Soloman Nadvi. Seere-tun-Nabi. Services Book Club, Rawalpindi.
16. Iftikhar Bin Hasan. "The Astonishing Truths of the Holy Quran. "Taaha Publishers, London, 1988.
17. Rashid Khalifa. "The Quran: the Visual Presentation of a Miracle." Islamaic Productions. Arizona, USA. 1989.
18. Michael Hart "The 100 Greats" History of the 100 Human Beings who have influenced Humanity Most". New York.

marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تعارفِ قرآن

۱۔ یہ کتاب کن کی رہنما ہے

یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کچھ شک نہیں (کہ کلام اللہ ہے۔ اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنما ہے ② جو غیب پر ایمان لاتے اور آداب کے ساتھ نماز پڑھتے اور جو کچھ ہم نے اُن کو عطا فرمایا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں ③ اور جو کتاب (اے محمدؐ) تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل ہوئیں سب پر ایمان لاتے اور آخرت کا یقین رکھتے ہیں ④ یہی لوگ اپنے پروردگار (کی طرف) سے ہدایت پر ہیں اور یہی نجات پانے والے ہیں ⑤ جو لوگ کافر ہیں انہیں تم نصیحت کرو یا نہ کرو ان کیلئے برابر ہے۔ وہ ایمان نہیں لانے کے ⑥ اللہ نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا رکھی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ (پڑا ہوا) ہے اور انکے لئے بڑا عذاب (تیار) ہے ⑦

(۲ : ۲ - ۷)

اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارے پیغمبر (آخر الزمان) آ گئے ہیں کہ جو کچھ تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے وہ اسمیں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں۔ اور تمہارے بہت سے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کیطرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے

(۵ : ۱۵)

تعریف القرآن

۱۔ من یھدیہ ھذا الکتاب

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ② الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ④ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑤ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑥ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ۗ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ۫ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ⑦

(۲ : ۲ - ۷)

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ○

(۵ : ۱۵)

marfat.com

اللہ نے نہایت اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں (یعنی) کتاب (جس کی
آیتیں باہم) ملتی جلتی (ہیں) اور دہرائی جاتی (ہیں) جو لوگ اپنے
پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے بدن کے (اس سے) رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں
پھر ان کے بدن اور دل نرم (ہو کر) اللہ کی یاد کی طرف (متوجہ) ہو جاتے ہیں
یہی اللہ کی ہدایت ہے وہ اس سے جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو اللہ
گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں

(۳۹ : ۲۳)

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا
مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ
الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ
جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ
ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ
وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ○

(۳۹ : ۲۳)

یہ تو جہان کے لوگوں کیلئے نصیحت ہے ﴿۲۷﴾ (یعنی) اس کیلئے
جو تم میں سیدھی چال چلنا چاہے ﴿۲۸﴾

(۸۱ : ۲۷-۲۸)

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾

(۸۱ : ۲۷ - ۲۸)

۹۔ قرآن ماہِ رمضان میں نازل کیا گیا

۹۔ أنزل القرآن في رمضان

(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس
میں قرآن (اول اول) نازل ہوا....
(۲ : ۱۸۵)

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ
الْقُرْاٰنُ ----
(۲ : ۱۸۵)

۱۰۔ نزولِ قرآن شبِ قدر میں شروع ہوا

۱۰۔ بدأ نزول القرآن في ليلة القدر

ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل (کرنا شروع)
کیا ﴿۱﴾ اور تمہیں کیا معلوم کہ شبِ قدر کیا
ہے؟ ﴿۲﴾ شبِ قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے ﴿۳﴾

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾
لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾

marfat.com

اس میں رُوح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اُترتے ہیں ④ یہ (رات) طلوعِ صبح تک (امان اور) سلامتی ہے ⑤

(۹۷: ۱-۵)

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ④ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ⑤

(۹۷: ۱-۵)

۱۱۔ اللہ تعالیٰ نے خود گواہی دی ہے کہ اُس نے قرآن کو اپنے علم سے نازل کیا ہے

لیکن اللہ نے جو (کتاب) تم پر نازل کی ہے اُس کی نسبت اللہ گواہی دیتا ہے کہ اُس نے اپنے علم سے نازل کی ہے۔ اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔ اور گواہ تو اللہ ہی کافی ہے۔

(۴: ۱۶۶)

۱۱۔ واللّٰہ یشھد أنه انزل القرآن بعلمه

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

(۴: ۱۶۶)

۱۲۔ پہلی وحی جو نازل ہوئی

(اے محمدؐ) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو) پیدا کیا ① جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا ② پڑھو تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے ③ جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا ④ اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا ⑤

(۹۶: ۱-۵)

۱۲۔ اوّل وحی نزل من السماء

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ ①
خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ ②
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ ③
الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ ④
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۭ ⑤

(۹۶: ۱-۵)

۱۳۔ نزولِ قرآن کس کی وساطت سے ہوا

کہہ دو کہ جو شخص جبرئیل کا دشمن ہو (اس کو غصے میں مر جانا چاہیئے) اُس نے تو (یہ کتاب) اللہ کے حکم سے تمہارے دل پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور بشارت ہے۔

(۲: ۹۷)

۱۳۔ بواسطة من أنزل القرآن الكريم

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(۲: ۹۷)

marfat.com

۱۴۔ قرآن عربی زبان میں کیوں نازل ہُوا

اور اگر ہم اس قرآن کو غیر زبان عرب میں نازل کرتے تو یہ لوگ کہتے

کہ اسکی آیتیں (ہماری زبان میں) کیوں کھول کر بیان نہیں کی گئیں۔

کیا (خوب کہ قرآن تو) عجمی اور (مخاطب) عربی....

(۴۱ : ۴۴)

١٤۔ لماذا أُنزل القرآن باللغة العربية

وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا اَعۡجَمِيًّا لَّقَالُوۡا لَوۡلَا

فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعۡجَمِىٌّ وَّعَرَبِىٌّ ؕ

- - - -

(٤١ : ٤٤)

اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان بولتا تھا

تا کہ انہیں (احکام اللہ) کھول کھول کر بتادے....

(۱۴ : ۴)

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ

قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ؕ ----

(١٤ : ٤)

۱۵۔ آیاتِ قرآنی کو اہلِ علم کے سینوں میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے اُن

کے سینوں میں (محفوظ) اور ہماری آیتوں سے وہی لوگ

انکار کرتے ہیں جو بے انصاف ہیں۔

(۲۹ : ۴۹)

١٥۔ جعل القرآن محفوظا في صدور أهل العلم

بَلۡ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِىۡ صُدُوۡرِ الَّذِيۡنَ

اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ ؕ وَمَا يَجۡحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا

الظّٰلِمُوۡنَ ۝

(٢٩ : ٤٩)

۱۶۔ قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان بنایا گیا ہے

اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لئے آسان کر دیا تو

کوئی ہے کہ سوچے سمجھے

(۵۴ : ۱۷)

١٦۔ لقد يسّر القرآن للذكر

وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ

مُّدَّكِرٍ ۝

(١٧ : ٥٤)

marfat.com

۱۷۔ قرآن کو آسانی کے لئے تھوڑا تھوڑا اور آہستہ آہستہ کر کے نازل کیا گیا

اور ہم نے قرآن کو جزو جزو کر کے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو
ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سناؤ اور ہم نے اسکو آہستہ آہستہ اتارا ہے

(۱۷: ۱۰۶)

۱۷۔ لأجل السهولة أنزل القرآن نجماً نجماً بالتدريج

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ
عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ۝

(۱۷: ۱۰۶)

۱۸۔ قرآن میں باتوں کو مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے

اور ہم نے قرآن میں سب باتیں طرح طرح سے
بیان کر دی ہیں مگر اکثر لوگوں نے انکار کرنے
کے سوا قبول نہ کیا۔

(۱۷: ۸۹)

۱۸۔ فصل الأشياء في القرآن بطرق مختلفة

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ
اِلَّا كُفُوْرًا ۝

(۱۷: ۸۹)

۱۹۔ قرآن میں کسی طرح کی پیچیدگی نہیں رکھی گئی

سب تعریف اللہ ہی کو ہے جس نے اپنے بندے (محمدؐ) پر (یہ) کتاب نازل کی اور
اس میں کسی طرح کی کجی (اور پیچیدگی) نہ رکھی ① (بلکہ) سیدھی (اور سلیس
اُتاری) تاکہ (لوگوں کو) عذاب سخت سے جو اُسکی طرف سے (آنیوالا) ہے
ڈرائے اور مومنوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں خوشخبری سنائے کہ انکے
لئے (اُن کے کاموں کا) نیک بدلہ (یعنی بہشت) ہے ②

(۱۸: ۱-۲)

۱۹۔ ليس في القرآن أي تعقيد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ
الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ ①
قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ
وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ
الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝ ②

(۱۸: ۱-۲)

marfat.com

۲۰۔ قرآن ہر قسم کی خامیوں سے پاک ہے

۲۰۔ القرآن خال من کل عیب

بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا (کلام) ہوتا تو اس میں (بہت سا) اختلاف پاتے ۔

(۴ : ۸۲)

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝

(۴ : ۸۲)

۲۱۔ قرآن کا جمع کرنا اور پڑھانا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے

۲۱۔ علی اللہ جمع القرآن وقرآنہ

اور (اے محمدؐ) وحی کے پڑھنے کیلئے اپنی زبان نہ چلایا کرو کہ اسکو جلد یاد کرلو ⑯ اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے ⑰ جب ہم وحی پڑھا کریں تو تم (اسکو سنا کرو اور) پھر اسی طرح پڑھا کرو ⑱ پھر اس (کے معانی) کا بیان بھی ہمارے ذمے ہے ⑲

(۷۵ : ۱۶ - ۱۹)

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ⑯
إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ⑰
فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ⑱
ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ⑲

(۷۵ : ۱۶ - ۱۹)

۲۲۔ قرآن کی سیدھی سادی باتوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنیوالے اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہیں

۲۲۔ یعلم اللہ الذین یبغون آیاتہ الواضحۃ عوجا

جو لوگ ہماری آیتوں میں کجراہی کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن و امان سے آئے ؟ (تو خیر) جو چاہو سو کرلو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

(۴۱ : ۴۰)

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَنْ يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

(۴۱ : ۴۰)

marfat.com

۲۳۔ قرآن کی نگہبانی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے

بیشک یہ کتاب، نصیحت ہمیں نے اُتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

(۱۵ : ۹)

۲۳۔ علی اللہ حفظ القرآن

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○

(۱۵ : ۹)

۲۴۔ قرآن کی آیتوں سے کفر کرنے والوں کا انجام کیا ہوگا۔

جن لوگوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اُن کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے۔ جب اُن کی کھالیں گل (اور جل) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب (کا مزہ) چکھتے رہیں۔ بیشک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

(۴ : ۵۶)

۲۴۔ ماذا سیکون مصیر الذین یکفرون بآیات اللہ

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِاٰیٰتِنَا سَوۡفَ نُصۡلِیۡہِمۡ نَارًا ؕ کُلَّمَا نَضِجَتۡ جُلُوۡدُہُمۡ بَدَّلۡنٰہُمۡ جُلُوۡدًا غَیۡرَہَا لِیَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَزِیۡزًا حَکِیۡمًا ○

(۴ : ۵۶)

۲۵۔ آیتوں کے متعلق بیہودہ باتیں ہونے والی جگہ سے کنارہ کشی کرلو۔

اور جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بکواس کر رہے ہیں تو اُن سے الگ ہو جاؤ، یہاں تک کہ اور باتوں میں مصروف ہو جائیں اور اگر یہ بات شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے پر ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔

(۶ : ۶۸)

۲۵۔ اجتنبوا المجالس التی تناقش فیھا آیات القرآن مناقشۃ لغو

وَ اِذَا رَاَیۡتَ الَّذِیۡنَ یَخُوۡضُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡہُمۡ حَتّٰی یَخُوۡضُوۡا فِیۡ حَدِیۡثٍ غَیۡرِہٖ ؕ وَ اِمَّا یُنۡسِیَنَّکَ الشَّیۡطٰنُ فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ○

(۶ : ۶۸)

marfat.com

۲۶۔ قرآن کو پاکیزگی کی حالت میں ہی ہاتھ لگانا چاہیئے

کہ یہ بڑے رتبے کا قرآن ہے ﴿۷۷﴾

(جو) کتاب محفوظ میں (لکھا ہوا ہے) ﴿۷۸﴾

اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں ﴿۷۹﴾

پروردگارِ عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے ﴿۸۰﴾

(۵۶: ۷۷-۸۰)

۲۶۔ لا یمس القرآن الا فی حالة الطهارة

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾

لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾

(۵۶: ۷۷-۸۰)

۲۷۔ قرآن پڑھنے سے پہلے کیا کرنا چاہیئے

اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے پناہ مانگ لیا کرو۔

(۱۶: ۹۸)

۲۷۔ ماذا یفعل قبل قراءة القرآن

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

(۱۶: ۹۸)

۲۸۔ قرآن سننے کے آداب

اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے

(۷: ۲۰۴)

جو شخص دل (آگاہ) رکھتا ہے یا دل سے متوجہ ہو کر سنتا ہے اس کے لئے اس میں نصیحت ہے

(۵۰: ۳۷)

۲۸۔ آداب الاستماع للقرآن

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(۷: ۲۰۴)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ○

(۵۰: ۳۷)

۲۹۔ قرآن کو سمجھنا بھی لازم ہے

اور بعض ان میں سے ان پڑھ ہیں کہ اپنے خیالاتِ باطل کے سوا (اللہ کی) کتاب سے واقف ہی نہیں اور وہ صرف ظن سے کام لیتے ہیں

(۲: ۷۸)

۲۹۔ فهم القرآن ضروری أیضا

وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ○

(۲: ۷۸)

marfat.com

۳۰۔ ایمان لانے اور نیک عمل کرنیوالوں کا ٹھکانہ کہاں ہوگا

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو خوشخبری سُنادو کہ ان کے لئے (نعمت کے) باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ جب اُنہیں اُن میں سے کسی قسم کا میوہ کھانے کو دیا جائیگا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہم کو پہلے دیا گیا تھا۔ اور ان کو ایک دوسرے کے ہم شکل میوے دیے جائیں گے اور وہاں اُن کے لئے پاک بیویاں ہونگی اور وہ بہشتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۲ : ۲۵)

۳۰۔ مصیر المومنین والذین یعملون الصالحات

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(۲ : ۲۵)

۳۱۔ اگر آزمائش مقصود نہ ہوتی تو اللہ سب کو ایک ہی شریعت پر قائم کر دیتا

اور (اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُن (سب) پر شامل ہے۔ تو جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اس کے مطابق ان کا فیصلہ کرنا۔ اور حق جو تمہارے پاس آچکا ہے اس کو چھوڑ کر انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرنا۔ ہم نے تم میں سے ہر ایک (فرقے) کیلئے ایک دستور اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی شریعت پر کر دیتا۔ مگر جو حکم اس نے تم کو دیئے ہیں ان میں وہ تمہاری آزمائش کرنی چاہتا ہے۔ ۔ ۔ ۔

(۵ : ۴۸)

۳۱۔ لولم یکن البلاء هدفا لجعل الله الناس أمة واحدة۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۔ ۔ ۔

(۵ : ۴۸)

marfat.com

۳۲۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت کیلئے طرح طرح کی مثالیں دے کر بیان فرماتا ہے

... اللہ اپنے نور سے جسکو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور اللہ (جو) مثالیں بیان فرماتا ہے (تو) لوگوں کے (سمجھانے کے) لئے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

(۲۴ : ۳۵)

۳۲۔ يضرب الله الأمثال في القرآن لهداية الناس

..... يَهْدِي اللّٰهُ لِنُورِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(۲٤ : ۳۵)

۳۳۔ قرآن تو اہلِ عالم کے لئے نصیحت ہے

اور (لوگو) یہ (قرآن) اہل عالم کے لئے نصیحت ہے۔

(۶۸ : ۵۲)

۳۳۔ القرآن ذكر للعالمين

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

(۶۸ : ۵۲)

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے طرح طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں لیکن انسان سب چیزوں سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔

(۱۸ : ۵۴)

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝

(۱۸ : ۵٤)

۳۸۔ اس سے پہلے کہ انسان پر ناگہاں عذاب آ جائے اُسے قرآن کی پیروی کر لینی چاہیئے

اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آ جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو اس نہایت اچھی (کتاب) کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے پیروی کرو۔

(۳۹ : ۵۵)

۳۸۔ ليتبع الانسان القرآن قبل أن يحل عليه عذاب بغتة

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

(۳۹ : ۵۵)

marfat.com

۳۹۔ صاحبِ علم درحقیقت وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں

انسانوں اور جانوروں اور چارپایوں کے بھی کئی طرح کے رنگ ہیں۔ اللہ سے تو اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو صاحبِ علم ہیں۔ بے شک اللہ غالب (اور) بخشنے والا ہے۔

(۳۵ : ۲۸)

۳۹۔ إن أصحاب العلم هم الذين يخشون الله

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذٰلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۝

(۳۵ : ۲۸)

۴۰۔ قرآنی احکام کے مطابق حکم نہ دینے والے کافر ہیں

... تو تم لوگوں سے مت ڈرنا اور مجھی سے ڈرتے رہنا اور میری آیتوں کے بدلے تھوڑی سی قیمت نہ لینا۔ اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں

(۵ : ۴۴)

۴۰۔ الذين لا يحكمون بما أنزل الله فأولئك هم الكافرون

..... فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

(۵ : ۴۴)

marfat.com

مصنف کا تعارف اور ذہنی ارتقاء

سلطان بشیر محمود

ہر تعریف اللہ تبارک تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام عالموں کا رب ہے اور قابل بیان شان صرف خیر الانبیا محبوب خالق کون و مکان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ میں اپنی تمام ترخامیوں اور لغزشوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے ذہنی ارتقاء کی کہانی اپنے قارئین کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ شکر کا مقام ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے مسلمان والدین کے ہاں پیدا کیا اگر ایسا نہ ہوتا تو شاید میں کوئی ہندو سکھ عیسائی ہوتا۔ اس لیے جو کچھ بھی آج تک میں نے اسلام کے لیے کیا ہے یہ توفیق خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوئی اور اس میں ہرگز میرا کوئی کمال نہیں۔ اگر وہ اس کام کا کوئی بدلہ دیتا ہے تو سراسر اس کی شان رحمت ہوگی ورنہ میرا کوئی حق نہیں۔

والد صاحب نے ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے ضلع امرتسر سے جب ہجرت کی تو میں تقریباً چھ سال کا ہوں گا۔ وہ طالب علمی کے زمانہ سے ہی سٹوڈنٹ لیڈر تھے اور اصلاح معاشرہ کے لیے ساری عمر کام کرتے رہے۔ اس لیے ان کی آمدنی کم اور خرچ زیادہ معمول کی بات تھی۔ آٹھویں جماعت تک مجھے روزانہ گاؤں سے چار میل دور پیدل سکول آنا جانا ہوتا تھا ایک دفعہ جب میں نے سائیکل کے لیے بہت اصرار کیا تو والد صاحب نے فیصلہ کن انداز میں کہا" تم پیدل ہی سکول جاؤ گے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ تمہیں آرام کی عادت پڑ جائے" اور واقعی بچپن کی یہ سخت زندگی میرا سرمایہ حیات بن گئی۔ میرے گاؤں کا نام لاگر تھا۔ ۱۹۵۰ء کی دہائی میں وہاں زندگی کی کوئی آسائش میسر نہیں تھی۔ رات کو گھر میں مٹی کا دیا جلتا تھا۔ اس کی روشنی میں والد صاحب دیر تک پڑھنے کی تلقین کرتے اور صبح جلدی اٹھا دیتے۔ میں جب نیند پوری نہ ہونے کی شکائت کرتا تو کہتے " تمام بڑے لوگ رات کو دیر تک کام کرتے تھے اور صبح جلدی اٹھنے کے

marfat.com

عادی تھے " میرا بچپن یوں ہی گذر گیا۔ یہ ان کی دعائیں اور تربیت کا نتیجہ تھا کہ ایک پس ماندہ سکول کے طالب علم ہونے کے باوجود میٹرک میں اعلیٰ نمبروں پر وظیفہ حاصل کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ۱۹۵۹ء میں پورے پنجاب میں تیسری پوزیشن حاصل کی اور قومی ٹیلنٹ سکالرشپ لیا۔ انجنیئرنگ یونیورسٹی کے آخری سال میں اگرچہ پڑھائی کے دوران ملازمت بھی کرتا تھا پھر بھی الیکٹریکل انجنیئرنگ میں یونیورسٹی بھر میں اول پوزیشن حاصل کی۔ ڈگری کے بعد پہلی نوکری واپڈا کی تھی لیکن مجھے وہاں کا ماحول پسند نہ آیا اور تین ماہ بعد ہی ساڑھے سات ہزار روپیہ بانڈ منی (Bond Money) دے کر اٹامک انرجی کمیشن میں شمولیت کر لی۔ یہیں سے اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلینڈ چلا گیا اور ۱۹۶۵ء میں مانچسٹر یونیورسٹی سے نیوکلیئر ری ایکٹرز کنٹرول انجنیئرنگ میں ایم ایس انجنیئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ اٹامک انرجی کی تینتیس سال کی ملازمت کے دوران بھی وہی بچپن کی محنت رہنما رہی۔ الحمد للہ۔ ہر روز یہی کوشش رہی ہے کہ آنے والا کل میرے آج سے بہتر ہو اور کسی دباؤ یا لالچ میں آئے بغیر اللہ کے فضل و کرم سے پوری ایمانداری سے کام کیا ہے۔ اس دوران میں نے نیوکلیئر انجنیئرنگ میں بہت سے مقالہ جات لکھے۔ کئی ایک ایجادات کیں۔ جن میں سے بعض بین الاقوامی طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اپنے ملک کی خدمت کے لیے اس نے مجھے کام کے بھی بڑے بڑے مواقع عطا کیے۔ اور خاموشی سے اپنی ذمہ داری کو نبھانے کی کوشش کی ہے۔ اب جبکہ یہ سب کچھ اخباروں میں چھپ چکا ہے اس لئے بتایا جا سکتا ہے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ صرف ۳۳ سال کی عمر میں مجھے پاکستان کے یورنیم کی افزدگی کے پروگرام کا ڈائریکٹر بنایا گیا۔ جسے اب کہوٹہ پراجیکٹ کہتے ہیں اور کامیابی سے اس منصوبہ کو آگے بڑھایا۔ اس کے بعد بھی اپنے ملک کی خدمت کے لیے کئی نیوکلیئر پراجیکٹ لگائے اور اب الحمد للہ۔ پاکستان کے پہلے خود ساختہ نیوکلیئر ری ایکٹر کو ڈیزائن کر کے پاکستانی ذرائع اور انڈسٹری کے تعاون سے پایہ تکمیل کو پہنچایا ہے۔

marfat.com

مجھے افسوس ہے کہ میری دینی تعلیم واجبی سی تھی۔قرآن مجید بھی باقاعدگی سے نہیں پڑھا تھا۔جب ۱۹۶۳ء میں انگلینڈ گیا تو وہاں پہلی دفعہ مجھے قرآن حکیم اور مسلم امہ سے صحیح معنوں میں محبت پیدا ہوئی۔چنانچہ مانچسٹر یونیورسٹی میں مسلم سٹوڈنٹ ایسوسی ایشن کا میں پہلا جنرل سیکرٹری چنا گیا اور "الاسلام" کے نام سے وہاں ایک رسالہ بھی نکالا۔اس کے علاوہ میں نے اس زمانہ میں قرآن الحکیم کو باقاعدگی سے پڑھنا شروع کیا اور اس کا تفصیلی انڈیکس بھی تیار کرنا شروع کیا لیکن اس وقت یہ کام مکمل نہ کر سکا۔۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران پاکستانی سفارتخانہ کو ایک ہزار پونڈ سے زیادہ چندہ جمع کر کے دیا۔اسی اثناء میں مانچسٹر میں "سنڈے مسلم سکول" کی بھی بنیاد رکھی جو اب باقاعدہ سکول بن چکا ہے۔

نیوکلیئر انجنیئرنگ میں اعلیٰ تعلیم اور ٹریننگ کی تکمیل کے بعد ۱۹۶۶ء میں واپس وطن عزیز پہنچا لیکن دو سال بعد ہی انگلینڈ کے اٹامک انرجی اتھارٹی کے مشہور ڈیزائن سنٹر رزلے (Rislay) میں نیوکلیئر ری ایکٹروں کے ڈیزائن کے لیے واپس آ گیا۔اس قیام کے دوران صرف ایک سال میں اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل سے U.K اٹامک انرجی اتھارٹی نے نیوکلیئر ری ایکٹرز پر میرے گیارہ مقالہ جات چھاپے اور تین ایجادات کے پیٹنٹ حاصل کرنے کے لیے درخواستیں دیں جو کہ ان کے نزدیک کسی بھی سائنس دان کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔۱۹۶۹ء کے آخر میں جب واپس آنا چاہا تو ان کا اصرار تھا کہ میں وہیں رک جاؤں لیکن وطن عزیز کی محبت اور خدمت کے سامنے تمام اعزاز ہیچ ہیں۔

میری زندگی میں ۱۹۷۶ء کا سال بڑا ہنگامہ خیز ثابت ہوا۔جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اس وقت میں کہوٹہ یورینیم افزدگی کے پلانٹ کا پراجیکٹ ڈائریکٹر تھا اور دن رات اس منصوبہ کو آگے بڑھانے کے لیے کام کر رہا تھا کہ اچانک مجھ پر قادیانی ہونے کا سراسر جھوٹا اور بے بنیاد الزام لگایا گیا جس کی وجہ سے مجھے پراجیکٹ سے اس وقت علیحدہ ہونا

marfat.com

پڑا جب بفضل اللہ تعالیٰ ہماری دن رات کی محنت سے کامیابی قریب نظر آ رہی تھی۔ اس تبدیلی سے مجھے کافی زیادہ ذہنی صدمہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہی میرے خلاف مختلف قسم کی بے بنیاد تحقیقات کا آغاز شروع ہو گیا۔ لیکن انہی واقعات نے میری کایا پلٹ کر رکھ دی۔ مصیبت میں اللہ تبارک تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور سہارا نظر نہ آیا اور دل کو صرف قرآن حکیم میں سکون ملا۔ کلام اللہ کو پڑھتے وقت اللہ تبارک تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ کیوں نہ میں قرآن حکیم پر سائنٹفک انداز میں کام کروں۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو آیت در آیت سمجھ کر پڑھنا شروع کیا۔ اس کوشش کے دوران مجھے پہلی بار احساس پیدا ہوا کہ مترجم حضرات اکثر کلام اللہ کے الفاظ کو ایسے معنی پہنا دیتے ہیں جو ان کی دانست میں تو صحیح ہوں گے لیکن بدقسمتی سے قرآن الحکیم کی روح سے وہ دور نکل جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میں نے کئی ایک تراجم کا جب موازنہ کیا تو ان کے درمیان اختلافات کو دیکھ کر یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ قرآن مجید کو اگر سمجھنا ہے تو کلام اللہ کے عربی الفاظ کے معنوں پر ڈٹ جاؤ۔ اور اگر کسی عربی لفظ کے ایک سے زیادہ معنی ہیں تو وہ سب بھی ٹھیک ہوں گے اس لیے کہ علیم العزیز الحکیم جس نے یہ کتاب نازل کی ہے وہ ان معنوں کو خوب جانتا تھا۔ چنانچہ جب میں نے کلام اللہ کو سمجھنے کے لیے یہ اصول اپنایا تو مجھے اس عظیم کتاب میں بے شمار رموز اور نئے حقائق نظر آنے شروع ہوئے جو ترجموں کے غلاف میں چھپے ہوئے تھے۔ پہلی دفعہ صحیح معنوں میں احساس ہوا کہ واقعی اللہ کی کتاب تمام علوم کے لیے ام الکتاب ہے۔

اسی دوران مجھ پر یہ بھی آشکارا ہوا کہ فی زمانہ خط و کتابت اور لٹریچر کے ذریعے اسلام کی بہترین خدمت ہو سکتی ہے ایک عام آدمی اپنے گھر میں بیٹھے دور دور اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا سکتا ہے۔ یہ وہی طریقہ ہے جو چھ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمی دعوت کے لیے اپنایا تھا۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل ترجیحات صحیح معلوم ہوئیں۔

اول۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو خود سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا

marfat.com

دوم۔ سیرت طیبہ کا فروغ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی اصل رہنما اور انسانیت کے ہیرو ہیں ۔اس چیز کو دل سے ماننا اور دوسروں سے منوانا۔

سوم۔ حیات بعد الممات کی حقیقت کو واضح کرنا چونکہ اس کے بغیر دین بے معنی ہے اور انسانیت کی فلاح اسی حقیقت پر پختہ اعتقاد میں ہے ۔

چہارم۔ قرآن الحکیم اور سنت نبوی کو جدید علوم کی روشنی میں سمجھنا. اس پر عمل کرنا اور دوسرے لوگوں کو سمجھانا کہ دونوں جہانوں میں کامیابی اور فلاح کا یہ بہترین ہدایت نامہ (Manual) ہیں ۔اور ایک انسان کا دوسرے پر یہ حق ہے کہ وہ اسے دوزخ کی آگ سے بچائے ۔

چنانچہ میری پہلی کتاب "Dooms Day and Life After Death" ان ترجیحات کی ترجمانی تھی ۔ یہ کتاب 1987 میں چھپی اور اس کا دنیا بھر میں بڑا خیر مقدم ہوا ۔انہی مقاصد کی تکمیل کے لیے 1986 میں قرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ الحمد للہ ۔اس وقت سے یہ فاؤنڈیشن باقاعدہ کام کر رہی ہے ۔اسی سلسلہ میں 1991 میں دنیا بھر میں سب سے پہلے "قرآن الحکیم اکیسویں صدی میں" کے موضوع پر سیمینار کرایا گیا تاکہ آنے والی صدی کو ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کے کلام کی مدد سے فتح کریں ۔

اگرچہ یہ فاؤنڈیشن ایک چھوٹا سا ادارہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے اثرات کو دور دور پھیلا دیا ہے ۔اس کے کام کو بین الاقوامی طور پر جو اہمیت حاصل ہوئی ہے ۔ اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ جولائی 1996 میں امریکہ کے مشہور ادارے " امریکن بائیوگرافیکل انسٹیٹیوٹ" (American Biographical Institute) نے قرآن الحکیم فاؤنڈیشن اور اس کے واسطے مجھے بھی 1986 سے 1996 تک کے ان اداروں اور لوگوں میں شامل کیا ہے ان کے نزدیک جن کے کام سے دنیا پر بہتر اثرات مرتب ہوئے ہیں ۔اس طرح سوڈان میں 1993 میں قائم ہونے والے انٹرنیشنل

marfat.com

انسٹیٹیوٹ فار ریسرچ انٹو فیتھ (International Institute of Research into Faith) کا ٹرسٹی ہونے کا اعزاز بھی ملا اور پاکستان اکیڈمی آف سائنسز نے سائنس اور انجنیئرنگ کے شعبہ میں میرے کام کو سراہتے ہوئے 1991 میں مجھے گولڈ میڈل کا اعزاز دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب بھی کوئی آدمی اپنی زندگی کا مقصد اللہ تبارک تعالیٰ کا نام بلند کرنا بنالیتا ہے اور سچے دل سے کہتا ہے کہ "میری نماز۔قربانی۔جینا۔مرنا سب رب العالمین کے لیے ہے" تو وہ ذات پاک اس آدمی کے وقت، رزق اور اولاد میں برکت عطا فرما دیتا ہے اور اس کے مسائل کو خود حل کرتا ہے۔رب العالمین کی اس رحمت اور برکت کا مجھ سا نکما آدمی بھی گواہ ہے۔یہ اسی کا فضل ہے کہ دن رات کی سرکاری مصروفیات کے باوجود مجھے دین کے لیے کام کرنے۔کتابیں لکھنے اور اس کام کو آگے بڑھانے کے لیے بہت سا وقت مل جاتا ہے۔نہ صرف دینی کام بلکہ اس کے ساتھ ساتھ سائنسی میدان میں کام جس کا مختصر سا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ بھی کم نہیں۔اس کا مطلب یہی ہے کہ جو کوئی بھی اسلام کے لیے کام کرے گا تو عزیز الحکیم غفور الرحیم اللہ تعالیٰ دنیا کے تمام شعبے اس پر آسان کر دیتا ہے، اس کے ذرائع میں برکت ڈال دیتا ہے، اس کی اولاد اور دوستوں کو اس کے لیے باعث رحمت بنا دیتا ہے اور اگر کبھی توقعات کے خلاف بھی کام ہوتا ہے تو اس میں بھی اگر ہم سمجھیں تو فوائد ہی ہوتے ہیں۔

میرے لیے یہ بات بھی بہت خوشی کی ہے کہ مجھے حبیب اللہ فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر لکھنے کی توفیق ہوئی اور یوں یہ حقیر بندہ سیرت نگاروں میں شامل کر لیا گیا ہے۔اس کتاب کا نام بزبان انگریزی "The First and the Last" ہے جو بفضل تعالیٰ مقبولیت حاصل کر رہی ہے حضرت پیر مہر علی رحمتہ اللہ علیہ کے مطابق میری زندگی بھی حضور رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم کی مرہون منت ہے اور میں بھی ان کی طرح کہتا ہوں۔

marfat.com

" کتھے مہر علی تے کتھے تیری ثنا

گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں "

اب اللہ تبارک تعالیٰ سے دعا ہے کہ زندگی کا آخری سانس بھی اسی کے نام کو بلند کرنے میں گزر جائے اور میری اولاد اور قیامت تک آنے والی میری تمام نسلیں رب العالمین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں لبیک لبیک کہتے ہوئے اٹھتی رہیں۔

اے اللہ ہماری لغزشوں کو معاف فرما اور اپنی طرف جانے والے سیدھے راستہ پر رکھ اور میرے دوستوں اور قارئین پر اپنا کرم کر۔ آمین!

سلطان بشیر محمود

۱۴ اگست ۔ اسلام آباد

marfat.com

مصنف کی کچھ دیگر تصانیف و مقالہ جات

مصنف ستر (۷۰) سے زیادہ تکنیکی ۔ سائنسی اور انجنیئرنگ کے شعبہ میں کتابوں اور مقالہ جات لکھ چکے ہیں ۔ان کے علاوہ کئی ایک ایجادات کے موجد ہیں ۔ مندرجہ ذیل صرف اسلام کے متعلق کچھ کتابوں اور مقالہ جات کی فہرست ہے :۔

۱ Dooms Day and Life After Death (قیامت اور حیات بعد الموت)

۲- The Quranic Education System (قرآنی نظام تعلیم)

۳- The First and the Last (PBUH) (اول و آخر صل اللہ علیہ وسلم)

۴- Quranic Theory of Creation in Pair and Dirac.s Law (قرآن حکیم کی جوڑوں میں تخلیق کی حقیقت اور سائنسدان ڈیراک کی تھیوری)

۵- Methmatical Relationship between the Parts and Chapters of the Quran (قرآن حکیم کے پاروں اور سورتوں میں حسابی تعلق)

۶- Creation and development of Man in the light of Quran (Mnuscript) (قرآن حکیم کے مطابق انسان کی تخلیق اور ارتقاء)

۷- Creation and Development of Universe in the light of th Quran (Manuscript) (قرآن حکیم کے مطابق کائنات کی تخلیق اور ترقی کا نظریہ)

۸- Islam in the 21st Century (اسلام اکیسویں صدی میں)

۹- صحت مند غذا (حضور صل اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں)

۱۰- داڑھی (حضور کی سنت اور سائنسی نظریات کی روشنی میں)

۱۱- قرآن اور سائنس (انڈیکس)

۱۲- روح کی خوشبو (ایک صراط مستقیم کے مسافر کی موت کے بعد کے حالات)

marfat.com

ریٹائرڈ میجر امیر افضل خان کی دیگر تصنیفات

1۔ **جلال مصطفیٰ**:۔ دو ایڈیشن شائع ہو کر بک چکے ہیں ۔اب یہ کتاب اضافوں کے ساتھ کتاب " حضور پاکؐ کے جلال و جمال " کا حصہ ہے

2 سے 9 ۔ **کلاسوٹز کا فلسفہ جنگ**:۔ مشہور جرمن جنگی ماہر کی آٹھ کتابوں کا ترجمہ کر کے تین جلدوں میں شائع کیا۔ ساتھ قرآن پاک احادیث مبارکہ ، تاریخ اسلام اور علامہ اقبالؒ کے شعروں سے ثابت کیا کہ ہمارے پاس بہتر فلسفہ جنگ موجود ہے۔ تمام کتابیں فوج نے خرید لیں۔

10 سے 13 ۔ **خلفائے راشدین کی جنگی حکمت عملی اور تدبیرات کے جائزے**:۔ جن میں تقریباً تین سو سے اوپر جنگیں اور مہمات ہیں ۔ یہ چار جلدوں میں ہیں ۔اول فتوحات عراق و ایران ، دوم ۔فتوحات فلسطین و شام ، سوم فتوحات مصر ، افریقہ اور متفرق ، چہارم وسط ایشیا سے بحیرہ اوقیانوس تک ، اور بری فوج کی ہر بڑی یونٹ اور سٹیشن لائبریریوں میں موجود ہیں ۔ تمام کتابیں فوج نے لے لیں ہیں ۔دوسرا ایڈیشن شائع کرنے کی ہمت نہیں یہ سب کتابیں موزوں نقشوں سے مزین ہیں ۔

14 ۔ **تاشقند کے اصلی راز**:۔ اس کتاب میں 1985 تک ہمارے سب عسکری اور سیاسی المیوں کے علاوہ قادیانیوں کی سازشوں کو بھی بے نقاب کیا گیا ہے اور مصنف نے صاف گوئی سے ملک کے سربراہوں یا دوسرے لوگوں کو جو کچھ برملا کہا وہ بھی کتاب میں موجود ہے ۔قیمت ۔/35 روپے ۔مارکیٹ ریٹ ۔/150 روپے ۔

marfat.com

پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا ہے دوسرے کی ہمت نہیں۔

15 ۔ **پنڈورا باکس**:۔1993 تک ہماری 46 سالوں کی ذلت کی زندگی اور اللہ اور رسولؐ سے غداری کا مختصر بیان ہے۔ قیمت ۔/20 ۔ مارکیٹ ریٹ ۔/60 روپے ۔دوسرا ایڈیشن ختم ہونے والا ہے۔تیسرے کی تیاری ہے۔

16 ۔ **حضور پاک کا جلال و جمال**:۔مجلد کتاب ہدیہ ۔/180 روپے سادہ جلد ۔/150 روپے ۔ مارکیٹ ریٹ ۔/400 رپے اس کتاب پر جنرل ڈار ، پیر صاحب کرم شاہ ، جنرل رفاقت اور متعدد صاحبان نے بڑے اچھے تبصرے کئے۔ پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا ہے۔دوسرے کی تیاری ہے۔

17 ۔ **جہاد کشمیر** 48۔1947 :۔ مجلد کتاب ہدیہ ۔/180 روپے سادہ جلد ۔/150 رپے مارکیٹ ریٹ ۔/400 روپے ۔اس کتاب پر جنرل رفاقت اور سید شبیر حسین اور متعدد صاحبان کے تبصرے بھی ہیں۔

18 ۔ **شان حبیب**:۔ نگاہ رب العالمین ۔ترتیب سے حضور پاکؐ کے شان میں نازل شدہ تقریباً اڑھائی سو آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تبصرہ ہدیہ 15 روپے

19 ۔ **اسلامی نظام حکومت** ۔یعنی رسول عربیؐ کے اسلام کا نفاذ ۔ ہدیہ ۔/75 روپے ۔مارکیٹ ریٹ 200 روپے۔

20 ۔ " **حیات بعد الموت** " سلطان بشیر محمود کی انگریزی کتاب کا ترجمہ ۔ تفصیلی اشتہار ساتھ ہے۔

21 ۔ "**البیان فی تفہیم القرآن**" مودودی صاحب کی تفہیم القرآن پر مختصر تبصرہ ۔قیمت 50 روپے ۔مارکیٹ ریٹ 150 ۔

کتابیں ملنے کا اور مصنف کا پتہ

۱۹ ذی شان کالونی قاب لائنز۔راولپنڈی ۔فون 583778

marfat.com

تبلیغ اسلام بذریعہ خط و کتابت

محترم / محترمہ - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ،

قرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن اسلام آباد ستمبر ۱۹۸۶ سے عالمی سطح پر دین کی اشاعت اور تعارف بذریعہ خط و کتابت پیش کر رہی ہے - اس دوران ہزاروں کی تعداد میں انگریزی زبان میں قرآن مجید کے ترجمے، حدیث کے ترجمے، اسلام کے بنیادی عقائد، توحید، رسالت اور آخرت پر کتابیں اور بے شمار پمفلٹ دنیا کے بیسیوں ممالک میں بھیجے جا چکے ہیں -

تبلیغ کے اس طریقہ کا آغاز جناب خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے چھ ہجری میں کیا اور اپنی حیات طیبہ میں ۲۵۰ سے زیادہ خطوط اور وثیقہ جات اس وقت کی اہم شخصیات کو اسلام کی طرف بلانے کے لیے لکھے -

افسوس کہ آج مسلمان مبلغ تبلیغ کے اس طریقہ پر زیادہ توجہ نہیں دیتے - لیکن عیسائی مشنریاں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طریقہ سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا میں عیسائیت پھیلانے میں مصروف ہیں - ہر ملک میں بائبل سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں جو لوگوں کے گھروں میں عیسائیت پر لٹریچر پہنچا رہی ہیں - ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں - آپ سے استدعا ہے کہ اللہ کے دین کو آگے بڑھانے کے لیے ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں سب سے بڑا انسانی حق اور سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی کو جہنم کی آگ میں جلنے سے بچالے - تبلیغ بذریعہ خط و کتابت وہ آسان طریقہ ہے جس میں شامل ہو کر ایک مصروف سے مصروف آدمی بھی اپنا یہ انسانی حق ادا کر سکتا ہے - یہ مسلمان مرد اور عورت پر حقوق اللہ اور حقوق العباد میں سے ایک اہم فرض ہے - آپ اس فرض سے خط و کتابت کے ذریعہ دین پھیلا کر سرخ رو ہو سکتے ہیں -

یاد رکھیے! جہاں آپ خود نہیں پہنچ سکتے وہاں آپ کا خط پہنچ سکتا ہے - لہٰذا آیئے مل جل کر لوگوں کو اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف بلائیں اور انسان کو جہنم سے بچائیں

تعاون کے منتظر

انتظامیہ کمیٹی - قرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن

marfat.com

HQRF's Programme For

The International Propagation of Islam

- To desseminate knowledge about Islam through correspondance, free distribution of litrature and media campaigns.
- To set up worldwide information distribution network on Islam.
- To engage scholars to prepare relevant litrature of excellent quality on Islam.
- To establish foreign language bureau to translate Islami litrature in different languages.
- To promote academic activities and set up model educational institutions in the true Islamic environment.

To participate and assist in this great cause; please contact:-

HOLY QURAN RESEARCH FOUNDATION
60-B, Nazim-ud-Din Road, F-8/4, Islamabad

marfat.com

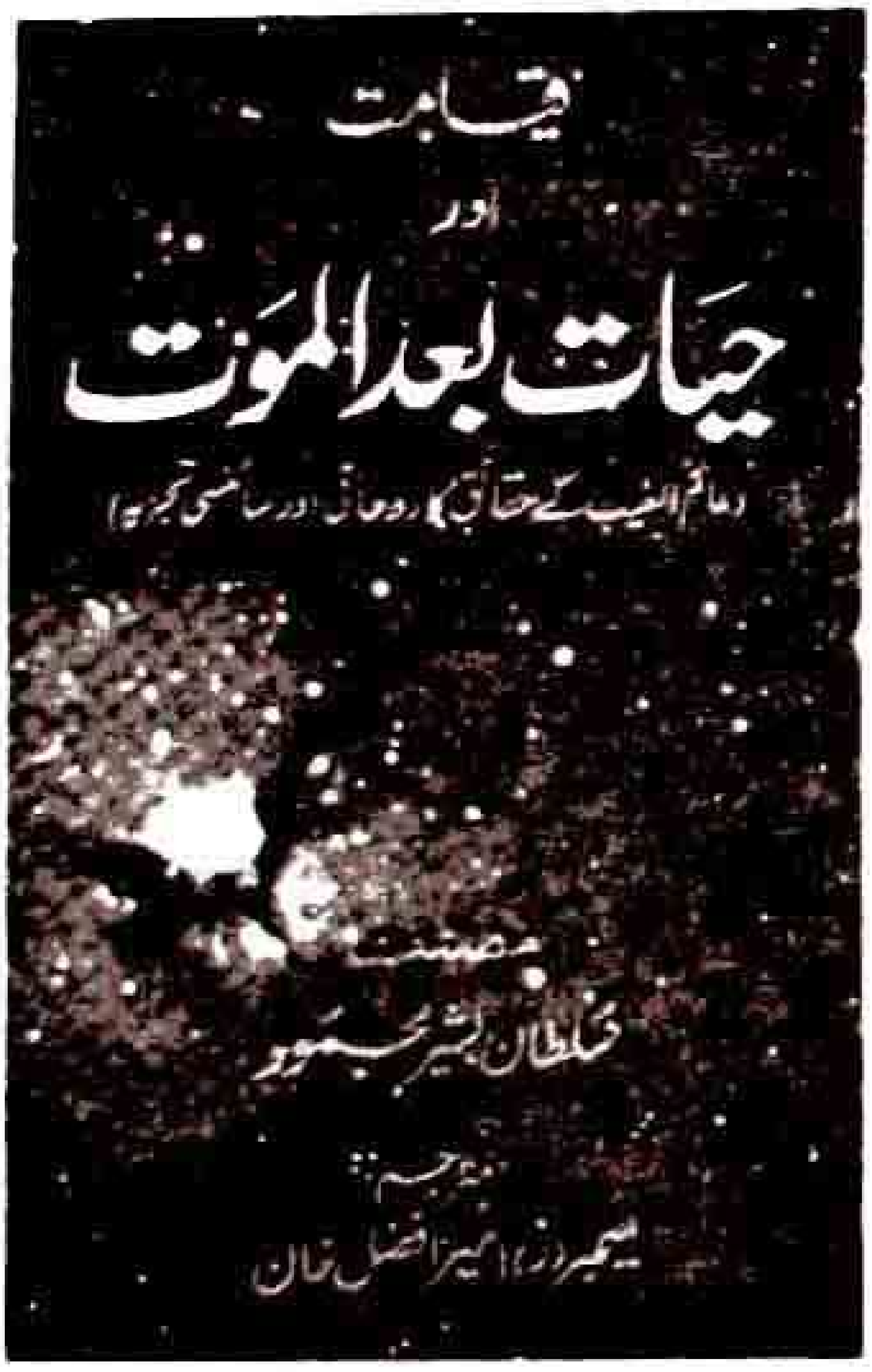

نامور ایٹمی انجینئر سائنسدان
اور محقق

سُلطان بشیر محمود

کے قلم سے

قیامت اور حیات بعد الموت

کا

سائنس اور قرآن کی روشنی میں تجزیہ

انسان کیا ہے؟
موت کا فلسفہ حیات کیا ہے؟
پیدائش سے پہلے ہم کہاں تھے؟
برزخ کی دنیا کیسی ہے؟
قیامت کب اور کیسے آئے گی؟
کائنات کی دوبارہ تخلیق کیسے ہو گی؟
روز محشر اور یوم الدین کیسے برپا ہوں گے؟
جنت، اعراف اور جہنم کی دنیائیں کیسی ہیں؟
جنات اور ملائکہ کی حقیقت کیا ہے؟

براہ راست یا
بک سٹال سے خریدیں

صفحات 570 مجلد
قیمت ۳۰۰ روپے

القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن
60-B ناظم الدین روڈ F-8/4 اسلام آباد
فون 255107 فیکس 858672

marfat.com

القرآن الحکیم ریسرچ فاؤنڈیشن

60-B ناظم الدین روڈ F-8-4 اسلام آباد

فون: 255107 فیکس: 858672